bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تذکرہ
خلفائے امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ

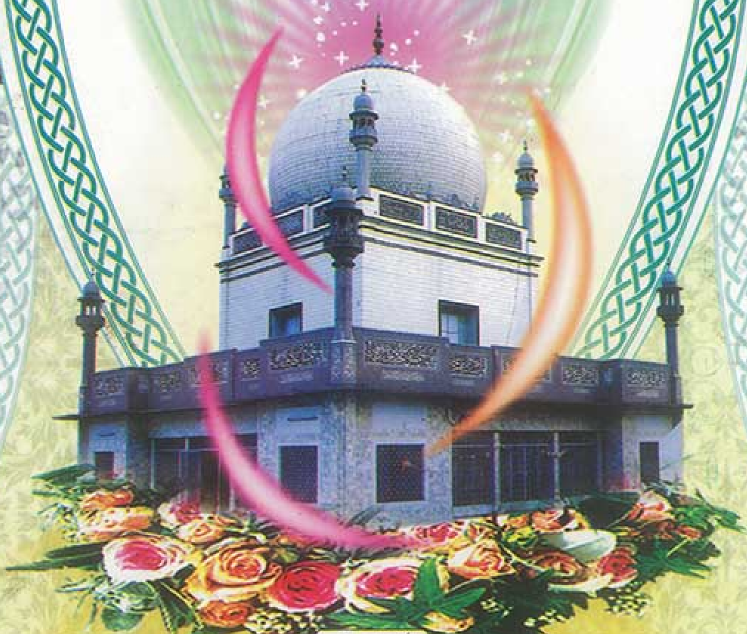

تالیف مصنف

محمد صادق قصوری

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ لاہور

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

تذکرہ

خلفائے امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ

تالیف مصنف

محمد صادق قصوری

قادری رضوی کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575

0333-4383766

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب---------------------تذکرہ خلفائے امیر ملتؒ

مؤلف---------------------محمد صادق قصوری

حسب الارشاد---------------------علامہ صاحبزادہ پیر عرفان الٰہی قادری

پروف ریڈنگ---------------------ڈاکٹر رانا طاہر محمود قادری

سن طباعت---------------------2016ء

تعداد---------------------1100

صفحات---------------------504

قیمت---------------------

زیر نگرانی---------------------چوہدری محمد خلیل قادری

تحریک---------------------چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر---------------------چوہدری عبدالمجید قادری

ملنے کے پتے

قادری رضوی کتب خانہ/مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت علی پور سیداں شریف ضلع نارووال

مکتبہ شاہ احسان آستانہ عالیہ ساہو چک شریف ڈاکخانہ بڈیانہ

تحصیل و ضلع سیالکوٹ 0301-6113292

0301-6113292,0333-3647929

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

انتساب

آفتاب ہند امام ربانی قندیل نورانی مجدد الف ثانی
حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ النورانی کے نام!

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمئ احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہباں
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبروا

(اقبالؒ)

خاک درِ حضرت مجدد الف ثانیؒ
محمد صادق قصوری

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

اظہار تشکر

احقر امام العاشقین سرِ تاج العارفین رئیس المتکلمین شبیہ امیر ملت حضور فخرِ ملت پیر حافظ سید افضل حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین علی پور شریف کا تہہ دل سے شکر گزار ہے۔

جنکی باطنی توجہ روحانی تصرف اور بے پایاں عنایات کے باعث یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچی ورنہ

من انم کہ من دانم

سگِ دربار علی پور شریف
محمد صادق قصوری

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

فہرست

۱	نگاہ اولین ـــــ محمد صادق قصوری	
۲	حرف گفتنی ـ صاحبزادہ علامہ پیر عرفان الٰہی قادری	17
۳	پیش لفظ ـــــ ڈاکٹر غلام مصطفی خاں	20
۴	مقدمہ ـــــ ڈاکٹر محمد ایوب قادریؒ	22
۵	مولانا کریم بخش قصوریؒ، سال رحلت، ۱۹۰۳ء	28
۶	مولانا غلام محمود صنفی میسوری، ۱۹۱۶ء	31
۷	مولانا محمد ایوب پشاوریؒ، ۱۹۱۷ء	35
۸	مولانا مرزا حسن بیگ لاہوریؒ، ۱۹۱۸ء	38
۹	حافظ ظفر علی پسروری، ۱۹۱۸ء	39
۱۰	پیر خیر شاہ امرتسریؒ، ۱۹۲۰ء	44
۱۱	مولانا محمد عظیم گکھڑویؒ، ۱۹۲۲ء	55
۱۲	مولانا محمد حسین قصوریؒ، ۱۹۲۷ء	60
۱۳	مولانا غلام احمد اخگر امرتسری، ۱۹۲۷ء	67
۱۴	مولانا عبدالرحمن ہزارویؒ، ۱۹۲۹ء	78

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۵	نواب محاسب یار جنگ حیدر آبادی، ۱۹۲۹ء	80
۱۶	میاں محمد امیر اللہ کلانوریؒ، ۱۹۳۴ء	84
۱۷	سید محمد غوث سکھو چکیؒ، ۱۹۳۶ء	89
۱۸	خواجہ احمد شاہ امرتسریؒ، ۱۹۳۶ء	96
۱۹	پیر زہیر عاقل شاہی میسوری، ۱۹۳۷ء	98
۲۰	سید جعفر علی شاہ کلانوری، ۱۹۴۰ء	104
۲۱	مولانا محمد وقتی پانی پتیؒ، ۱۹۴۱ء۔ ۱۹۴۰ء	107
۲۲	پیر حیات محمد سیالکوٹیؒ، ۱۹۴۲ء	109
۲۳	حکیم غلام احمد شوقؔ فریدی، ۱۹۴۳ء	116
۲۴	پیر نیک عالم گجراتیؒ، ۱۹۴۳ء	124
۲۵	سید حسین شاہ گجراتیؒ، ۱۹۴۴ء	127
۲۶	قاضی حفیظ الدین رہتکیؒ، ۱۹۴۴ء	130
۲۷	پروفیسر عابد حسن فریدیؒ، ۱۹۴۵ء	137
۲۸	ڈاکٹر میر ہدایت اللہ امرتسریؒ، ۱۹۴۵ء	141
۲۹	شیخ محمد ابراہیم آزاد بیکانیریؒ، ۱۹۴۷ء	144

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۳۰	شاہ محمد امین اللہ خاموش ناروی، ۱۹۴۹ء	149
۳۱	مولانا محمد شریف کوٹلوی، ۱۹۵۱ء	152
۳۲	میاں رجب علی جھنگوی، ۱۹۵۱ء	158
۳۳	مولانا محمد عبدالقیوم عرف منظور احمد شاہ الہ آبادی، ۱۹۵۱ء	164
۳۴	میانجی محمد محبوب عالم بجنوری، ۱۹۵۱ء	168
۳۵	سید خادم حسین شاہ علی پوری، ۱۹۵۱ء	172
۳۶	مولانا امام الدین رائے پوری، ۱۹۵۲ء	180
۳۷	مولانا سید عبدالقاضی ہزاروی، ۱۹۵۲ء	185
۳۸	میاں نبی بخش قصوری، ۱۹۵۳ء	187
۳۹	مولانا نورالحسن سیالکوٹی، ۱۹۵۵ء	192
۴۰	مولانا عبدالمجید خاں جھجھروی، ۱۹۵۶ء	200
۴۱	حافظ علی احمد جان پشاوری، ۱۹۵۷ء	207
۴۲	ڈاکٹر محمد اللہ دتہ کنجاہی، ۱۹۵۸ء	212
۴۳	مفتی عبدالحفیظ حقانی، ۱۹۵۸ء	217
۴۴	مولانا قطب الدین جھنگوی، ۱۹۵۹ء	225

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

231	خواجہ محمد کرم الٰہی سیالکوٹیؒ، ۱۹۵۹ء	۴۵
239	الحاج نصیب خاں رہتکیؒ، ۱۹۶۰ء	۴۶
242	مولانا محمد عظیم فیروز پوریؒ، ۱۹۶۱ء	۴۷
248	سید محمد حسین علی پوریؒ، ۱۹۶۱ء	۴۸
266	بابا فیروز خاں گجراتیؒ، ۱۹۶۳ء	۴۹
268	قاری محمد شہاب الدین حیدر آبادیؒ، ۱۹۶۳ء	۵۰
273	حکیم سید محمد قمر احمد جمائیؒ، ۱۹۶۴ء	۵۱
277	حکیم محمد خوب احمد آبادیؒ، ۱۹۶۴ء	۵۲
282	پروفیسر حامد حسن قادریؒ، ۱۹۶۴ء	۵۳
290	مفتی محمد عمر نعیمیؒ، ۱۹۶۶ء	۵۴
293	مولانا محمد واصل جھنگویؒ، ۱۹۶۶ء	۵۵
296	چوہدری غلام عباس کشمیریؒ، ۱۹۶۷ء	۵۶
308	حوالدار ممتاز علی خاں رتیرویؒ، ۱۹۶۹ء	۵۷
313	پیر ولایت شاہ گجراتی، ۱۹۷۰ء	۵۸
320	ملک سرور خاں کوہاٹیؒ، ۱۹۷۰ء	۵۹

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۶۰	سید سعید شاہ بنوری کوہاٹیؒ، ۱۹۷۰ء	322
۶۱	حکیم خادم علی سیالکوٹیؒ، ۱۹۷۱ء	327
۶۲	میاں خوشی محمد فیروز پوریؒ، ۱۹۷۲ء	335
۶۳	سید انور حسین شاہ علی پوریؒ، ۱۹۷۲ء	338
۶۴	بخشی مصطفی علی خاں بنگلوریؒ، ۱۹۷۴ء	341
۶۵	حافظ سلطان احمد پشاوریؒ، ۱۹۷۵ء	351
۶۶	سید بشیر حسین شاہ علی پوریؒ، ۱۹۷۶ء	357
۶۷	مولانا محمد سلیمان صدیقیؒ، ۱۹۷۷ء	360
۶۸	سید نور حسین شاہ علی پوریؒ، ۱۹۷۸ء	363
۶۹	حاجی ذاکر علی رہتکیؒ، ۱۹۷۹ء	381
۷۰	منشی احمد دین گجراتیؒ، ۱۹۸۰ء	387
۷۱	سید اختر حسین شاہ علی پوریؒ، ۱۹۸۰ء	395
۷۲	حافظ نور احمد قصوریؒ، ۱۹۸۶ء	401
۷۳	سید ولی محمد بخاریؒ، ۱۹۸۶ء	404
۷۴	سید حیدر حسین شاہ علی پوریؒ، ۱۹۸۶ء	409

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۷۵	حافظ محمد عبدالحمید خاں روپوچکی، ۱۹۸۷ء	412
۷۶	خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر بے ریا و باصفا، ۱۹۸۷ء	417
۷۷	پیر محمد یونس خاں آفریدی، ۱۹۸۸ء	447
۷۸	حکیم مبارک احمد لاہوری، ۱۹۹۰ء	452
۷۹	مولانا محمد عالم میرپوری، ۱۹۹۰ء	455
۸۰	سید محمود شاہ محدث ہزاروی، ۱۹۹۲ء	460
۸۱	پیر افضل شاہ کشمیری	465
۸۲	حاجی اکبر خان کوہاٹی	466
۸۳	سید جعفر شاہ بخاری	467
۸۴	مولانا سید عبداللطیف کابلی میسوری	469
۸۵	مولانا عبداللہ حسین خلیل بنگلوری	472
۸۶	پیر عبدالرحمن کشمیری	473
۸۷	سید عبدالرزاق میسوری	474
۸۸	مولانا عبداللہ یاغستانی	477
۸۹	پیر گل شاہ کشمیری	478

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۹۰	مولانا غلام محمد بمبئی والے	479
۹۱	مولانا غلام محی الدین کشمیریؒ	480
۹۲	مولانا غلام محمود رنگپٹیؒ	481
۹۳	منشی مہر دل خاں مردانیؒ	482
۹۴	مولانا سید محی الدین کولاریؒ	485
۹۵	پیر سید محمد شفیع گورداسپوریؒ	486
۹۶	میر نوازش علی حیدرآبادیؒ	487
۹۷	مولانا محمد مقصود بنگالیؒ	488
۹۸	مولانا میر محمد حسین میسوریؒ	489
۹۹	سید عثمان علی عرف مرشد جماعتیؒ	490
۱۰۰	مولانا سید محمد محمود عدنیؒ	492
۱۰۱	مولانا محمد انصر مدراسیؒ	493
۱۰۲	قطعہ تاریخ اشاعت طبع اول	494
۱۰۳	ماخذ و مراجع	495

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نگاہِ اولین

یہ ایک مسلم امر ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے صوفیائے کرام اور اولیائے عظام نے مذہب وملت، شریعت وطریقت اور تصوف وروحانیت کے میدان میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں، ان کا احاطہ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

بانی سلسلہ نقشبندیہ خواجہ مشکل کشا حضرت سیدنا بہاء الدین نقشبند بخاری (۱۳۶۸ء۔۱۳۸۹ء) رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی خدمات اور آفتاب ہند امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی (۱۵۶۴ء۔۱۶۲۴ء) قدس سرہ النورانی کی ''دین الٰہی کے قلع قمع کرنے کے سلسلے میں مجاہدانہ، سرفروشانہ اور قلندرانہ مساعی جمیلہ تاریخ اسلام کا روشن باب ہیں۔ یہ انہی بزرگوں ہی کا فیض ہے کہ آج ہر سو توحید ورسالت کے ڈنکے بج رہے ہیں۔

حضرت مجدد الف قدس سرہ، کی اولاد امجاد اور تربیت یافتگان نے آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کشت اسلام کی آبیاری کے لیے خون جگر دیا، قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور جائر وجابر حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق بلند کرنے میں کوئی باک محسوس نہ کیا۔

چنانچہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ (۱۵۹۹ء۔۱۶۶۸ء)، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۷۰۳ء۔۱۷۶۲ء)، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (۱۷۴۶ء۔۱۸۲۳ء) مرزا مظہر جانجاناں (۱۷۰۰ء۔۱۷۸۱ء)، شاہ غلام علی دہلویؒ (۱۷۴۶ء۔۱۸۲۵ء) شاہ [illegible]

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

رامپوری (۱۷۲۳ء۔۱۷۹۴ء)، شاہ امام علی مکان شریفیؒ (۱۷۹۷ء۔۱۸۶۵ء)، خواجہ غلام محی الدین قصوریؒ (۱۷۸۹ء۔۱۸۵۵ء)، بابا فقیر محمد چوراہیؒ (۱۷۹۸ء۔۱۸۹۷ء)، مولانا شاہ ہدایت علی جے پوریؒ (۱۸۶۱ء۔۱۹۵۱ء) شاہ ابوالخیر دہلویؒ (۱۸۵۶ء۔۱۹۲۳ء) میاں شیر محمد شرقپوریؒ (۱۸۶۵ء۔۱۹۲۸ء) پیر غلام مجدد سرہندیؒ (۱۸۸۳ء۔۱۹۵۸ء)، شاہ محمد مظہر اللہ دہلویؒ (۱۸۸۶ء۔۱۹۶۶ء) مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازیؒ (1915ء۔۲۰۰۱ء) اور سنوسئی ہند امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (۱۸۴۱ء۔ ۱۹۵۱ء) کی خدمات جلیلہ اور روشن کارناموں سے کون واقف نہیں ہے۔ یہ وہ قدسی نفوس ہیں جن کے فیض سے برصغیر کا چپہ چپہ مستفید و مستفیض ہوا۔

حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ، کی ذات ستودہ صفات میں قدرت نے بے پناہ خوبیاں مجتمع فرمادی تھیں، آپ ایک طرف شریعت و طریقت کے شہباز تھے تو دوسری طرف میدان سیاست وخدمت کے شہسوار تھے۔ اگر ایک طرف جود وسخا میں آپ کا کوئی مقابل نظر نہیں آتا ہے تو دوسری طرف زہد تقویٰ میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ عشق رسول علیہ التحیہو الثناء میں آپ کا کوئی مثل نہ تھا۔ غرض آپ کی شخصیت اپنے دور میں عدیم المثال اور عدیم النظیر تھی۔

حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہ، نے اپنے خلفاء اور مریدین میں ایک ایسی جماعت پیدا کر دی، جس نے اپنے شیخ مکرم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مذہب وملت کی خدمت کا بیڑا اٹھایا اور ہر قسم کی مصلحتوں کی بالائے طاق رکھ کر خدمت خلق کو اپنا شعار و مشن بنایا۔ اگر کوئی چیز سیر راہ بنی تو اس سے ٹکرا گئے، مصائب وموانع کے پہاڑوں کو پاش پاش کر دیا اور ہر اس ہاتھ کو قلم کر دیا جو دین حنیف کے خلاف اٹھا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ضرورت تھی کہ اس قدسی گروہ کے حالات طیبات ایک گلدستہ کی صورت میں ملت اسلامیہ کے سامنے پیش کیے جائیں تاکہ نژادنو اپنے اکابر کے حالات وخدمات اور کارناموں سے واقف ہو کر اپنی منزل مقصود متعین کر سکے اور کفر والحاد کے اس دور میں روحانیت کے ان چراغوں کو روشنی میں صراط مستقیم پر گامزن ہو کر مذہب وملت کی کما حقہ، خدمت کا فریضہ اسرانجام دے سکے۔ چنانچہ اسی جذبہ و درد کے تحت احقر نے اس خارزار وادی میں قدم رکھا اور اپنی پانچ سالہ شب وروز کی محنت شاقہ کا حاصل ''تذکرہ خلفائے امیر ملتؒ'' کی صورت میں پیش کر دیا ہے۔

''تذکرہ خلفائے امیر ملتؒ'' میں حضرت امیر ملت قدس سرہ کے چھیانوے (۹۶) خلفائے کرام کے حالات وواقعات سیرت وکردار، مذہبی، ملی، سیاسی، علمی اور ادبی خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں مجھے جن مشکلات اور اعصاب شکن حالات سے دوچار ہونا پڑا وہ ایک طویل داستان ہے۔ لیکن اس تلخ حقیقت کا اظہار کئے بغیر چارہ نہیں ہے کہ اکثر خلفاء کی اولاد اور ورثاء کے عدم تعاون عدم دلچسپی نے بہت مایوس کیا مگر میرے جذبہ شوق نے مایوسیوں کی دیواروں کو نظر انداز کر کے کسی نہ کسی حد تک اپنی منزل کو پانے کی کامیاب سعی کی ہے۔ اب یہ فیصلہ کرنا قارئین کرام کا کام ہے کہ میں اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں، اگر اس کتاب میں کچھ خوبیاں ہیں تو یہ میرے رب کی دین، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور حضرت امیر ملت قدس سرہ کا صدقہ ہے اور اگر اس میں خامیاں ہیں تو اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء میں مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ کے زیر اہتمام شائع ہوا تھا جس میں اکاسی خلفاء کرام کے حالات مبارکہ شامل تھے۔ اب

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اسے از سر نو ترتیب دینے سے نہ صرف خلفاء کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے بلکہ ہر شخصیت کے حالات میں بھی خاطر خواہ مواد کی بیشی کی گئی ہے، جس سے کافی حد تک تشنگی دور ہو گئی ہے۔

مگر افسوس کہ چند خلفاء مثلاً مولانا سید میر یحییٰ بنگلوری، پروفیسر ابوالحامد میر محمود میسوری، مولانا محمد دین قصوری، مولانا محمد یحییٰ نیلگری (دکن) کے حالات سعی تمام کے باوجود ہم دست نہیں ہو سکے۔

پہلے ایڈیشن کی تیاری میں استاذی حکیم ملت حضرت حکیم محمد موسیٰ امر تسری ثم لاہوری (۱۹۲۷ء-۱۹۹۹ء) اور مرشد خلافت مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی (۱۹۱۵ء-۲۰۰۱ء) کی سرپرستی و رہنمائی حاصل رہی ورنہ میرے لیے یہ ممکن ہی نہ تھا کہ یہ کتاب مکمل کر سکتا۔ اللہ کریم میرے ان دونوں بزرگوں اور محسنوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نقشبندی مجددی حیدر آباد سندھ (۱۹۱۲ء-۱۹۰۵ء) اور پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری آف کراچی (۱۹۲۶ء-۱۹۸۳ء) نے جامع "پیش لفظ" اور "مقدمہ" تحریر فرما کر کتاب کی اہمیت کو دہ چند کر دیا تھا۔ خداوند قدوس انہیں بھی اپنے فضل و کرم سے نوازے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرے ایڈیشن کی تیاری میں جانشین امیر ملت مہر الملت حضرت صاحبزادہ پیر سید منور حسین شاہ جماعتی علی پوری دامت برکاتہم العالیہ نے جو خصوصی کرم فرمایا میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ ان کی علم دوستی، ادب پروری اور صادق نوازی عدیم النظیر ہے۔ اللہ کریم ان کا سایہ ہما پایہ تا دیر سلامت رکھے۔

نجم الملت حضرت پیر سید نذر حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ والا شان مخدوم الملت پیر سید اشتیاق حسین شاہ صاحب جماعتی سلمہ نے بھی بڑی محبت و شفقت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کا اظہار فرمایا۔ اللہ کریم دین و دنیا میں ان کے درجات بلند فرمائے۔

میں پروردہٗ آغوش ولایت مصنف کتب کثیرہ جناب محترم حضرت علامہ صاحبزادہ پیر عرفان الٰہی قادری صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین درگاہ عالیہ ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ ان کی محبت وشفقت کے تحت یہ کتاب زیور طباعت سے آراستہ و پیراستہ ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہی ہے۔ اللہ کریم جل جلالہ ان کا سایہ ہما پایہ تادیر سلامت رکھے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد صادق قصوری

بانی وناظم اعلیٰ مرکزی مجلس امیر ملت پاکستان

برج کلاں ضلع قصور

۱۰ مئی ۲۰۱۴ء بروز منگلوار

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حرف گفتنی

اولیائے کاملین کے تذکارِ جلیلہ کا مطالعہ نور ایمان کی روشنی میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ متلاشیانِ حق کو صراط مستقیم کی بابرکت اور روشن و منور شاہراہ دکھائی دیتی ہے۔ جس پر گامزن ہو کر منزل حقیقی کو پایا جا سکتا ہے۔ اللہ رب العزت کی رضا اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور پھر دین و دنیا کی وہ کامیابی نصیب ہو جاتی ہے کہ جسکی تمنا و خواہش ہر ایک اہل ایمان کے دل میں موجزن ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے۔ "کہ انبیاء کرام کا ذکر عبادت ہے اور صالحین عظام کا ذکر (گناہوں کا) کفارہ ہے۔" زیر نظر کتاب "تذکرہ خلفائے امیر ملت" بھی اسی حسین سلسلہ کا ایک زریں باب ہے۔

خواجگان نقشبند کی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں بلکہ تاریخ میں سنہری حروف سے رقم ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ و خدام نے دین اسلام کی آبیاری بڑے احسن اور دلآویز طریقے سے فرمائی اور دین متین اور اپنے پیارے کریم آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی ناموس کی خاطر بڑے بڑے جابر حکمرانوں کے سامنے ڈٹ کر اس فریضہ کو سر انجام پایا۔ تاریخ شاہد ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ کرام شروع سے ہی تمام عالم کا قبلہ آرزو ہیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ ہوں یا حضرت امام جعفر صادقؓ، حضرت بایزید بسطامی اور

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت ابو الحسن خرقانی ہوں یا خواجہ ابو یوسف ہمدانی اور خواجہ عبد الخالق غجدوانی، سید بہاؤالدین نقشبند بخاری ہوں یا حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہم وقت کے اولیاء صوفیاء علماء فقراء امراء سلاطین زمانہ اور مفکرین یگانہ سب اسی سلسلہ عالیہ کے دریائے نور سے اکتساب کرتے رہے۔

اسی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل بانی پاکستان شیخ الاسلام والمسلمین سنوسئ پاک وہند حضرت الحاج الحافظ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے کون واقف نہیں۔ کہ آپ ایک شخصیت نہیں بلکہ ایک تحریک تھے۔

دین مصطفوی کو جہاں ضرورت پڑی آپ وہیں نمایاں نظر آئے آپ نے اپنے مریدین کی ایسی تربیت فرمائی کہ انسان کامل بنا دیا اور نگاہ کرم کا یہ عالم جس پر پڑی اسی کے جگر تک اتر گئی کیونکہ ولی کامل کی صحبت انسان کو بہت جلد راہِ حق سے روشناس کرا دیتی ہے اولیائے کاملین کی صحبت کاملہ کے فیض سے دلوں کی دنیا میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔

گر تو سنگ خارۂ مرمر شوی   چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

حضرت امیر ملت علیہ الرحمہ اور آپ کے خلفاء بلند مقام کے تذکار جلیلہ کے بغیر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا نصاب کامل نہیں ہوتا زیر نگاہ مجموعہ عشق و محبت آپکے عظیم خلفاء کے تذکار پر مشتمل ہے۔

وہ تو ایک غلام ایاز تھا   تیرا ہر غلام ایاز ہے

اس کے مصنف جناب صوفی محمد صادق قصوری صاحب ایک نامور دانشور مصنف ادیب اور قلمکار ہیں۔ موصوف نے اپنی زندگی تصانیف کے لیے وقف کر رکھی ہے

آپ موصوف کی تحریر کا مطالعہ کرنے سے قاری کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے طالب علم پڑھتے تو

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ذوق علم بڑھتا ہے۔ دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت موصوف کے مراتب بلند فرمائے اور رب کریم برادرم چوہدری عبدالمجید قاری صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ جن کی کاوش خاص سے یہ کتاب مستطاب منظر عام پر نمایاں ہوئی۔

کتاب ہذا بسلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے متوسلین کے لیے باد بہاری کا خوشگوار جھونکا ثابت ہوگی مولا کریم اسے قبول فرمائے مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

شائع کرنے والوں اور مطالعہ کرنے والوں کو بزرگان دین کے فیوضات سے مالا مال کرے اللہ رب العزت ہم سب کو اولیائے کرام سے محبت کرنے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین بجاہ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

احقر ابوالحسن عرفان الٰہی قادری عفی اللہ عنہ

نقشبندی سہروردی قادری طرطوسی چشتی نظامی ابوالعلائی جہانگیری صابری قلندری

خادم درگاہ عالیہ حضرت قلندر کبریا ساہو چک شریف

چیف ایڈیٹر مؤسس ماہنامہ مناط الاسلام سیالکوٹ

۲ ستمبر ۲۰۱۴ء بمطابق ۶ ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ بروز سہ شنبہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

پیش لفظ

(از جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب ایم اے، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ، صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد۔ سندھ)

محترم محمد صادق قصوری نے ''حضرت امیر ملتؒ اور ان کے خلفاء'' سے متعلق یہ قابل قدر کتاب لکھی ہے جو نہ صرف متصوفین کے بارے میں مفید معلومات بہم پہنچاتی ہے بلکہ معاصرین کی تاریخ کے لیے بھی ایک مستند دستاویز ہے، برصغیر پاک و ہند کے مختلف مقامات میں اہل اللہ نے اپنے حلقے قائم کر کے دین کی جو تبلیغ کی ہے اور وہاں کے لوگوں سے جو روابط قائم ہوئے ہیں ان سے متعلق بھی اس کتاب میں بہت اہم معلومات موجود ہیں۔

وہ تصوف، دین ہی تو ہے جس نے ملک کے طول و عرض کے لوگوں کو ایک مرکز پر قائم کر کے ان میں اتحاد ملی اور اتفاق قومی کا جذبہ پیدا کیا ہے اور ہر مکتبہ فکر کے علماء کو یکجا کر دیا ہے، البتہ صوفیاء کے مختلف سلاسل نے اس سلسلے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے اور اس طرح قوم کی اصلاح و فلاح کے لیے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ پھر نقشبندیہ حضرات کا تو عجب حال ہے کہ

برانداز رہ پنہاں بہ حرم قافلہ را

حضرت امیر ملت (قدس سرہ) نے جس طرح اپنے ذکر خفی و جلی سے اکابر علماء اور

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

فضلاء کو دین کی خدمت کے لیے آمادہ کیا ہے اور مختلف سیاسی اور دینی تحریکوں میں بنفس نفیس اور بے خوف وخطر ہو کر حکومتوں سے جو ٹکر لی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے عام علماء اپنے مواعظ میں دین کو پیش کرتے ہیں، اور اہل اللہ اپنے عمل میں پیش کرتے ہیں۔ اسی لیے مؤخر الذکر کی "صحبت" میں دین سے محبت پیدا ہوتی ہے اور "صحبت" ہی وہ نعمت ہے جس نے صحابہ کرام کو انبیائے بنی اسرائیل (علیہم السلام) جیسا درجہ بخشا۔ چنانچہ یہی "صحبت" عام لوگوں کو بھی ایسے مقام تک پہنچا سکتی ہے جو صرف درس وتدریس سے حاصل نہیں ہوتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو صحیح قسم کے صوفیاء کی "صحبت" میں اصلاح نفس کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اپنے "اخلاص" میں اسلام کا صحیح نمونہ پیش کرتے ہیں۔ یہ کتاب "حضرت امیر ملت اور ان کے خلفاء" کے اسی کردار کی ترجمانی کرتی ہے اور "تنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین" کے مصداق بکثرت فیوض وبرکات کی ضامن ہے، محترم محمد صادق قصوری کی یہ کوشش اور کاوش، لائق صد تحسین ہے کیونکہ ان کی بدولت اللہ والوں کے حالات پر ایک بیش قیمت مجموعہ تیار ہو گیا ہے۔

فجزاء اللہ تعالیٰ فی الدارین احسن الجزاء

غلام مصطفیٰ خاں

حیدر آباد (سندھ)

۷ر دسمبر ۱۹۷۷ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مقدمہ

(از جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری۔ اردو کالج، کراچی)

برصغیر پاک و ہند میں صوفیاء و مشائخ نے تبلیغ اسلام کے لیے جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں وہ اسلامی ہند کی تاریخ کا روشن باب ہیں، مسلم سلاطین اگر ملک فتح کرتے تھے تو صوفیاء و مشائخ قلوب مسخر کرتے تھے۔ سیاسی استحکام اور ملکی اقتدار کے ساتھ تبلیغ و تذکیر کا کام بھی خوب ہوا اور یہ کام بلاشبہ بڑی حد تک صوفیہ نے انجام دیا۔ وہ ملک کے اندر دور دراز علاقوں میں پہنچے اور لوگوں کو اسلام کے اصولوں اور تعلیم سے آشنا کراتے، اعلیٰ اخلاق اور خلوص و محبت کا نمونہ پیش کرتے جس کے نتیجے میں گروہ کے گروہ اسلام میں داخل ہوتے۔ اسلام کے اصول معاشرت اور مساوات حریت کے عملی نمونے بھی اسلام کی ترغیب کا سبب ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ بنگال جیسے دور دراز علاقے میں لوگ کثرت سے داخل اسلام ہوئے اور صوفیہ و مشائخ نے تہذیب و تذکیر کے فرائض انجام دے کر مسلم معاشرے کو استحکام بخشا اُس دور میں صوفیہ کی خانقاہیں تبلیغ و تذکیر کے خاص مراکز تھیں۔

ہندوستان میں عہد سلاطین میں چشتیہ اور سہروردیہ دو سلسلوں نے تہذیب و تبلیغ کا کام کیا اور خوب کیا، پنجاب سے آسام اور دہلی سے دکن کے دور دراز علاقوں تک چشتی و سہروردی مشائخ کی اصلاحی و تبلیغی سرگرمیوں کے نقوش و آثار ملتے ہیں۔ ان ہی بزرگوں کی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سرگرمیوں کے نتیجے میں شجر اسلام کی آبیاری ہوئی۔ اور پھر یہ شجر خوب برگ و بار لایا اور اپنے ان کارناموں کی بنا پر یہ نفوس قدسیہ زندہ وجاوید ہیں۔ دہلی اور دوسرے مرکزی مقامات پر کتنے سلاطین اور حکمران سریر آرائے حکومت رہے۔ ان کے ناموں اور کاموں سے کون واقف ہے لیکن شیخ علی ہجویری (داتا گنج بخش)، خواجہ معین الدین چشتی، بہاء الدین والحق ذکریا ملتانی، قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید گنج شکر، نظام الدین اولیاء بدایونی، شرف الدین یحییٰ، مخدوم جہانیاں جہاں گشت، نصیر الدین چراغ دہلوی، اخی سراج، مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی، خواجہ گیسودراز (رحمۃ اللہ علیہم) وہ اکابر صوفیہ ہیں کہ جن کے اسمائے گرامی سن کر ہر مسلم وغیر مسلم کا سر عقیدت سے جھک جاتا ہے اور ان بزرگوں کے فیوض و برکات آج بھی روشن وآشکارا ہیں۔

برصغیر میں قادریہ اور نقشبندیہ سلسلوں کا اجراء مغلیہ دور حکومت میں ہوا، نقشبندیہ سلسلے کے گلِ سرسید حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (قدس سرہ النورانی) ہیں کہ جن کی استقامت نے اکبری فتنوں کا قلع قمع کیا، ایوان جہانگیری میں کلمہ حق بلند کیا۔ اور دادو رسن کو لبیک کہا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ علم وفضل میں غزالی دوراں ہیں، ان کے مکتوبات علوم و معارف کا خزینہ ہیں۔ افسوس کہ یہ دولت ابھی وقف عام نہیں ہوئی ہے اور بے چارے اہل اردو تو اس سے قطعاً ناآشنا ہیں، ''مکتوبات امام ربانی'' کے ترجمہ، تشریح، توضیح اور تحشیر کا کام ابھی اپنے وقت کا انتظار کر رہا ہے۔ حضرت مجدد کی اولاد و احفاد اور خانوادۂ مجددی کے مرشدین و متعصبین نے بھی تصوف وسلوک اور علوم و معارف کے میدان میں بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں اور شریعت وطریقت کے سلسلے میں ان بزرگوں کی خدمات آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ اس سلسلۃ الذہب میں حضرت مرزا مظہر جانجاناں، شاہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

غلام علی دہلوی، شاہ ابوسعید مجدد، شاہ احمد سعید مجددی، شاہ عبدالغنی مجددی، شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی اور شاہ حافظ جمال اللہ رامپوری، دور آخر کے وہ اکابر ہیں کہ جن پر اسلامیان ہند اور مشائخ طریقت ہمیشہ فخر کریں گے۔

اسی زمانے میں پنجاب میں نقشبندی سلسلے کے ایک بزرگ بابا فقیر محمد چوراہیؒ حافظ جمال اللہ رامپوری کے سلسلے میں منسلک تھے، بابا صاحب کی نظر فیض اثر اور حسن تربیت سے ایک ایسی شخصیت پروان چڑھی کہ جس نے ملت اسلامیہ ہند کی دینی و دنیوی دونوں اعتبار سے رہنمائی و قیادت کی، ہماری مراد امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ سے ہے، امیر ملت علوم ظاہری و باطنی میں علامہ وقت اور شیخ کامل تھے، انہوں نے اپنے دور کے نامور علماء اور اکابر علماء مثلاً مولانا غلام بھیروی، شمس العلماء مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، مولانا محمد مظہر نانوتوی، مولانا فیض الحسن سہارنپوری، مولانا محمد علی مونگیری، مولانا احمد حسن کانپوری، مولانا ارشاد حسین رامپوری، مولانا عبدالرحمٰن محدث پانی پتی، مولانا شاہ عبدالحق الہ آبادی (مہاجر مکی) اور شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی (رحمۃ اللہ علیہم) سے استفادہ کیا۔

امیر ملت علی پوری تصوف وسلوک میں مجدد وقت تھے، انہوں نے مسلمانوں کی دینی و روحانی تربیت کے ساتھ دُنیوی فلاح و بہبود کو بھی مدنظر رکھا، ان کا حلقہ عقیدت و ارادت سارے برصغیر کو محیط تھا، از پشاور تا آسام اور لاہور تا میسور ونیلگری ان کا روحانی فیض برپا تھا، امیر ملت نے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی پر ہمیشہ نظر رکھی اور جب ضرورت محسوس کی تو آگے بڑھ کر قیادت ورہنمائی کے فرائض انجام دیئے اور اہل خانقاہ کی بے عملی کی ضرب المثل کو باطل ثابت کردیا۔ عصری وملی تحریکات پر امیر ملت کی گہری نظر رہتی تھی، تحریک

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

خلافت، تحریک تبلیغ و تنظیم، تحریک پاکستان و مسلم لیگ، تحریک مسجد شہید گنج وغیرہ میں انہوں نے وہ کارنامے انجام دیئے ہیں کہ جو ملت اسلامیہ ہند کی تاریخ کا روشن باب ہیں۔ ارتداد، شدھی، شاردا ایکٹ اور رفض و قادیانیت کے خلاف انہوں نے ایسے بند باندھے کہ یہ فتنے دب گئے۔ فتنہ ارتداد کے خلاف ان کے مریدین و رفقاء نے عظیم خدمات انجام دیں اسی طرح مسلم لیگ اور پاکستان کی جدوجہد میں امیر ملت کی سرگرمیاں مثالی ہیں۔ جب مسلمانوں کا ایک مؤثر گروہ اور علماء کی ایک جماعت (جمعیت علماء ہند) کانگرس کی ہمنوا اور آلہ کار تھی۔ اس وقت امیر ملت اور ان کے رفقاء و علماء کی جماعت تحریک پاکستان کے لیے ملک کے طول و عرض میں سرگرم عمل تھی اور اس کے مفید نتائج برآمد ہوئے۔

امیر ملت درحقیقت ایک تحریک کے داعی تھے۔ کام کو ضبط و نظم سے چلانے کے لیے انہوں نے ایک ''انجمن خدام الصوفیہ'' قائم کی اور نشر و اشاعت کی غرض سے ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' جاری کیا۔ ''انوار الصوفیہ'' نے مذہبی و دینی صحافت میں ممتاز مقام حاصل کیا ہے، ان اداروں کی نمایاں خدمات ہیں۔

امیر ملت کے اصلاحی و تبلیغی پروگرام کے سلسلے میں ایک بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے، علماء و مشائخ عام طور سے مغربی تعلیم یافتہ طبقہ کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے بلکہ ان سے دور و نفور رہتے تھے۔ امیر ملت نے اس طرف بطور خاص توجہ فرمائی اور مغربی تعلیم یافتہ طبقہ کو سلوک و تصوف کی راہ پر لگایا، اس سے مفید نتائج برآمد ہوئے اور امیر ملت کے حلقہ بیعت و ارادت کو خاصی وسعت ہوئی۔ ان کے خلفاء ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر ان میں ایک طرف علماء ہیں تو دوسری طرف مغربی تعلیم یافتہ حضرات کی بھی خاصی تعداد ہے۔ ملک کے مشہور طنز نگار ادیب میر محفوظ علی بدایونی (ف ۱۹۴۳ء) نے ایک موقعہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پر ارشاد فرمایا کہ:۔

''حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب شائد پہلے شیخ طریقت ہیں کہ جنہوں نے مسلمانوں کے مغربی تعلیم یافتہ طبقے کی اصلاح وتہذیب کا خیال فرمایا اور وہ انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں سے بھڑکتے اور بدکتے نہیں تھے بلکہ وہ ان کی طرف وسعت خلوص دراز کرتے تھے اور اس کے نتیجہ میں اس جماعت سے حضرت پیر صاحب نے کارآمد نوجوان منتخب کر کے کام میں لگا دیئے۔''

امیر ملت کے معتقدین ومریدین کی جماعت میں ڈاکٹر سید ظفر الحسن صدر شعبہ فلسفہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (ف ۱۹۴۹ء) بھی تھے، ان کے احباب ورفقاء ڈاکٹر افضال حسین قادری اور پروفیسر ظفر احمد بدایونی وغیرہ حضرات نے وہاں ایک جماعت کی تشکیل کی جس کا خاص مقصد تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کو استحکام بخشنا تھا، ہمارا خیال ہے کہ ڈاکٹر ظفر الحسن مرحوم کی کوششوں میں امیر ملت کی تربیت وتحریک کو بھی دخل ہوگا۔

امیر ملت نے قدیم صوفیہ کی طرح سیر وسیاحت کو بھی اپنے تربیتی پروگرام میں رکھا اور ملت کے مختلف قبائل وعشائر کے لوگوں کو تربیت دے کر اپنا خلیفہ وجانشین مقرر کیا جنہوں نے ملک کے طول وعرض میں تبلیغ وتذکیر کے فرائض انجام دیئے بلکہ حجاز وعراق تک اس تحریک کے اثرات پہنچے۔

بڑی ضرورت تھی کہ اس روداد کو ضبط تحریر میں لایا جائے، خوشی کی بات ہے کہ ملک کے نوجوان ادیب محمد صادق قصوری نے ''امیر ملت اوران کے خلفاء'' کے حالات میں ایک مستقل کتاب ''حضرت امیر ملت اوران کے خلفاء'' ''مرتب'' کردی ہے، اس کتاب میں ان کے اسی سے زیادہ خلفاء کے حالات، ان کی دینی وروحانی سرگرمیوں اور علمی وتصنیفی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کارناموں کا ذکر ہے۔ اس کتاب کی ترتیب سے دینی و ملی تاریخ کے بہت سے تاریک گوشے روشن ہو گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر ملت اور ان کے خلفاء و رفقاء نے تحریک پاکستان اور مسلم لیگ اور تحریک تبلیغ و تنظیم کے لیے کیسے شاندار کارنامے انجام دیے ہیں۔

محمد صادق قصوری صاحب تصنیف و تالیف کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں ان کی تازہ تالیف ''اکابر تحریک پاکستان'' علمی حلقوں میں قدر کی نگاہوں سے دیکھی گئی ہے۔ انہوں نے ''تذکرہ مشائخ نقشبندیہ'' (مؤلفہ علامہ نور بخش توکلی) '' کا تکملہ بھی لکھا ہے جس سے ان کے تحقیق ذوق کا اندازہ ہوتا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ محمد صادق قصوری کی یہ کتاب ''حضرت امیر ملت اور ان کے خلفاء'' بھی دینی و علمی حلقوں میں قبولیت حاصل کرے گی۔

محمد ایوب قادری

۱۷۴۔این نارتھ ناظم آباد کراچی نمبر ۳۳

۲۵ ر جمادی الاول ۱۳۹۷ھ بمطابق ۱۴ ر مئی ۱۹۷۷ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا کریم بخش قصوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۰۰ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۰۳ء

مولانا کریم بخش قصور کے رہنے والے تھے بی اے کرنے کے بعد وکالت کا امتحان بھی پاس کیا ہوا تھا۔ دین اسلام کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے تو چہرہ مبارک دیکھتے ہی گرویدہ ہو گئے۔ ارشادات سنتے رہے۔ جب حلقہ ہوا تو شریک حلقہ ہو گئے۔ بیعت کے بعد کایا ہی پلٹ گئی۔ جلد ہی خلافت سے نوازے گئے۔ روشن خیال اور دیندار بزرگ تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے سچے پیروکار اور محبوب خلیفہ تھے۔ حضرت قدس سرہ کے اتباع میں تبلیغ دین اور توسیع سلسلہ میں سعی بلیغ فرمائی۔ اور بہت سے لوگوں کو قعر ذلت سے نکال کر صراط مستقیم پر گامزن کیا۔

آپ نہایت باعمل، صاحب کشف و کرامت اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی سنت کے مطابق تبلیغی دورے فرماتے رہتے تھے۔ میرٹھ، بیکانیر اور بر صغیر پاک و ہند میں آپ کے مرید پائے جاتے تھے۔ آپ کی وفات حسرت آیات ۱۰، صفر ۱۳۲۱ھ بمطابق ۸، مئی ۱۹۰۳ء بروز جمعۃ المبارک کو بعارضہ بخار (ایک ماہ) قصور میں ہوئی۔

آپ کی رحلت پر حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا شیخ محمد ابراہیم بیناً میرٹھیؒ (۱۸۶۸ء۔۱۹۴۷ء) نے کئی مرثیے لکھے ایک قطعہ تاریخ یہ ہے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ضبط دشوار ہے رونا سر محفل مشکل
اس کا رونا ہے کہ رونا بھی ہے اے دل مشکل
ہو کوئی کام جو مشکل اسے آساں سمجھیں
اپنی مشکل تو ہے وہ جو نہیں مشکل مشکل
محفل قلب میں ہر ایک کے لیلیٰ موجود
اٹھنا ہر ایک سے ہے پردہ محمل مشکل
اچھے وقتوں میں تھے آسانی سے اچھے ملتے
دورِ ناقص میں تو اب ملتے ہیں کامل مشکل
ہم سے ہوتے ہیں جدا شیخ کریم عالی
جن کا دشوار مشابہ تو مماثل مشکل
خلد میں پہنچی ہے کیا جلد سواری شبہ کی
کیسی آسان کٹی کتنی تھی منزل مشکل
اس کا ثانی نہ ملے گا نہ ملے گا ہر گز
ایسا ذاکر ہو محال ایسا ہو شاغل مشکل
دیکھ اے قیس! کہ وہ محملِ لیلیٰ اٹھا
اس کو آسان ہے اور تجھ کو یہ منزل مشکل
علم دنیا سے بنے دیں کا یگانہ دشوار
ڈگری بی اے کی ہو اور ایسا ہو کامل مشکل
نوجوانی میں وہ یوں پیر ہو ممکن کب تھا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پیروں میں پیر جواں ایسا ہو کامل مشکل
شہ کا نوحہ مجھے لکھنا ہے بہت ہی دشوار
نوحہ خوانوں میں جو شبہ کی نہ ہوں شامل مشکل
میرے مولا کے مدارج ہوں الٰہی افزوں
ان کی آسان بنے منزل جو ہو منزل مشکل
تیرے قربان ہوں اے حضرت اعلیٰ میرے
اس طرح اپنا بنانا ہے مماثل مشکل
پھر گیا آنکھوں میں آزادؔ یہ نقشہ کیسا
ہو گیا نوحہ سنانا سرِ محفل مشکل

ماخذ

۱۔ سیرت امیر ملت مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۱۴۷۔

۲۔ ''تذکرہ شہ جماعت'' مطبوعہ ۱۹۷۳ء ص ۴۷۔

۳۔ ''دیوان آزادؔ'' از شیخ محمد ابراہیم آزادؔ مطبوعہ میرٹھ ۱۹۰۶ء ص ۱۷۳

۴۔ ''ارکان خمسہ'' از سید نذیر علی مطبوعہ میرٹھ ۱۹۰۶ء ص ۱۷۳

۵۔ ''انوار شاہ جماعت'' (قلمی) مصنفہ مرزا ذوالفقار علی بیگ جماعتی آف حیدر آباد دکن (بھارت) مملوکہ محمد صادق قصوری ص ۶۵۰

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا غلام محمود صفی میسوریؒ ۱۹۱۶ء

مولانا غلام محمود صفی سرینگ پٹن، دکن کے رہنے والے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے عاشق صادق تھے۔ منبع اخلاق، معدن جود وسخا اور شاعر شیریں زباں تھے۔ ۱۰ مئی ۱۹۱۳ء کو بر موقعہ سالانہ جلسہ کل ہند انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں، حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے خرقہ خلافت سے نوازا اور پھر حضرت حافظ انور علی رہتکیؒ (۱۸۴۱ء-۱۹۲۰ء) سے دستار بندی کرائی۔

آپ کو شعر وشاعری سے گہری دلچسپی تھی۔ صفیؔ تخلص کرتے تھے۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں طبع آزمائی فرماتے تھے۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۷ء کو ٹاؤن ہال میسور (بھارت) میں بہت بڑے جلسۂ عام میں آپ نے حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں جو منقبت پڑھی وہ درج ذیل ہے۔

لوح دل پر نقش بن جائے جو صورت پیر کی
مہر ساں تاباں ہو ہر ذرہ سے طلعت پیر کی
علم میں فاضل جو ہیں اور زہد میں کامل جو ہیں
ایسے ممتازوں کو بڑھ کر ہے ضرورت پیر کی
فخرالدین رازی کا نجم الدین سے ایمان بچ رہا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سخت مشکل تھی نہ ہوتی گر ہدایت پیر کی

ہے اَخص پر فرض اور واجب ہے ہر اک خاص پر

عام پر مخصوص تر سنت ہے بیعت پیر کی

اہل بیعت کی جماعت کا علیؓ ہے دستگیر

بیعت صدیقؓ میں آئی جماعت پیر کی

گوش یاران طریقت رکھیے میری بات پر

سر بھی جائے تو نہ چھوڑو تم عقیدت پیر کی

با ادب ہے با نصیب اور بے ادب ہے بے نصیب

گنگ بن کر مردہ بن کر پاؤ نعمت پیر کی

اسم ہادی کا ہوا مرشد سے اب پورا ظہور

ہے نمونہ خلق پیغمبر ﷺ کا سیرت پیر کی

قلبِ مس کے قلب کو کر دیتے ہیں خالص طلا

خاک پا اکسیر سے بڑھ کر ہے حضرت پیر کی

یاد رکھ شیطان تری کرتوت سے ہوتا ہے کیا

ہم دم مردن دکھائیں تجھ کو ہمت پیر کی

شیر شبہ زہَ نفس سرکش بن گیا تو کیا ہے خوف

تیغ آبرو سے کر لے قربان قوت پیر کی

نزع میں اور قبر میں اور حشر کی عرصات میں

ہر جگہ ہو گی مرے یارو حمایت پیر کی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کوئی محنت سے نہیں پاتا ہے اک اچھا ثمر
شغل کو حاصل نہ کی ہے جس نے رخصت پیر کی

دوست اپنے پیر کا جو ہے وہی دین کا ہے دوست
دشمنِ ایمان ہے جس کو ہے عداوت پیر کی

ہے نتیجہ اس کا سب درود وظیفے سے سوا
سالکوں کو گرم رو کرتی ہے صحبت پیر کی

جسم مردہ معجز عیسیٰؑ سے گر زندہ ہوا
جان مردہ کو جلاتی ہے کرامت پیر کی

جب احمدؐ گر دکھاتی ہے ہمیں مولیٰ کی راہ
مصطفیٰؐ کے در پہ پہنچاتی ہے الفت پیر کی

رفتہ رفتہ ہو گی مولیٰ کی امانت بھی ادا
حرز دل تعویز جان گر ہو امانت پیر کی

ثمرہ ہر اک خیر کا دارین میں ہو گا ظفر
لیک عشق انگیز تر یاراں ہے خدمت پیر کی

دولتِ دنیا کو لے کر کیا کریں اُن کے گدا
ہم فقیروں میں بنیں گے شہہ بدولت پیر کی

سر جھکایا سرکشوں نے آستان پاک پر
ہے خداداد اے صفیؔ واللہ شوکت پیر کی

آپ کی وفات حسرت آیات بعارضہ چند روزہ بخار اکتوبر ۱۹۱۶ء میں ہوئی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور بابت جون ۱۹۱۳ء ص ۱۰ نومبر ۱۹۱۶ء ص آخر ٹائیٹل

۲۔ ''وداعِ یاراں'' مرتبہ محمد عبدالرحمٰن ابن شوکت بنگلوری مطبوعہ بنگلور ۱۹۰۸ء ص ۳۵

۳۔ ''تذکرہ شعرائے جماعتیہ'' از محمد صادق قصوری (قلمی)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا محمد ایوب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۳۴ء ــــــــــــــــــــــ ۱۹۱۷ء

مولانا محمد ایوب بن مولانا لطیف اللہ کی ولادت پشاور شہر سے مشرقی جانب تقریباً پندرہ میل کے فاصلہ پر موضع زخی چار باغ علاقہ اکبر پورہ میں ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء میں ہوئی۔ والد گرامی کا تعلق چونکہ علمی گھرانے سے تھا لہذا انہوں نے آپ کی تعلیم و تربیت پر پوری پوری توجہ دی۔

ابتدائی تعلیم کے بعد آپ صوبہ سرحد کے مشاہیر علماء کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علوم متداولہ کی تکمیل کی۔ حضرت شیخ اکمل علامہ صاحبزادہ اتمان زئی صاحب (علاقہ چارسدہ) اور حضرت استاد کل مولانا سعید احمد صاحب المشہور رگا فورڈھیری مولانا صاحب" کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کر کے اکتساب علم کیا۔ حضرت علامہ محدث جلیل مولانا صاحب ڈاگی یار حسین کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث شریف کی تکمیل کی۔ پھر حرمین شریفین جا کر وہاں کے محدثین سے حدیث شریف پڑھ کر سند حاصل کی۔ بدیں وجہ آپ کی سند مبارک "سند مکی" کہلاتی ہے۔

آپ چار بار زیارت بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے اور آخری بار دو برس تک کاشانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور درس حدیث شریف پڑھایا اور پھر واپس تشریف لا کر پشاور شہر میں مستقل سکونت اختیار کی۔ پشاور کے مشہور تاجر سیٹھی کریم

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بخش نے آپ کو مدرسہ تعلیم القرآن محلہ جٹاں پشاور شہر میں صدر مدرس بنایا۔ ۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۲ء سے لے کر ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کی ترویج و اشاعت آپ ہی کی ذات ستودہ صفات کی کوششوں کی رہین منت ہے۔ صوبہ سرحد، افغانستان، غزنی، ہرات، قندھار، وزیرستان، سوات، باجوڑ و دیگر علاقوں سے سینکڑوں طلباء آپ کے درس میں حاضر ہوئے اور فارغ التحصیل ہو کر خلق خدا کی ہدایت کا باعث بنے۔ یہ بھی آپ ہی کی ذات گرامی تھی کہ جس کی سعی و جہد سے ان علاقوں میں حدیث مبارکہ کی ایمان افروز مشعلیں روشن ہوئیں۔ علم و حکمت کے دریا بہے اور شائقین علوم اسلامیہ سیراب ہوئے۔ آپ کے شاگردوں میں جلیل القدر علماء، محدث، مفسر، فقیہہ، اور مفتی پیدا ہوئے۔ جن کے اسمائے گرامی سے صوبہ سرحد کا ہر ایک شہری واقف ہے۔

آپ کو حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے اجازت و خلافت تھی۔ آپ نے سلسلہ عالیہ کی توسیع و اشاعت میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے ایک دوسرے خلیفہ حافظ علی احمد پشاوری (۱۸۸۴ء۔ ۱۹۵۷ء) آپ کے خاص شاگردوں میں سے تھے انہوں نے بھی توسیع سلسلہ میں کافی کام کیا۔ غرض استاد اور شاگرد نے صوبہ سرحد میں علم و عرفان کے جو دریا بہائے اس کی مثال رہتی دنیا تک قائم رہیگی۔

آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں بھی لکھیں جو سب کی سب عربی زبان میں ہیں۔

۱۔ رسالہ ہدیۃ المسلمین الزیارۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ مواہب المنان فی مناقب ابی حنیفہ النعمان

۳۔ در الحکمہ فی ظہر الجمعہ

۴۔ حدیقۃ النصیحہ فی النخلۃ والغرلۃ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۵۔ عیون الادلۃ لرویۃ الاھلۃ

۶۔ حلیۃ اولالیاء فی حیوۃ الاصفیاء

۷۔ تحفۃ الحول فی الاستغاثۃ بالرسول۔ (اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا سید محمد امیر شاہ قادری یکہ توت پشاوری نے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے کیا تھا جو ۱۹۶۲ء میں پشاور سے طبع ہو چکا ہے)

۷ ربیع الاثانی ۱۳۳۵ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۱۷ء بروز بدھ نماز عشاء کے دوران بحالت سجدہ آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور آبائی قبرستان موضع زخی چارباغ میں سپرد خاک ہوئے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

ماخذ

۱۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' از مولانا محمد ایوب پشاوری مطبوعہ پشاور ۱۹۶۲ء ص ۹ تا ۱۴

۲۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۷۰۴

۳۔ ''تذکرہ شعبہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۵

۴۔ پندرہ روزہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ بابت ۲۲ مارچ تا ۷ اپریل ۱۹۶۷ء ص ۲

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا مرزا احسن بیگ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۱۸ء

مولانا مرزا احسن بیگ لاہور، ہندوستانی سکول ریاست میسور کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ نہایت پرہیزگار، متقی اور صاحب باطن بزرگ تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ کے دیوانے اور شیدائی تھے۔ اولین خلفاء میں سے تھے۔ تا زیست میسور (بھارت) میں ہی خدمت خلق میں منہمک رہے۔

فنافی الشیخ کی منزل تک پہنچے ہوئے تھے۔ حضرت اقدس امیر ملت قدس سرہ، بھی آپ پہ خصوصی شفقت اور نظر کرم فرماتے تھے۔ تبلیغ دین متین کے سلسلے میں آپ کی مساعی قابل قدر ہیں۔ آپ کی رحلت مئی ۱۹۱۸ء میں میسور میں ہوئی اور وہیں آخری آرامگاہ بنی۔

ماخذ

۱۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور بابت مئی جون ۱۹۱۸ء صفحہ آخر ٹائیٹل۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حافظ ظفر علی پسروری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۷۰ء-------------1918

حضرت حافظ ظفر علی بن اشرف علی بن حامد علی کی ولادت ۱۸۷۰ء مطابق ۱۲۹۰ھ میں پسرور ضلع سیالکوٹ کے ہاشمی گھرانے میں ہوئی۔ قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ تک ریاست کشمیر میں امیدوار نائب تحصیلداری پر کام کرتے رہے۔ ایک ہندو عورت پر فریفتہ ہو گئے اور اس کے لیے بہت بے چین رہنے لگے اس پریشانی کے عالم میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور پہلی نظر میں ایسے گرویدہ ہو گئے کہ سب کچھ بھول کر مستقل طور پر حضرت اقدس کی خدمت میں رہنے لگے۔ سفر اور حضر میں ان کے ہمرکاب رہتے۔ اٹھارہ سال تک پسرور کا منہ نہ دیکھا حالانکہ علی پور سیداں شریف سے پسرور صرف نو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ ہر فصل پر خود ہی اناج اور دوسری اشیاء ارسال فرما دیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا عبدالمجید قصوریؒ (۱۸۸۲ء۔۱۹۵۶ء) راوی ہیں کہ ایک بار انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ جلسے کے موقع پر حضرت امیر ملت قدس سرہ نے مختلف علمائے کرام کے نام لے کر فرمایا کہ ان سے کہو کہ وعظ بیان کریں۔ آپ نے جن علماء کا نام لیا وہ اس وقت جلسہ گاہ میں موجود نہیں تھے۔ آخر آپ نے حکم دیا کہ حافظ ظفر علی کو بلاؤ۔ اپنی دستار مبارک سر سے اتار کر حافظ صاحب کے سر پر رکھ دی اور فرمایا ''جاؤ وعظ کرو'' اس دن سے حافظ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

صاحب ایسے فصیح البیان خطیب بن گئے کہ بڑے بڑے جلسوں میں لوگ بڑے ذوق وشوق سے ان کا وعظ سنتے تھے۔

حافظ صاحب کو حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے غایت درجہ عقیدت ومحبت تھی۔ حضرت اقدس نے بھی اجازت وخلافت سے نواز دیا تھا اور انجمن خدام الصوفیہ ہند کا جنرل سیکرٹری مقرر کیا۔ اکثر پیدل چل کر صبح کی نماز کے وقت علی پور شریف حاضر ہو جاتے۔ ایک دن حسب عادت روانہ ہوئے، جب نالہ ڈیک کے کنارے پر پہنچے تو سیلاب زوروں پر تھا۔ گھبرائے کہ کیسے پہنچنا ہوگا۔ عقل کہتی تھی کہ ایسے میں مت جاؤ۔ دل کہتا تھا کہ جب ارادہ کر لیا تو مشکلات راہ سے ڈرنا کیسا۔

؎ کشتی خدا پہ چھوڑ دو لنگر کو توڑ دو

انہوں نے ہمت کر کے پانی میں قدم بڑھایا۔ قدم رکھتے ہی پانی اپنے زور میں آپ کو بہا لے گیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کو یاد کیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت نے ہاتھ پکڑ کر دوسرے کنارے پر لا کھڑا کیا۔ علی پور شریف حاضر ہو قدمبوسی کرنے کے بعد واقعہ سنانے لگے تو حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا۔

"حافظ جی! خاموش رہو، ایسے میں مت آیا کرو۔"

آپ حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہ، کے تبلیغی دوروں میں ہمرکاب رہتے تھے اور حضرت کے ارشاد پر جلسوں سے خطاب فرماتے تھے۔ مناظرہ کے ماہر تھے۔ مخالف جماعتوں کے سربراہ آپ کی موجودگی میں مناظرہ سے گھبراتے تھے۔ اور بارہا انہوں نے پیشگی راہ فرار اختیار کرنے ہی میں عافیت سمجھی۔ تبلیغی دوروں میں آپ دکن تک تشریف لے گئے اور مخالفین کے ہاتھوں بہت تکلیفیں اٹھائیں مگر ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کر کے تبلیغ وارشاد میں کوئی خلل واقع نہ ہونے دیا۔

آپ نے بڑی سادہ زندگی گزاری۔ سفید کرتہ، سفید ململ کی ٹوپی اور نیلا تہبند آپ کا لباس تھا۔ تسبیح اور مسواک وغیرہ کے لیے ایک نسواری رنگ کا تھیلا ہمیشہ ساتھ رکھتے تھے۔ اکثر وقت ذکر و فکر اور اوراد و وظائف میں گزرتا تھا۔ بعد از نماز عصر امام ربانی قندیل نورانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی (۱۵۶۴ء۔۱۶۴۰ء) کا ختم بذکر جہر تلاوت فرماتے۔ بعد از نماز مغرب سورۂ واقعہ کی تلاوت فرماتے اور آخری لفظ "عظیم" کا تین بار تکرار فرماتے۔ بے شمار کرامات آپ سے ظاہر ہوئیں اور لاتعداد لوگوں نے آپ کے دست حق پر بیعت کر کے اپنی عاقبت سنواری۔

آپ اردو اور فارسی کا اچھا خاصا ذوق رکھتے تھے اور ان دونوں زبانوں میں شعر بھی کہتے تھے۔ "ماہنامہ انوار الصوفیہ" لاہور، سیال کوٹ اور ماہنامہ "لمحات الصوفیہ" لاہور، سیال کوٹ میں آپ کا کلام چھپتا رہتا تھا۔ بطور تبرک ایک نعت ملاحظہ ہو

شان احمدؐ اور ہے یوسفؑ کا رتبہ اور ہے
حق کا محبوب اور محبوب زلیخا اور ہے
لن ترانی تم کو ، ہمکو من رانی ہے نصیب
اے کلیم! احمدؐ کی نعت کا نصیبا اور ہے
ذات باری اس پر ، اس پر شان نوری جلوہ گر
عرش اعظم اور ہے حضرت کا روضہ اور ہے
عشق احمدؐ کا مکا ن وہ اور یہ بنگاہ خلیل
کعبہ دل اور ہے ظاہر کا کعبہ اور ہے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

المدد! جی سے گزر جاؤں نہ فرقت میں کہیں
آج کل حضرت دل شیدا کا نقشہ اور ہے
ناخدائے نوحؑ کی طوفان میں تھی اک اور بات
آگ کے طوفان سے امت کا بچانا اور ہے
جو تیری سرکار سے مانگا ظفؔر نے پا لیا
یا نبیؐ! یثرب میں رہنے کی تمنا اور ہے

حضرت امیر ملت قدس سرہ کی شان میں منقبت کا رنگ بھی انوکھا ہے

سراپا حسن از عالم یگانہ
ندیدہ مثل او چشم زمانہ
بصورت آفتاب عالم افروز
بسیرت ہم ازو آں بہرہ اندوز
بہ نیرنگی عجب رنگین مزاجے
یہ بے پروائی الفت امتزاجے
لبش را با تبسم ہم عنائی
کلاِش ہست جملہ دُر فشانی!
درو جمع آمدہ اوصاف حمیدہ
برو شد ختم اخلاق حمیدہ
بقا بادش چو عمرِ نُوح بل بیش
کہ خورسنداست از بیگانہ و خویش

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ستمبر ۱۹۱۸ء میں قصبہ رنبیر سنگھ پورہ میں نماز عید الاضحیٰ پڑھ کر عازم لائل پور (حال فیصل آباد) ہوئے۔ چند دن تبلیغی دورہ فرما کر جلدی ہی در دولت پر رونق افروز ہوئے اور پندرہ دن بیمار رہ کر ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۸ء مطابق ۲۴ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ بروز جمعرات اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھارے۔ تحصیل دروازہ کے باہر قریبی قبرستان مدفون ہوئے۔ مزار اقدس پر یہ شعر کندہ ہے۔

☆☆☆☆☆

فاتحہ مرقد حافظؔ پہ بھی کہتے جانا
کہدو ان کو جو ہیں اس رہ سے گزرنے والے

☆☆☆☆☆

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۳۲۶، ۳۵۲، ۷۰۹

۲۔ ''تذکرہ شہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۳۔

۳۔ ''گلزار مدینہ'' مطبوعہ لاہور ۱۳۳۷ھ ص ۶۴۔

۴۔ ''انوار لاثانی'' مطبوعہ لاہور ۱۹۴۵ء ص ۲۳۷ تا ۲۳۹۔

۵۔ ''تاریخ پسرور'' مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء ص ۲۳۰ تا ۲۳۴۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پیر خیر شاہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۲۰ء

مولانا پیر محبوب احمد الملقب بہ خیر شاہ کی ولادت امرتسر (حال مشرقی پنجاب، بھارت) میں ہوئی۔ آباؤ اجداد کشمیری تھے۔ بسلسلہ تجارت امرتسر آئے اور یہیں کے ہو رہے۔ آپ نے قرآن مجید و بعض کتب فارسی والد گرامی سے پڑھیں بعد ازاں ترجمہ قرآن پاک، کتب صرف و نحو اور فقہ مولانا غلام رسول قاسمی امرتسری (۱۸۳۹ء۔۱۹۰۲ء) سے پڑھیں۔ پھر دیگر بزرگوں سے بھی استفادہ کیا۔ دوران تعلیم والدین رحلت فرما گئے۔ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۰۹ھ مطابق ۲۶ فروری ۱۸۹۲ء (شب معراج) امرتسر میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست مبارک پر سعادت بیعت حاصل کی۔

آپ بڑے عالم، بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہٗ کے خاص خلفاء میں سے تھے۔ حضرت اقدس کی معیت میں آپ نے بکثرت تبلیغی دورے کئے اور گاؤں گاؤں جا کر تبلیغ و ارشاد کی شمع فروزاں کی۔ دکن، میسور، کالی کٹ وغیرہ دور دراز علاقوں میں ایسی شاندار خدمات تبلیغ انجام دیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ لوگ آپ کو ''میر واعظ'' کے نام سے پکارتے تھے۔

آپ فن مناظر میں طاق تھے۔ عیسائی [illegible] مناظروں میں آپ نے [illegible] شکست

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دی اور پنجاب ودکن میں ہزاروں آدمی آپ کے دست حق پرست پر تائب ہو کر سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ آپ حقیقت میں فنافی الشیخ تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، بھی آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ ستمبر ۱۹۶۲ء میں راقم الحروف علی پور شریف میں حاضر تھا کہ ایکدن سجادہ نشین ثانی حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہؒ (۱۸۹۹ء۔ ۱۹۷۸ء) نے ارشاد فرمایا کہ :-

''ہماری دادی صاحبہ قریب المرگ تھیں تو حضرت امیر ملت قدس سرہ رات دن تیمارداری میں مصروف رہتے تھے۔ ایک دن دادی صاحبہ نے کسی پھل کی خواہش کا اظہار فرمایا جو ان دنوں صرف لاہور یا امرتسر سے ہی مل سکتا تھا۔ اتفاق سے پیر خیر شاہ دربار عالیہ میں حاضر تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں امرتسر جا کر لے آتا ہوں حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے فرمایا، ہاں تم جاؤ، پھل بھی لے آؤ اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بھی ایک دوروز گزار آؤ۔ چنانچہ پیر خیر شاہ صبح کی نماز کے بعد روانہ ہو گئے۔ ان دنوں ریل گاڑی یا ٹرانسپورٹ کی سہولتیں میسر نہ تھیں۔ لوگ پیدل ہی سفر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ پیر صاحب بھی پیدل روانہ ہو گئے۔ دوسری صبح حضرت امیر ملت قدس سرہ تہجد کی نماز کے لیے اٹھے تو اچانک پیر خیر شاہ بھی پہنچ گئے۔ حضرت اقدس انہیں دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور فرمایا خیر شاہ تم آ گئے۔ ہم تو سمجھے تھے کہ تم ایک دوروز اپنے بچوں کے پاس ٹھہر کر آؤ گے۔'' یہ سن کر پیر صاحب نے عرض کیا حضور! آپ کا حکم ہو اور میں پھر بال بچوں کو ملتا پھروں، میں تو پھل لے کر بچوں کا خیال تک لائے بغیر سیدھا یہاں حاضر ہو گیا ہوں''۔

یہ سن کر حضرت امیر ملت قدس سرہ نے پیر خیر شاہ کو سینے سے لگالیا اور ''نور علیٰ نور'' کر دیا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

گوناگوں مصروفیات کے باوجود آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں بھی لکھیں:۔

۱)۔ برکات علی پور شریف

۲)۔ شرح اوراد فتحیہ

۳)۔ الکتاب المجید فی وجود التقلید

۴)۔ السیوف البارقہ علیٰ روس الملاحرہ الملقب بہ تیغ براں بر دشمنِ محبوب سبحانی المعروف فاتحہ خوانی (مطبوعہ امرتسر ۱۹۰۷ء)

۵)۔ الغضب من اللہ علی من تبع ثناء اللہ المعروف بہ خاص بجلی بر دشمن جماعت علی (مطبوعہ امرتسر ۱۳۲۹ھ) ان اعتراضات کے جواب میں جو ایڈیٹر ''اہلحدیث'' امرتسر نے اپنے اخبار ۲۶ مئی، ۲۱ جولائی ۱۹۱۱ء میں کیے تھے۔

۶)۔ الفضل من اللہ علی من قراء شیئاللہ

۷)۔ چہل حدیث

۸)۔ فیضان علی پور

۹)۔ تقویۃ الرجال حصہ اول، دوم

پیر خیر شاہ کی وفات حسرت آیات ۹ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۹۲۰ء بروز جمعۃ المبارک امرتسر میں ہوئی اور وہیں آخری آرام گاہ بنی۔

ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور بابت مئی جون ۱۹۲۰ء ٹائیٹل صفحہ ۳ پر آپ کی رحلت پر یوں شذرہ شائع ہوا۔

''آہ! ایک چراغ دین گل گیا!''

''نہایت ہی رنج و ملال اور آہ و بکا کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ عدیم النظیر فقید

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

المثال طوطی بیاں عالم باعمل جامع اخلاق حسنہ حضرت مولانا مولوی خیر شاہ صاحب میرِ واعظ امرتسری جن کے نام نامی واسم گرامی سے اکثر ہمارے ناظرین رسالہ بخوبی واقف ہوں گے۔ ۹ رمضان المبارک شریف ۱۳۳۸ھ بروز جمعۃ المبارک بوقت عین نماز جمعہ ان کے جسد عنصری سے رُوح پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مولانا صاحب مرحوم کے اوصافِ حمیدہ اور خصائلِ جمیلہ تو کسی امرتسری دوست اور بالخصوص مولانا غلام احمد اخگر سے توقع کی جاتی ہے کہ پورے طور پر قلمبند فرماویں گے۔ ناظرین منتظر رہیں۔

مختصراً گزارش ہے کہ مولانا صاحب موصوف کا وجود مبارک اس قحط الرجال زمانہ میں ایک نعمتِ غیر مترقبہ تھا۔ مولانا صاحب علماء اضاف میں ایک ہی فردِ واحد تھے۔ جو علم مناظرہ میں کما حقہ استعداد رکھتے تھے۔ بالخصوص ساتھ غیر مقلدین اور مرزائی جماعت کے ساتھ تو آپ کی چھیڑ چھاڑ لگی ہی رہتی تھی۔ چنانچہ ان کی تردید میں آپ کی چھیڑ چھاڑ لگی ہی رہتی تھی۔ چنانچہ ان کی تردید میں آپ نے کئی رسائل مثلی رسالہ تقلید، چہل حدیث، فاتحہ خوانی، تقویۃ الرجال حصہ اول وحصہ دوم وغیرہ وغیرہ کئی رسائل طبع کیے ہیں انہی اوصاف کے ہوتے ہوئے علماءِ امرتسر نے چند سال ہوئے آپ کو "میر واعظ" کے لقب سے ملقب فرمایا تھا۔

مولانا صاحب مرحوم جناب حضرت شاہ صاحب قبلہ عالم روحی فداہم علی پوری مد ظلہم تعالیٰ کے اولین غلاموں میں سے ہونے کے باعث فی الواقعہ اپنے تمام سلسلہ میں سے السابقون کے مصداق تھے۔ اور یہ بلا مبالغہ امر ہے کہ وابستگانِ دامن علیہ میں آپ بھی ایک خاص امتیازی درجہ رکھتے تھے۔ اور صاحب مجاز بھی تھے۔ آپ ہی کی بدولت دکن میں مثل میسور، بنگلور، نیل گرھی اور کورگ وغیرہ کے یارانِ طریقت کو حضرت قبلہ عالم روحی فداہم کی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ذاتِ اقدس سے فیض حاصل ہوا ہے۔ جس کی نسبت یارانِ دکن خود جانتے ہیں دکن کے علاوہ آپ کا زیادہ تر قیام داناپور بنگال کے علاقہ میں بہت رہتا تھا جہاں آپ کی ذات سے اکثر احباب آپ کے مواعظ حسنہ سے مستفیض ہوتے تھے اور کئی انجمنیں قائم کی تھیں۔ مولانا صاحب مرحوم نے حضرت قبلہ عالم کی خدمات ادا کرنے میں بھی کسی یار طریقت سے کمی نہیں کی جن کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں مخدوم و مالک پر مغفور و مرحوم کی خدمات روشن ہیں۔ آپ تقریباً ہر سال عرس شریف اور جلسۂ انجمن خدام الصوفیہ میں علی پور شریف میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور اپنے مواعظ حسنہ سے ہمیشہ حاضرینِ جلسہ کو محظوظ فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ امسال حاضر ہونے والے احباب کو معلوم ہوگا کہ مولانا صاحب مرحوم نے کس مؤثر پیرایہ سے دلائل و براہینِ ناطقہ سے مسئلہ خلافت کو بیان کیا جس کو اب قلم میں لانا مشکل ہو گیا ہے ورنہ مولانا صاحب کا وعدہ تھا کہ انشاء اللہ میں اپنی تقریر کو قلمبند کر کے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ آہ! اپنے وہ سب خیالات ساتھ ہی لے گئے انا للہ و انا الیہ راجعون

الغرض جمعہ کے دن ہی اس مہرِ سپہرِ آسمانِ خوبی کو سپُرد خاک کیا گیا۔ اور سب لوگ بادل بریاں و چشم گریاں واپس ہوئے۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں مرحوم دو لڑکیاں اور ایک لڑکا اپنی یاد میں چھوڑ گئے ہیں۔ لڑکا ابھی چار پانچ سالہ ہے۔ خداوند کریم اس کی عمر میں برکت دے۔ اور مولانا صاحب مرحوم کے نقشِ قدم پر ہو۔ آمین۔ ایک لڑکی کی شادی قریب تھی اور دوسری ابھی بہت چھوٹی ہے اور ہمشیرہ زادی بھی بوجہ یتیمی کے زیر پرورش تھی۔ جن کی ابھی شادی ہونے والی ہے۔ مرحوم کی کوئی جائیداد نہیں محض توکل پر اُن کا گزارہ تھا۔ اب

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

افسوس ہے کہ یتیم بچوں اور بیوہ کو سوائے خداوند کریم کے اور کسی کا سہارا نہیں اور نہ کوئی ذریعہ معاش ہے۔ اللہ تعالیٰ اب ان پسماندگان کو صبر و استقامت کی توفیق بخشے اور مولانا صاحب مرحوم کے رُوحِ مبارک پر اپنی رحمت کا نزول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دیوے۔ آمین ثم آمین''۔

بہت سے شعراء حضرات نے آپ کی رحلت پر قطعاتِ تاریخ وفات کہے، چند ایک درج ذیل ہیں:۔ (حافظ محمد مطیع اللہ قادری جماعتی سجادہ نشین سموال شریف ضلع میر پور (ریاست جموں)

مولوی محبوب احمد خیر شاہ صاحب کہ بُود
میر واعظ در جہاں مشہور در ہندو جبال
خدمتِ دیں را کمر بستہ با کنافِ جہاں
وعظ فرمودے بہر شہرے بہ نسوان ورجال
صرف شُد عُمرِ عزیزش در چنیں خدماتِ دیں
سُنّی و حنفی و صوفی بُود آں صاحبِ کمال
گشت روشن چشمِ من از دیدنِ دیدارِ شاں
حسرتے باقی ست در دل چوں نشد دیگر وصال
وا دریغا حسرتا ، خورشیدِ اوجِ معرفت
شُد نہاں زیرِ زمین پوشیدہ آں ماہِ جمال
نہم رمضان المبارک روز جمعہ از جہاں
داعیٔ پیکِ اجل را گفت لبیک و تعال

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بہر سالِ انتقالِ آں ولی دیں پناہ

در دل پُر درد حافظ موجزن شد ایں خیال

تا کہ در گوشم سروشِ غیب ریزد ایں ندا

کن رقم از نامِ نامیش ، تو سالِ ارتحال

"حاجی محبوب احمد خیر شاہ" شد سالِ فوت

۱۳۳۸ھ

نیز گو" محبوب احمد میر واعظ" اتصال

۱۳۳۸ھ

(فقیہہ اعظم مولانا محمد شریف" کوٹلی لوہاراں ضلع سیال کوٹ)

حضرتِ خیر شاہ فخر زماں

چوں زما روئے خویش را بنہفت

سالِ تاریخِ عیسوی بجستم

ہاتفم گفت ، "زیر خاک بخفت"

۱۹۲۰ء

مولوی خیر شاہ فرد زماں

فخر احناف کرد چوں رحلت

باسر آہ سال تر بخش

ہاتفم گفت "رفت در جنت"

۱۳۳۷ھ+1=۱۳۳۸ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

(خواجہ عبدالعزیز خواجہ امرتسری امرتسر)

میر واعظ جناب مولانا

حضرت خیر شاہ پیر وحید
روز دینہ نہم رمضان
رفت و گلہائے باغ جنت چید
در بہار ریاض جانش چوں
یاد ایام برگ ریز و زید
گفت سال وفات او خواجہ
"تا مبردہ کنوں بخلد رسید"

۱۳۳۸ھ

(پیرزادہ محمد عبدالعزیز صاحب عزیزؔ مخدومی امرت سر)

کون اس دنیا سے اے قلب حزیں جاتا رہا
آہ شیدائے شفیع المذنبین جاتا رہا
کیوں نگاہوں میں سما جائے نہ ظلمت کا سماں
نور شمع محفل اہل یقین جاتا رہا
میر واعظ مولوی محبوب احمد خیر شاہ
امر حق سے جانب خلد بریں جاتا رہا
سعدیؔ پندو نصیحت جامیؔ علم و عمل
رشک خسروؔ و غیرت ابن یمیںؔ جاتا رہا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کون قرآن کے معارف اب سنائے گا ہمیں
جبکہ وہ روشن دل اسرار دیں جاتا رہا

گمراہوں کو کون دکھلائے گا اب راہِ ہدیٰ
رہنمائے جادۂ شرعِ مبیں جاتا رہا

وعظ میں ہوتی تھی پیدا کیفیت وجدان کی
قول ہو جاتا تھا جس کا دلنشیں جاتا رہا

اے دیار بو حنیفہؒ کے مسکینو آہ ! آج
کشور حنفیہ کا حسن حسیں جاتا رہا

بوئے عرفاں سے جو شام سالکاں محروم ہے
آہ باغ معرفت سے یاسمیں جاتا رہا

لرزہ ہے قصر عمل میں اس تزلزل سے عزیزؔ
اس جہاں سے ہائے ''رکن الواعظین'' جاتا رہا

۱۳۴۸ھ

(فقیہہِ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلویؒ، کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ)

مطلع انوار در جنت رسید
''زیب عرفان شد بفردوس بریں''

۱۳۴۸ھ

ایضاً

چوں آں خیر شاہ ''زاہد غمگسار''

۱۳۴۸ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تن خویش از اہل دنیا نہفت
دلم باسر آہِ تاریخ او
"لقد فوزاً عظیماً"، بہ گفت

۱۳۳۷ھ+1=۱۳۳۸ھ

مولوی خیر شاہ واعظ دیں
چوں زما رفت و گشت گوشہ نشیں
سال تاریخ او بگفت شریف
"زینتِ بزم رفت زیرِ زمیں"

۱۹۲۰ء

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۷۰۹۔

۲۔ "تذکرہ شہ جماعت" مطبوعہ ۱۹۷۳ء ص ۴۷

۳۔ "گلزار مدینہ" مطبوعہ ۱۳۳۷ھ ص ۶۳

۴۔ "فیضان علی پور" از پیر خیر شاہ مطبوعہ امرتسر ۱۳۳۳ھ ص ۵۴

۵۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ (تکملہ) مطبوعہ ۱۹۷۶ء ص ۵۳۹

۶۔ "تذکرہ اسلاف" از بہاؤالحق قاسمی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء ص ۱۴۸ء

۷۔ "جامع اردو انسائیکلوپیڈیا" جلد اول مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۷ء ص ۵۸۴۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۸۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور بابت مئی جون ۱۹۲۰ء ص ۷۳، ستمبر ۱۹۲۰ء ص ۲۴
اکتوبر ۱۹۲۰ء ص ۵۴

۹۔ ہفت روزہ ''الفقیہہ'' امرتسر بابت ۱۹ جولائی ۱۹۲۰ء، ۷ جون ۱۹۴۲ء ص ۱۰۔

۱۰۔ ہفت روزہ ''الہام'' بہاولپور بابت ۱۴ جون ۱۹۷۶ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا محمد عظیم گکھڑوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۲۲ء

مولانا محمد عظیم بن پیراں دتہ (ف ۱۹۱۷ء) قصبہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور سے فارغ التحصیل ہو کر فن کفایت پر مہارت نامہ حاصل کی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے محبوب مریدوں اور خلفاء میں سے تھے۔ نہایت خوش بیان اور شعلہ افشاں مقرر تھے۔ پنجاب سے لے کر حیدر آباد دکن تک آپ کی جادو بیانی کا ڈنکا بجتا تھا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی معیت میں اور علیحدہ بھی بہت بہت سے تبلیغی دورے کیے۔ مشہور مورخ منشی محمد الدین فوقؔ (۱۸۷۷ء۔۱۹۴۵ء) سے آپ کے بڑے گہرے مراسم تھے۔ کشمیر کے دوروں پر جلسوں میں آپ تقریر فرماتے اور منشی صاحب نظم پڑھا کرتے تھے۔ آپ کی خوش بیانی سے متاثر ہو کر میر عثمان علی خان (۱۸۸۶ء۔۱۹۶۷ء) والئی حیدر آباد دکن نے ماہوار مشاہرہ پر اپنے پاس بلا لیا اور آپ مدت تک وہاں مقیم رہے۔ بعد از وفات عرصہ تک آپ کی اہلیہ کو حیدر آباد دکن سے پنشن ملتی رہی۔

ایک دفعہ الہ آباد (یوپی، بھارت) میں تشریف فرما تھے۔ مقامی ریلوے اسٹیشن کا اسٹیشن ماسٹر آپ کا بہت معتقد تھا۔ اس زمانے میں ولایت سے شاہی خاندان کا ایک انگریز ہندوستان کی سیر و سیاحت کے لیے آیا ہوا تھا اور اس وقت ریلوے اسٹیشن الہ آباد پر موجود

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تھا۔ پولیس نے ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم کو غیر آدمیوں سے خالی کرا کے پہرے کا بڑا انتظام کیا۔ صاحب بہادر پلیٹ فارم پر کرسی بچھا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ چونکہ اسٹیشن ماسٹر کے خاص آدمی تھے بدیں وجہ پولیس نے آپ کو اندر جانے سے منع نہ کیا اور آپ بھی پلیٹ فارم پر جا کر ٹہلنے لگے۔ صاحب بہادر نے جب آپ کو دیکھا تو پوچھا یہ کون ہیں؟ کسی نے بتایا کہ یہ مسلمانوں کے پادری ہیں۔ کہا ان کو بلاؤ۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور صاحب بہادر نے کرسی پر بٹھایا اور پوچھا ''اسلام کی حقانیت کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے''؟ آپ نے فرمایا کہ'' آپ نے کون کونسے علوم کی ڈگری حاصل کی ہے''؟ صاحب بہادر بولا، میں آٹھ دس علوم کا ماہر ہوں۔ اور اس سے خصوصی دلچسپی ہے'' آپ نے فرمایا،'' میں علم ہیئت کے ذریعے اسلام کی حقانیت اور سچائی کی ایسی دلیل پیش کروں گا کہ آپ پر روشن ہو جائے گا کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ آپ گھڑی نکال کر بتائیے کہ اس وقت الہ آباد میں کیا وقت ہے؟ صاحب بہادر نے کہا، گیارہ بجے ہیں۔ کلکتہ میں کیا بجا ہوگا۔ کہا بارہ رنگون میں کیا وقت ہوگا؟ کہا ایک بجا ہے۔ سنگاپور میں؟ دو بجے ہیں۔ جاپان میں تین، ہونولولو میں؟ چار۔ مشرقی امریکہ میں سورج غروب ہو رہا ہے۔ غرضیکہ مختلف مقامات کے اوقات صاحب بہادر نے بتائے۔ آپ نے فرمایا:۔

''دیکھئے دنیا میں اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس کے پیروکار دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں خداوند کریم عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہیں۔ الہ آباد میں چاشت کبریٰ ہے تو رنگون میں زوال کی نماز کا وقت، مشرقی امریکہ میں مغرب کی اذان ہو رہی ہے۔ مغربی امریکہ میں عشاء کی نماز پڑھی جا رہی ہے۔''

غرضیکہ ایسی مدلل اور موثر تقریر فرمائی کہ انگریز مبہوت ہو گیا اور اسی وقت آپ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

پاکستان کے نامور ادیب و مصنف مولوی محمد عبداللہ قریشی (۱۹۰۵ء۔ ۱۹۹۴ء) سابق مدیر ماہنامہ ''ادبی دنیا'' لاہور نے آپ کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے:۔

''مولانا محمد عظیم نقشبندی گکھڑ ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے ایک عالم باعمل اور نہایت ہی خوش بیان واعظ تھے۔ انہیں حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (قدس سرہ) کے خادم ہونے کا فخر حاصل تھا۔ بد عقیدہ اور مخالفین اسلام کو دندان شکن جواب دینے میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا کہ کئی غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ مدت تک حضور نظام دکن کی طرف سے ریاست میں خلق خدا کو وعظ و نصیحت سنانے پر مامور رہے۔ انہوں نے اپنے پر تاثیر وعظ اور دلکش طرز بیان سے وہ ہر دلعزیزی حاصل کی کہ نہ صرف حیدر آباد دکن کا بچہ بچہ بلکہ ہندوستان کے کئی دوسرے شہروں کے مسلمان بھی آپ کے وعظ کے مشتاق ہو گئے۔ ہزار ہا بندگان خدا کو آپ کے طفیل ہدایت نصیب ہوئی۔ مثنوی مولانا روم'' ایسی پر سوز لے میں پڑھتے تھے کہ سننے والے وجد میں آجاتے تھے۔ وفات سے چند روز قبل ضلع اٹک میں تشریف لے گئے تھے جہاں ایک شیعہ خاندان نے آپ کے وعظ سے متاثر ہو کر رافضیت سے توبہ کی اور سواد اعظم میں داخل ہو گئے۔

آپ کو ظاہری جاہ و جلال کے پیروں اور شرعی احکام سے لاپروائی کرنے والے عالموں سے سخت نفرت تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ ان لوگوں کو دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوتا ہے یہ لوگ اپنے ظاہر و باطن کو یکساں کیوں نہیں رکھتے؟ تصوف کے موضوع پر ایک طویل سلسلہ مضامین رسالہ ''تصوف'' لاہور میں شروع کیا تھا مگر افسوس کہ موت نے تکمیل کی مہلت نہ دی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اس سے قبل اسی قسم کا ایک سلسلہ مضامین منشی محمد الدین فوق کے رسالہ ''طریقت'' لاہور میں شروع کیا تھا جس سے کئی گدی نشین ناراض ہو گئے تھے اور رسالہ بھی بند ہو گیا تھا۔''

آپ کی وفات حسرت آیات بعارضہ ذیابیطس ۲۱ نومبر ۱۹۴۴ء مطابق یکم ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ بروز منگل بوقت ۴ بجے صبح اپنے گاؤں گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی اور یہاں ہی آخری آرامگاہ بنی۔

عمر در کعبہ و بتخانہ می نالہ حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

آپ نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں مگر ہمیں صرف چند کے نام ہی معلوم ہو سکے ہیں۔ ۱) ذکر حبیب، ۲) علم حبیب، ۳) شریعت اور طریقت، ۴) خاتم النبیین، ۵) دعائے عظیم، ۶) پیارے نبی کے پیارے حالات، ۷) صوفیوں کے اسرار، ۸) تازیانہ نقشبندی۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۰۔۱۷۴۔

۲۔ ''غلامی سے آزادی تک'' از قریشی غلام فرید مطبوعہ سیال کوٹ ۱۹۶۹ء ص ۱۵۔

۳۔ ''پنج گنج علی پوری'' از محمد اویس خاں غوری مطبوعہ لاہور طبع دوم ص ۱۸۳، ۱۸۴۔

۴۔ ''حیات اقبال کی گمشدہ کڑیاں'' از محمد عبداللہ قریشی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۲۸۸، ۳۰۰۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۵۔ ماہنامہ ''اقبال ریویو'' کراچی بابت جنوری ۱۹۶۱ء ص ۱۶، ۱۹۔

۶۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور بابت رجب ۱۳۴۲ھ (تاتکمیل) ص ۱۳، جنوری ۱۹۲۱ ص ۱، ۲، نومبر ۱۹۲۲ء ص ۲۴۔

۷۔ ہفت روزہ ''الفقیہہ'' امرتسر بابت ۷ جون ۱۹۴۲ء ص ۱۰۔

۸۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور فروری ۱۹۷۵ء۔

۹۔ مکتوب گرامی مولانا عبدالصبور ہزاروی از گکھڑ بنام مؤلف محررہ ۲۴ جنوری ۱۹۷۷ء۔

۱۰۔ مکتوب گرامی محمد عبداللہ قریشی از لاہور بنام مؤلف محررہ ۲۴ جنوری ۱۹۷۷ء۔

۱۱۔ قلمی یادداشت حکیم ملت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا محمد حسین قصوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۶۸ء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۶۷ء

حضرت مولانا محمد حسین بن حضرت مولانا غلام احمد (ف ۱۸۸۸ء) کی ولادت ۲۱ اکتوبر ۱۸۶۸ء کو قصور میں ہوئی۔ والد گرامی امرت سر میں فارسی کے مدرس رہے تھے۔ اور اپنی دینداری اور نیکوکاری میں بہت مشہور تھے، انہوں نے اپنے صاحبزادے (مولانا محمد حسین) کی تربیت بڑے احسن انداز سے کی۔ صرف چھ ماہ میں ہی آپ نے قرآن مجید ختم کرلیا۔ قصور میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد امر تسر چلے گئے۔ اور باقاعدہ تعلیم شروع ہوئی۔ ابھی ایف اے کے طالب علم تھے کہ والد ماجد نے رحلت فرمائی۔ ۱۸۹۰ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کر کے ایم اے (فلسفہ) میں داخلہ لے لیا۔ مگر مجبوریوں کے باعث چھوڑ کر ایس اے وی کا امتحان پاس کر کے تدریسی سلسلہ کی ابتدا کر دی۔

ابتدائی دو سال ڈیرہ غازی خاں میں خدمات انجام دینے کے بعد آپ کا تبادلہ گورنمنٹ ہائی سکول قصور میں ہو گیا۔ یہاں آپ دس سال تک سیکنڈ ہیڈ ماسٹر کی آسامی پر فائز رہے۔ آپ کی قوت سماعت ذرا کمزور تھی، اس کی آڑ لے کر ایک متعصب ہندو انسپکٹر نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو محکمہ تعلیم سے سبکدوش کروا دیا۔ یہاں سے فارغ ہو کر آپ علی پور شریف حاضر ہو گئے اور ارادہ تھا کہ باقی عمر اپنے شیخ کے حضور بسر کر دیں مگر حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے رہتک (بھارت) میں اشاعت سلسلہ عالیہ و تبلیغ کا حکم دیا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

رہتک میں آ کر ۱۱ جولائی ۱۹۰۳ء کو" کلرک آف دی کورٹ" کی آسامی پر مامور ہو گئے۔ چودہ سال بعد آپ کا تبادلہ کرنال (مشرقی پنجاب، بھارت) میں ہو گیا۔ ۱۹۰۹ء میں فریضہ حج ادا کیا۔ فروری ۱۹۱۸ء تا ۱۹۲۶ء "ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کرنال" کی عدالت میں بحیثیت مترجم مامور رہے۔ ۱۹۲۶ء میں پنشن پانے کے بعد کرنال ہی کو مستقل مسکن بنا لیا۔ اور سلسلہ عالیہ کی اشاعت پر توجہ مرکوز کر دی۔ ہریانہ کے علاقہ میں ہزار ہا لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا اور ہزاروں مسلمان آپ کے حلقہ بیعت میں داخل ہو گئے۔

آپ نے ۱۸۹۰ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ واقعہ یوں ہے کہ:۔

"آپ بی اے کے امتحان کا آخری پرچہ دے کر فارغ ہوئے تھے کہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، اجازت و خلافت سے سرفراز ہو کر سیدھے لاہور تشریف لائے اور کالج کے بورڈنگ ہاؤس میں آپ سے ملاقات ہوئی اور پہلی ہی نظر میں آپ کو گرویدہ بنا لیا۔"

اس طرح سب سے پہلے مرید ہونے کا شرف آپ کو حاصل ہوا۔ بہت تھوڑی مدت میں اجازت و خلافت سے نواز دیئے گئے۔ بعد ازاں حضرت بابا جی فقیر محمد چوراہی (۹۸ا۔۱۸۹۷ء) نے بھی چورہ شریف (ضلع اٹک) کے سالانہ جلسے کے موقع پر دستار خلافت عطا فرمائی۔

آپ نے اپنے مرشد گرامی حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے حکم پر تمام دینی، ملی اور علمی تحریکوں میں حصہ لیا۔ بلقان فنڈ، سمرنا فنڈ، حجاز ریلوے لائن، تحریک خلافت اور فتنہ ارتداد وغیرہ میں بھرپور کردار ادا کیا۔ چندے اکٹھے کئے اور پورے انہماک اور جوش کے ساتھ ان تحریکوں کو کامیاب بنانے میں لگے رہے۔ فتنہ ارتداد میں آپ نے درد قولنج کے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شدید عارضہ کے باوجود پوری تندہی سے حصہ لیا۔

آپ کی انہی خدمات کی بنا پر حضرت امیر ملت قدس سرہ، آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ آپ اپنے شیخ کے سب سے پہلے خلیفہ ہیں اور آپ کے صاجزادے حضرت حافظ نور احمد قصوری (۱۹۰۷ء۔۱۹۸۶ء) سب سے آخری خلیفہ ہیں۔

آپ تمام عبادات و معاملات میں اتباع شریعت اور پیروی سنت پر شدت سے عمل فرماتے تھے۔ رفتار و گفتار، نشست و برخاست اور گفت و شنید میں آپ کی ذات برکات ایک مومن کامل کا نمونہ پیش کرتی تھی۔ آپ مریدین کو "بھائی" اور "یار طریقت" کے نام سے یاد کرتے تھے اور ان میں اسلامی اخوت اور دینی محبت کی روح پیدا کرنے کی کامل سعی فرماتے تھے۔

دوسروں کی خدمت کر کے آپ بے حد خوش ہوتے تھے۔ جود وسخا آپ کا خاصا تھا۔ آپ کے صاجزادے حضرت حافظ نور احمد قصوریؒ (۱۹۰۷ء۔۱۹۸۶ء) کا بیان ہے کہ

"ایک دفعہ آپ ہم سب کو لینے قصور آئے تو دادی صاحبہ نے فرمایا کہ بیٹا! کپڑے بدل لو۔ مگر معلوم ہوا کہ آپ کے پاس دوسرا جوڑا ہی نہیں ہے۔ اس لیے کہ سارے کپڑے محتاجوں، حاجتمندوں اور ضرورت مندوں کو دے دیئے تھے۔ پھر جب ہم لوگ رہتک پہنچے تو گھر میں چائے کے برتن نہیں تھے۔ معلوم ہوا کہ وہ بھی آپ نے کسی ضرورت مند کو دے دیئے تھے۔"

تبلیغی دورے فرمانا آپ کی سرشت بن گیا تھا۔ اسکول اور کچہری کی ملازمت کے دوران خالی اوقات تبلیغ میں صرف فرماتے تھے۔ ہفتہ کی شام کو دیہات کی طرف چلے جاتے تھے۔ اسی طرح تعطیلات کا سارا زمانہ گاؤں گاؤں میں تبلیغ کرنے میں صرف ہوتا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تھا۔ اس مقصد کے لیے کبھی کبھی کئی کئی مہینہ کی رخصت بھی لیتے تھے اور مختلف قصبات اور دیہات میں پہنچ کر دن اور رات میں کئی کئی وعظ فرماتے۔ مجلس میلاد منعقد کرتے اور تبلیغ و ارشاد کا کام بحسن وخوبی انجام دیتے۔

اسی طرح آپ دینی مدارس اور جدید تعلیم کے اسکول، جن میں قرآن مجید کی تعلیم لازمی ہوتی تھی قائم کرنے میں بھی کوشاں رہتے تھے۔ ہریانہ کے علاقہ میں کئی مقامات پر اس طرح کی درسگاہیں جاری کیں۔ کلانولہ ضلع رہتک کا "مسلم راجپوت ہائی سکول" اور رہتک کا "نصرت الاسلام پرائمری سکول" خاص طور پر مشہور ہوئے۔ اس طرح آپ مذہبی اور اسلامی مضامین لکھ کر رسائل اور اخبارات میں چھپواتے رہتے تھے۔ نیز اپنے خطوط میں مکتوب الیہم کو دینی امور کی خصوصیت سے تعلیم دیتے تھے۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۳ شوال المکرم ۱۳۴۵ھ مطابق ۶ اپریل ۱۹۲۷ء بروز بدھ کرنال میں ہوئی۔ اگلے روز حضرت شاہ بوعلی قلندر قدس سرہ، کے روضہ مبارک کے قریب جرنیلی سڑک پر آپ کی تدفین ہوئی، جس پر شاندار مقبرہ تعمیر ہوا۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

آپ کی رحلت پر بہت سے شعراء نے قطعات تاریخ وفات کہے۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱)۔ مولانا غلام احمد اختر امرتسری (خلیفہ مجاز حضرت امیر ملت قدس سرہ)

چوں محمد حسین مولانا
از پئے آخرت کرم بربست!
روز چہارم بد از مہہ شوال
رشتہ زیں دار بے بقا بگ ست

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بے گماں سالکِ طریقت بود
شاغلِ ذکرِ حق بحق پیوست
کلکِ اخگر نوشت سال وصال
"کوکبِ سالکاں بجنت رفت"

۱۳۴۵ھ

۲)۔ منشی عاشق علی خاں ناطقؔ کلانوریؒ نے یہ قطعہ کیا)

ایں یادگار ست سردار دیں
محمد حسین عالم و پیشوا
ولی کامل و حاجی و متقی
خلیق و سخی صوفی با صفا
عزیزِ دلِ مرشدِ با کمال
جماعت علی شاہ نور الہدیٰ
چہارم چو تاریخ شوال شد
بفرمد رحلت بدار بقا
جدا کن سر یاس ناطقؔ بگو

۱۰

"محب خدا، عاشق مصطفیٰؐ"

۱۰۔۱۳۵۵۔۱۳۴۵ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۳)۔ پروفیسر حامد حسن قادری جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قطعہ "لوحِ مزار" پر کندہ ہے۔

بجنت رفت مولٰینا قصوری
کہ عرفاں یافت زو آنے و شانے
پئے سالِ و صالش یافت در شعر
سنین ہجری و شمسی قرانے
"فنا فی اللہ و شیخ نیک باطن"
۱۳۴۵ھ
"فنا فی الشیخ و مخدومِ جہانے"
۱۹۲۷ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۴۳۱، ۷۰۶، ۷۰۸۔

۲۔ ''خزینہ فیض قصوری'' از پروفیسر منشاد علی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء ص ۲۴، ۲۸، ۲۹، ۳۵، ۳۶۔

۳۔ ''پنج گنج قصوری'' از محمد اویس خاں غوری مطبوعہ لاہور ۱۹۵۶ء ص ۱۹۔

۴۔ ''تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از مولانا نور بخش توکلی'' (تکملہ از محمد صادق قصوری) ص ۵۴۵۔

۵۔ ''پنج گنج علی پوری'' از محمد اویس خاں غوری مطبوعہ لاہور طبع دوم ص ۸۲۔

۶۔ ''گلزار مدینہ'' از مولانا محمد عظیم فیروز پوری مطبوعہ لاہور ۱۳۳۷ھ، ص ۶۳۔

۷۔ ''تذکرہ شبہ جماعت'' از سید حیدر حسین مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۳۔

۸۔ ہفت روزہ ''الہام'' بہاولپور بابت ۲۸ جون ۱۹۷۶ء ص ۲۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا غلام احمد اخگر امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۶۴ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۲۷ء

حضرت مولانا غلام احمد اخگر بن لعل محمد کی ولادت ۱۸۶۴ء مطابق ۱۲۸۱ھ امرتسر (مشرقی پنجاب، بھارت) کے ایک کشمیری بٹ گھرانے میں ہوئی۔ آپ بہت بڑے عالم دین، واعظ، مناظر، بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ آپ نے ۱۹۰۶ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست مبارک پر سعادت بیعت حاصل کی۔ اور ۱۱ مئی ۱۹۱۴ء کو بر موقعہ گیارھواں سالانہ اجلاس انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں، ختم شریف سے قبل آپ کو خرقہ خلافت عطا ہوا۔

آپ اکثر حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے تبلیغی دوروں میں ہمراہ رہتے تھے۔ جلسوں میں تقریریں کرتے اور اپنے واعظ سے خلق خدا کو فیض یاب کرتے تھے۔ بہت لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ امرتسر سے اخبار ''اہل فقہ'' جاری کیا۔ آپ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے محبوب اور جاں نثار خلفاء میں سے تھے۔ امرتسر میں جماعت اہلحدیث کا اخبار ''اہلحدیث'' حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی شان میں ہرزہ سرائی کرتا رہتا تھا۔ آپ اور مولانا پیر خیر شاہ امرتسریؒ (۔۱۹۲۰ء) ہفت روزہ ''الفقیہہ'' میں مفصل اور مدلل جوابات شائع فرماتے تھے اور علماءِ اہلحدیث کو قائل کرتے تھے۔ اہلحدیث جماعت کے سرگروہ مولوی ثناء اللہ امرتسری (۱۸۶۸ء۔ ۱۹۴۸ء)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سے بھی دونوں حضرات کے اکثر و بیشتر مناظرے ہوتے رہے جن میں فتح و کامرانی ان کے قدم چومتی رہی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، اکثر ہدایت فرماتے کہ جواب جاہلاں باشد خاموشی" مگر ان دونوں بزرگوں کی دینی حمیت اور شیخ کی محبت و حمایت ان کو مجبور کرتی تھی کہ مخالفین کے چیلنج کا جواب دیں اور کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ دیں کہ وہ میدان سے ہٹ گئے۔ مذاہب باطلہ کے لیے شمشیر برہنہ تھے۔

آپ بڑے عابد و زاہد اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ بچپن میں ایک مرغ خریدا تھا۔ آپ کے والد ماجد بہت نیک آدمی تھے، انہوں نے دریافت کیا کہ مرغ کا کیا کرو گے؟ تو عرض کیا کہ یہ اذان دے گا تو صبح کو بیدار ہو کر نوافل پڑھوں گا۔ خیال پاکیزہ تھا مگر والد صاحب اور بھی بلند خیال تھے۔ انہوں نے کہا کہ "انسان ہو کر حیوان کا محتاج ہوتا ہے"۔ آپ کو ہوش آ گیا اور مرغ کو اسی وقت ذبح کر دیا اور بفضل خدا تمام زندگی نماز تہجد کے لیے ازخود بیدار ہو جایا کرتے تھے۔

فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے لیے آپ نے اپنی علالت اور پیرانہ سالی کی پروا کیے بغیر عرصہ تک آگرہ میں شاندار خدمات انجام دیں۔ ۲۱ مئی ۱۹۲۳ء کو حضرت امیر ملت قدس سرہ نے پندرہ افراد پر مشتمل جو پہلا وفد آگرہ بھیجا تھا۔ آپ اس کے امیر تھے۔ شب و روز کام کرنے کی وجہ جب آپ کی علالت خطرناک صورت اختیار کر گئی تو بامر مجبوری واپس آ گئے اور آپ کی جگہ قاضی حفیظ الدین رہتکی (۱۸۷۱ء۔ ۱۹۴۴ء) کو امیر وفد چنا گیا۔

آپ کو شعر و شاعری کا بھی خاصا ذوق تھا۔ اختر تخلص فرماتے تھے۔ زیادہ تر نعت کے مضامین ہی کہتے تھے۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد کا شجرہ طریقت بھی لکھا تھا جس کا ہر ایک شعر آپ کے عشق و محبت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ بطور تبرک ایک نعت ہدیہ قارئین ہے،

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پڑھئے اور اپنے قلب و جگر کو عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور کیجئے۔

تصور میں رسولؐ پاک کے ضبط فغاں کیوں ہو

نہیں یہ راز سر بستہ تو سینے میں نہاں کیوں ہو

تصور ہے دل عشاق میں گلزار طیبہ کا

تو اس پھولے پھلے گلشن میں تاثیر فغاں کیوں ہو

مدینہ جانے والو! روضہ حضرتؐ پہ جب پہنچو

تو کہنا یا محمدؐ! تیرا بسمل نیم جاں کیوں ہو

خدا نے دل ہمیں بخشا مگر شیشے سے نازک تر

تو اس پر فرقتِ احمدؐ کا یہ سنگ گراں کیوں ہو

اگر مٹ جانا جرم عشق احمدؐ کی سزا ٹھہری

زمیں پر عاشقِ مجرم کا پھر باقی نشاں کیوں ہو

ہے دل زخمی خیال ابروئے مژگان حضرتؐ سے

تو میرے مارنے کو حاجت تیغ و سناں کیوں ہو

خدا کا گھر ہو بطحا میں، رسولؐ اللہ مدینے میں

تو حسرت یہ ہے کہ پھر اپنا وطن ہندوستان کیوں ہو۔

مسلمانو! تمہیں ہے خوف گر طوفانِ محشر کا

گناہوں کے عمل کی ناؤ پر یہ بادباں کیوں ہو

ہمارے دل میں ہے نور خدا لطف "جماعت" سے

تو یہ دل عرش اعظم بن کے شیدائے بتاں کیوں ہو

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شہنشاہ علی پور جس کے حامی ہوں قیامت میں
اسے دوزخ کا ڈر کیوں ہو وہ ڈرے خستہ جاں کیوں ہو
نہیں تاریکی مرقد کا کھٹکا مجھ کو اے اختر!
دہکتی آگ ہے سینے میں پھر پیدا دھواں کیوں ہو

نثر میں بھی کافی کتابیں لکھیں مگر ہمیں ان کا ہی پتہ چل سکا ہے۔ مرزائیت کا جنازہ، اہل حدیث واہل سنت آپ کو فن تاریخ گوئی پر بھی ید طولیٰ حاصل تھا بہت سے بزرگان دین کے قطعات تاریخ وفات لکھے۔ ۸ دسمبر ۱۹۰۲ء بروز پیر مولانا پیر غلام رسول قاسمی امرتسری کا انتقال ہوا تو آپ نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ وفات کہا۔

فاضل دہر و حامی توحید
کرد ز اینجا سفر بخلا رسید
نام پاکش بداں غلام رسول
شد ز طاعوں براہ صدق شہید
شور ماتم بپا شدہ ہر سُو
ملک الموت روح او چوکشید
وا دریغا کہ روئے مولینا
تا قیامت کسے نہ خواہد دید
بود او بدر کامل اسلام
آفتاب علوم دین مجید
تیرہ گردید صبح ماچوں شام

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شد محرم عیاں بجائے عید
خبر انتقال مولینا
اخگر خستہ حال چوں بشنید
از خرد ہم ز ہاتف غیبی
سال تاریخ رحلتش پرسید
داد ہاتف ندا کہ اے آخگر
"بشہادت رسید نفسِ سعید"

۱۳۳۰ھ

۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال پر ملال ہوا تو آپ نے جو قطعہ تاریخ رحلت کہا، اس کے لفظ سے غم واندوہ ٹپکتا ہے۔

حامئی دینِ متیں احمد رضا
رفت از دنیا سوئے خلدِ بریں
ایں جہاں از رفتنش تاریک شد
شد غروب آں آفتاب علم دیں
واصف و شیدائے محبوبِ خدا
قاطع اعناقِ جملہ ملحدیں
وا دریغا رفت زیں دار فنا
مومناں زاند وہ و غم زارو حزیں
گفت اخگر بہر تاریخ وصال

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

"نادر العصر آفتاب علم و دیں"

۱۳۴۰ھ

ولہ

وصل حق چوں رضائے احمد یافت
قدوۂ عالمانِ برو بحر
کلکِ اخگر نوشت سالِ وفات
"زبدۂ مومنین و فاضل دہر"

۱۳۴۰ھ

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۶ صفر ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۲۷ء بروز پیر امرتسر میں ہی ہوئی اور یہیں آسودۂ خاک ہوئے۔ بہت سے اخبارات ورسائل نے آپ کی رحلت پہ اداریئے لکھے۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

انجمن نعمانیہ ہند لاہور کے ماہواری رسالہ بابت جولائی اگست ۱۹۲۷ء نے صفحہ ۶۰ پر یوں لکھا:۔

"موت العالم موت العالم"

"حضرت مولوی غلام احمد صاحب المتخلص بہ اخگر کی خبر وفات اخبار میں پڑھ کر سخت رنج وملال ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ اہلسنت وجماعت کو سخت نقصان پہنچا۔ رضیان بقضا اللہ تعالیٰ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مولوی صاحب مرحوم واقعی امرتسر میں ضیف حنفیوں کی طرف سے ایک لائق و عمدہ مباحث اور مناظر تھے۔ جس سے وہابیہ اور مرزائیہ کی روح کانپتی تھی۔ ایسے دندان

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شکن جواب تحریر فرمایا کرتے تھے کہ فریق مخاصم کو جواب کی گنجائش نہ رہتی تھی۔ غالباً ایسے غیر عاقبت اندیش مخالفین کو تو کسی قدر راحت ہوئی ہوگی جو شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی اس قیمتی نصیحت پر بھی ایمان نہ رکھتے ہوں۔

اے دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری
شادی مکن کہ بر تو ہمیں ماجرا رود

مولوی صاحب مرحوم باوجود کئی سال سے سخت مصائب و آلام میں مبتلا رہنے کے علالت کی حالت میں بھی مخالفین کی تردید میں نہایت مدلل و مبرہن مضامین لکھتے رہے اور مباحثہ اور مناظرہ کے لیے بھی سفر کی تکالیف برداشت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں قبول فرمائیں اور معاد میں مدارج علیا۔"

مدیر (تاج الدین احمد)

پندرہ روزہ "ارشاد" امرتسر بابت یکم / پندرہ ستمبر ۱۹۲۷ء نے صفحہ ۴ پر یوں اداریہ لکھا:۔

"وفات حسرت آیات"

ناظرین! اس خبر کو نہایت رنج واندوہ سے سنیں گے کہ امرتسر کے مشہور حنفی مناظر اور کہنہ مشق اخبار نویس مولانا غلام احمد صاحب اخگر سابق ایڈیٹر اخبار "اہل فقہ" امرتسر مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۲۷ء کو بروز دوشنبہ چھ سات سال کی طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحوم بڑے کام کے آدمی تھے۔ اوران کی حنفیوں کو ابھی بڑی ضرورت تھی لیکن کیا کیا جائے رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

مرحوم کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ حضرت قبلہ مولانا پیر غلام مصطفیٰ صاحب

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

قاسمی مفتی امرتسر مدظلہم نے پڑھائی۔ مرحوم کے پسماندگان میں آپ کی بیوہ، ایک (نابینا حافظ قرآن)۔۔ ہمشیرہ، دولڑکیاں (جن میں سے ایک بیوہ اور دوسری نابالغہ ہے) اور تین لڑکے ہیں۔ بڑا لڑکا ۱۷ سال کی عمر کا ہے باقی دونا بالغ ہیں۔ مرحوم قرضدار تھے۔ اور اب پسماندگان کے پاس قوت لایموت کے لیے کچھ بھی موجود نہیں۔ کاش کوئی مخیر مسلمان اس طرف متوجہ ہوتا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیے۔ (آمین)

مدیر (محمد بہاء الحق قاسمی)

بہت سے شعراء نے آپ کی رحلت پر قطعات تاریخ وفات کہے۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

زِ دُنیا چوں غلام احمد اخگر!
سفر اندر صفر سوئے جناں کرد
ازیں فانی سرائے بے مواسا
شُد و جادر دیار جاوداں کرد
بہ پوشم نہ تنہا از غمِ او
رُخِ خود نیلگوں بر آسماں کرد
سنِ نقل مکانش گفت خواجہ
"مکاں صد شکر اندر لا مکاں کرد"

۱۳۳۶ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

(خواجہ عبدالعزیز خواجہ امرتسری)

دو بجے شب کے صفر کی سولھویں تاریخ تھی
دن دو شنبہ کا تھا وہ ، لیکن قیامت کی نظیر
یک بیک روح غلام احمد فدائے مصطفیٰؐ
ہو گئی پیک اجل کے ساتھ تا آخر ہمسفر
تھی وہابی کش یہ ذات پاک اک پنجاب میں
تھا زباں دو ز لعیناں اس کی علمیت کا تیر
"خدمت اسلام کی خاطر ملے جنت انہیں
تھے جو ان ملت احمدؐ ، بظاہر گو تھے پیر
تھے معین الفقیہ بھی اور خادم اہل فقہ کے
یہ دعا ہے دوسرا پیدا کر لے اُن سا قدیر
مصرعہ تاریخ کی تھی فکر مجھ کو اے ظہورؔ!
کہ دیا ہاتف نے لکھدے "نیک خو صافی ضمیر"

۱۹۲۷ء

(مولانا ظہور الحسن درسؒ کراچی)

مولوی جو غلام احمد تھے
شیر پنجاب تھا لقب ان کا
سنی و سنی گر وہ تھے بے شک
آہ ہم سے وہ آج ہو گئے ہیں جدا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اسد اللہ کے وسیلے سے
باغ فردوس کا انہیں ہو عطا
فکر تاریخ تھی جو سلطانؔ کو
"غفر اللہ" کی یہ آئی ندا

۱۳۳۶ھ

(مولانا سلطان احمد بریلویؒ)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیرِ ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۰، ۷۱۱، ۴۲۹، ۴۳۱

۲۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۴۷

۳۔ ''کرامات امیرِ ملت'' مطبوعہ کراچی ۱۹۶۵ء ص ۵۸، ۱۲۴۔

۴۔ ''گلزار مدینہ'' مطبوعہ لاہور ۱۳۳۷ھ ص ۶۳

۵۔ ''شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری'' از پروفیسر محمد سلیم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء ص ۵۱، ۵۲

۶۔ ''پنجگنج علی پوری'' مطبوعہ لاہور طبع دوم۔ ص ۳۹، ۵۹

۷۔ ''غلامی سے آزادی تک'' مطبوعہ سیال کوٹ ۱۹۶۹ئی ص ۱۵۔

۸۔ ''محاسن کنز الایمان'' مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ ص ۵۵

۹۔ ''تذکرۂ اسلاف'' مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء ص ۱۳۳ (حاشیہ)

۱۰۔ ہفت روزہ ''الفقیہہ'' امرتسر بابت ۷ اکتوبر، ۱۴ ستمبر ۱۹۲۷ء۔

۱۱۔ پندرہ روزہ ''ارشاد'' امرتسر بابت یکم و ۱۵ ستمبر ۱۹۲۷ء ص ۱۱۔

۱۲۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور جون ۱۹۱۴ء ص ۴۔

۱۳۔ ''انجمن نعمانیہ ہند لاہور کا ماہواری رسالہ'' بابت جولائی اگست ۱۹۲۷ء ص ۶۰

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا عبدالرحمٰن ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۲۹ء

مولانا عبدالرحمٰن موضع توی تربیلہ ضلع ہزارہ (صوبہ سرحد) کے رہنے والے تھے۔نہایت متقی، پرہیزگاراور نمونہ سلف بزرگ تھے۔تقریر وتحریر میں یکساں مہارت رکھتے تھے۔علی پور سیداں شریف کے سالانہ اجلاس انجمن خدام الصوفیہ میں ہرسال اپنی جادو بیانی کا ڈنکا بجا کر خلق خدا کو راہ ہدایت دکھایا کرتے تھے۔حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے ۱۲ مئی ۱۹۱۱ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب کے اجلاس میں بموقعہ سالانہ اجلاس انجمن خدام الصوفیہ، خلافت عطا فرما کر سلسلہ عالیہ کی تبلیغ وترویج کی ہدایت فرمائی۔بے شمار لوگوں نے آپ کے دست اقدس پر بیعت کر کے سعادت دارین حاصل کی۔

آپ کی رحلت دسمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۱۳۴۸ھ میں ہوئی۔

ماخذ

۱۔ ”سیرت امیر ملت“ مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۰۴۔

۲۔ ”گلزار مدینہ“ مطبوعہ لاہور ۱۳۳۷ھ ص ۶۴

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۳۔ تذکرہ شبیہ جماعت مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۱۷۔

۴۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور بابت جون ۱۹۱۱ء ص ۹، اپریل ۱۹۲۲ء ص ۶، جنوری ۱۹۳۰ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نواب محاسب یار جنگ رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۳۰ء

مولانا غلام احمد المخاطبہ نواب محاسب یار جنگ کا شمار حضرت امیر ملت قدس سرہ کے خواص میں ہوتا تھا۔ آپ والئی دکن نواب میر عثمان علی خان نظام سابع (۱۸۸۶ء۔ ۱۹۶۷ء) کی خانگی جاگیر جس کو "صرفِ خاص" کہا جاتا تھا اور جو دو کروڑ روپیہ سالانہ آمدنی کی تھی، میں "محاسب" تھے۔

۱۱ مئی ۱۹۱۸ء کو انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں کے سالانہ اجلاس کے موقعہ پر رات کے وقت آپ کو "دستار خلافت" سے نوازا گیا۔ آپ کے ساتھ حاجی میر نوازش علی وکیل حیدر آباد دکن، مولانا غلام محمد بمبئی والے اور ڈاکٹر محمد اللہ دتہ کنجاہی کو بھی "اجازت و خلافت" سے سرفراز کیا گیا۔

آپ کو شعر و شاعری سے بھی دلچسپی تھی طالب تخلص کرتے تھے۔ پیرو مرشد کی شان میں بہت سی منقبتیں لکھیں، ایک درج ذیل ہے:۔

مزا گرچہ فرقت نے اچھا چکھایا
مگر پھر بھی قسمت نے پلٹا ہے کھایا
جماعت علی شاہ کو اللہ ہے لایا
کہ مردہ دلوں کو ہے زندہ بنایا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

عجب دھوم تھی جب کہ اتری سواری
کہیں چیخ تھی اور کہیں آہ زاری
ورود آپ کا جب سے اس جا ہوا ہے
خلائق کا ہر وقت تانتا بندھا ہے
شب و روز یہ مشغلہ آپ کا ہے
کہ ذکرِ خدا یا رسولؐ خدا ہے
یہ مجلس ہے گوشہ بہشت بریں کا
جہنم سے محفوظ دل ہمنشیں کا
وہ خُلقِ حسن حق نے بخشا ہے ان کو
وہی جانتا ہے جس نے دیکھا ہے ان کو
وراثت سیادت کی زیبا ہے ان کو
غریبوں سے اُلفت کا چسکا ہے ان کو
ہے نفع خلائق کا ہر لحظ شیوہ
بسر عمر کا اس میں ہوتا ہے حصہ
ہر اک شخص پر ان کی یکساں نظر ہے
یہ رازِ اُلفت طلسم اثر ہے
نہ مطلب کسی سے نہ مطلوب زر ہے
گزرتی ہدائیت میں شام و سحر ہے
زباں پر ہے اللہ کا نام جاری

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

زبس درد اسلام دل میں ہے ساری
نہ افعال میں اُن کے سمع و ریا ہے
بڑی کبر و نخوت سے ہر اک ادا ہے
خدا کے لیے جو کچھ ہو رہا ہے
غضب بھی اگر ہے تو رحمت بھرا ہے
ہے تصویر لطف و کرم ذات عالی
جلالی پہ غالب صفات جمالی
دعا پر کریں ختم اب مدعا کو
ملے خضر کی عمر اس پیشوا کو
رہے تقویت ان سے دین ہدٰی کو
ہیں محبوب ایسے رسول ﷺ خدا کو
سدا ان کا سایہ ہو طالبؔ کے سر پر
پڑے پر تو ان کا دل ہر بشر پر

آپ کی وفات حسرت آیات ۲ محرم الحرام ۱۳۴۹ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۳۰ء بروز ہفتہ ہوئی اور قبرستان "خطۂ صالحین" حیدر آباد دکن میں آخری آرامگاہ بنی۔

ماخذ

ا۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور بابت جون ۱۹۱۸ء ص ۱۰، جولائی ۱۹۱۸ء ص ۱۸، ۱۹

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۲۔ مکتوب گرامی حضرت مرزا ذوالفقار علی بیگ جماعتیؒ بنام مؤلف از حیدر آباد دکن

محررہ ۱۶ اپریل، ۱۶ اگست ۱۹۷۷ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

میاں محمد امیر اللہ کلانوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۳۹ء ــــــــــــ ۱۹۳۴ء

میاں محمد امیر اللہ بن میاں نور محمد کی ولادت ۱۸۳۹ء میں کلانور ضلع گورداسپور (حال مشرقی پنجاب، بھارت) میں ہوئی۔ میاں نور محمد اپنے قصبہ کے نمبردار و علاقہ کے ذیلدار ہونے کے ساتھ ساتھ بہت نیک سیرت اور درویش منش انسان تھے۔ اور انہیں کلانور کے مشہور بزرگ حضرت سید بڈھن شاہؒ سے گہری ارادت تھی اور میاں صاحب ان چند خوش نصیبوں میں سے تھے جن کو ہر وقت حضرت بڈھن شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اجازت تھی۔

میاں محمد امیر اللہؒ، نمبردار، ذیلدار ہونے کے علاوہ آنریری مجسٹریٹ، میونسپل کمیٹی کے چیئرمین اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر بھی تھے۔ آپ کے سر میاں محمد شفیع آف باغبانپورہ، لاہور (۱۸۶۹ء۔۱۹۳۲ء) کے ساتھ گہرے رابطہ تھے۔ آپ نے کئی دفعہ انجمن ارائیاں کے جلسوں کی صدارت بھی کی۔ اپنی گوناگوں مذہبی، ملی اور سیاسی خدمات کی بدولت ہر دلعزیز تھے۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی عزت کرتے تھے۔ جب کبھی گھر سے نکلتے تو بازاروں میں لوگ اپنے کاروبار چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک آپ نظروں سے اوجھل نہ ہو جاتے۔ بیماروں کی تیمارداری اور غریبوں کی مالی امداد آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آپ کا دستور تھا کہ روزانہ تہجد، نماز فجر اور تلاوت قرآن مجید سے فارغ ہو کر باہر زمینوں پر تشریف لے جاتے اور واپسی پر ملاقات کے لیے منتظر لوگوں سے ملاقات فرماتے اور ان کے کام سرانجام دیتے۔ دوپہر کا کھانا تناول فرمانے کے بعد آرام فرماتے اور ظہر کی اذان ہوتے ہی مسجد میں تشریف لے جاتے۔ نماز سے فارغ ہو کر حجرے میں قیام کرتے جہاں لوگ ملاقات کے لیے آتے جاتے۔

میاں صاحب کو حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے بیعت و خلافت کا شرف حاصل تھا مگر ساری عمر کسی کو بیعت نہیں کیا۔ پیر و مرشد کی نظر عنائیت سے کئی ایک عملیات و دم کی بھی اجازت تھی۔ مثلاً تلی کا علاج، سانپ کا کاٹا، بچھو کا کاٹا، کتے کا کاٹا، بجیراں، چنبل وغیرہ کا علاج دم سے کرتے تھے اور لوگ صحت یاب ہو جاتے تھے۔

میاں صاحب کو اپنے پیر و مرشد سے غائت درجہ عقیدت تھی۔ درحقیقت ''فنافی الشیخ'' تھے۔ آپ کے صاحبزادے میاں محمد صدیق کو شکار کا بہت زیادہ شوق تھا۔ کلانور سے دریائے راوی چار میل کے فاصلے پر ہے جہاں مرغابی وغیرہ کثرت سے ہوتی تھی۔ جب کبھی میاں محمد صدیق مرغابی، تیتر اور سرغاب وغیرہ شکار کر کے لاتے تو میاں صاحب وہ شکار حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی خدمت میں علی پور سیداں بھیج دیتے اور حضرت اظہار خوشنودی فرماتے۔

ایک دفعہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کلانور تشریف لائے تو کھانے کے وقت بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، میاں صاحب کو ساتھ لے کر اندرون خانہ تشریف لے گئے اور تیار شدہ کھانے پر دم کر دیا۔ پھر فرمایا کہ:۔

''اس پر چادر ڈال دو اور اس وقت تک چادر ڈالے رکھو جب تک لوگ کھانا نہ کھالیں''۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

چنانچہ سب لوگوں نے کھانا کھالیا اور کافی مقدار میں بچ بھی رہا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے آپ کی قربت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ حضرت قدس سرہ، کے برادر اکبر حضرت پیر سید نجابت علی شاہ (۱۹۱۸ء) کی اہلیہ وفات پاگئیں تو عرصے تک انہوں نے شادی نہ کی۔ ایک دفعہ میاں صاحب (میاں امیر اللہ) حضرت امیر ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ شاہ صاحب سے شادی کے لیے پوچھنا چاہیے۔ حضرت نے فرمایا: ''مجھ میں تو اتنی جرأت نہیں ہے، آپ خود دریافت فرمالیں''۔ چنانچہ میاں صاحب نے سید نجابت علی شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر شادی کے لیے گزارش کی تو وہ رضامند ہو گئے لیکن شرط یہ لگائی کہ ''لڑکی نجیب الطرفین سید زادی ہو اور شادی ایک ہفتہ کے اندر اندر ہونی چاہیے''۔ چنانچہ میاں صاحب، حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ خوشخبری سنائی اور رشتہ تلاش کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی۔

کلانور واپس آ کر میاں صاحب سید محمد حسین سجادہ نشین سید بڈھن شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی ہمشیرہ کے رشتہ کے متعلق بات چیت کی اور رشتہ طے پا گیا۔ بارات میں حضرت امیر ملت کے مریدوں اور عقیدتمندوں میں سے بڑے بڑے لوگوں نے شرکت کی۔

کلانور میں شادی کا سارا بندوبست میاں صاحب نے نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ آپ کی انہیں خدمات کی بدولت امیر ملت آپ پر خصوصی لطف و کرم فرماتے تھے۔

میاں صاحب نے ۱۹۲۱ء میں فریضہ حج ادا کیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کے روضہ اطہر پر اشکبار آنکھوں سے حاضری دی۔ عربوں کی دل و جان سے خدمت کیا کرتے تھے۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تہوار بڑی دھوم دھام سے منایا کرتے تھے۔ اس دن مٹھائی اور کھانا تقسیم کرتے اور جلسہ وجلوس کا اہتمام کرتے۔

آپ کا قد دراز، جسم پتلا اور رنگ سفید تھا۔ داڑھی مبارک سفید تھی۔ عام طور پر سفید پگڑی باندھا کرتے اور بہت خوش پوش تھے۔ باوجود رئیس ابن رئیس ہونے کے طبیعت میں بے حد انکسار تھا۔ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔

آپ کی وفات حسرت آیات کے بارے میں آپ کے پوتے میاں ارشاد احمد ایڈوکیٹ لاہور راوی ہیں کہ میری ہمشیرہ کی شادی کی تاریخ مقرر کرنا تھی۔ تاریخ مارچ کے پہلے یا دوسرے ہفتہ میں مقرر کرنے کا خیال تھا لیکن میاں صاحب نے فرمایا کہ:۔

"یہ تاریخ موزوں نہیں ہے۔ شادی کی تاریخ اس سے دو تین ہفتے پہلے مقرر کی جائے کیونکہ ہم نے خداوند کریم سے کچھ دنوں زندہ رہنے کی مہلت مانگی ہے"

چنانچہ شادی کی تاریخ ۲۴ فروری ۱۹۳۴ء مقرر کی گئی۔ شادی بخیر وخوبی انجام پائی۔ اس کے بعد ایک ہفتہ علیل رہ کر ۱۱ مارچ ۱۹۳۴ء مطابق ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ بروز اتوار قبل اذان فجر خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

نماز جنازہ حسب وصیت مولوی محمد یوسفؒ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ چار دفعہ ادا کی گئی کیونکہ بے شمار لوگ اردگرد سے چلے آرہے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، بھی فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لائے اور واپسی پر شہر سے دو میل دور تک بے شمار لوگ رخصت کرنے کے لیے آئے اور حضرت بھی ان لوگوں کے ساتھ دو میل پیدل ہی چلے"۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۰۴،۷۴۸۔

۲۔ قلمی حالات مرتبہ میاں ارشاد احمد ایڈوکیٹ لاہور (نبیرہ میاں صاحبؒ) مملوکہ مصنف

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید محمد غوث سکھو چکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۷۱ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۳۶ء

الحاج مولانا حکیم پیر سید محمد غوث بن مولانا حکیم سید برکت علی سہروردیؒ کی ولادت ۱۲۸۸ھ بمطابق ۱۸۷۱ء میں موضع آوانکہ متصل دینانگر ضلع گورداسپور (بھارت) میں ہوئی۔ تاریخی نام منظور محمد اور عرفی نام محمد غوث تھا۔ سلسلہ نسب ۳۸ واسطوں سے حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے جاملتا ہے۔

آپ کے والد ماجد نہایت متقی، پرہیزگار، عالم باعمل اور طبیب اکمل تھے۔ آپ نے قرآن مجید مع ترجمہ اور عربی و فارسی کی دیگر کتابیں والد گرامی سے پڑھیں۔ ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۳ء میں والد گرامی نے رحلت فرمائی تو آپ کا سلسلۂ تعلیم منقطع ہوگیا۔ برادر خورد سید احمد غوث کی عمر صرف تین سال کی تھی۔ کوئی سرپرست نہ تھا، ان پریشان کن حالات میں آپ کے والد گرامی کے مخلص مریدوں جو موضع طور تحصیل گورداسپور میں تھے۔ انہوں نے آپ کی ہر قسم کی سرپرستی کا بیڑا اٹھایا۔ چنانچہ آپ نے مولانا الف دین دینانگری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ پھر لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں مختلف اساتذہ سے تکمیل علم کی۔ اور کتب طب قانون شیخ تک مولانا حکیم شمس الدین لدھیانویؒ اور مولانا حکیم محمد امام الدینؒ سے پڑھیں۔ بعد از فراغت اپنے چھوٹے بھائی سید احمد غوث کو قرآن پاک حفظ کرایا اور علوم دین سے فائز المرام فرمایا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء میں سکھو چک ضلع گورداسپور (حال ضلع نارووال) میں تشریف لائے تو مسلمانان سکھو چک نے اپنے ہاں سکونت اختیار کرنے کے لیے مجبور کیا۔ چنانچہ آپ اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت حاصل کر کے سکھو چک جلوہ افروز ہو گئے۔ اور ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۷ء تک محض لوجہ اللہ خدمت دین کی اور عوام کو علم کی برکت سے بہرہ ور فرمایا۔ طبابت میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ اعلیٰ درجہ کے نباض تھے۔ علاقہ بھر کے لوگ آپ سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ آپ کا وجود دینی و دنیوی حاجات کے لے مرجع خاص و عام تھا۔ ہندو مسلمان سب آپ کے گرویدہ تھے اور دیدہ و دل فرش راہ کرتے تھے۔ غریبوں کی دستگیری اور یتیموں کی سرپرستی آپ کا شعار تھا۔

ضلع گورداسپور میں آپ کے پایہ کا کوئی عالم نہیں تھا۔ فرقہ وہابیہ اور شیعہ آپ کا نام سن کر لرزہ براندام ہو جاتے تھے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے مناظر تھے۔ بحر علمی کا یہ حال تھا کہ علمائے لاہور و امرتسر حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکیؒ (۱۸۵۰ء۔۱۹۲۰ء) مولانا غلام قادر بھیرویؒ (۱۸۴۹ء۔۱۹۰۹ء) مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی امرتسریؒ (۱۸۵۳ء۔۱۹۳۳ء)، مولانا غلام احمد اخگر امرتسریؒ (۱۸۶۴ء۔۱۹۲۷ء) مولانا پیر خیر شاہ امرتسریؒ (۱۸ء۔ ۱۹۲۰ء) مولانا پیر سلام الدینؒ (ف ۱۹۴۸ء) خطیب جامع مسجد میاں محمد جان امرتسر اور مولانا ابو یوسف عبدالصمد رحمہم اللہ علیہم جیسے مقتدر حضرات نے آپ کو ''شمس العلماء'' کے خطاب سے نوازا تھا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو ۱۱ مئی ۱۹۱۱ء بروز جمعرات برموقعہ سالانہ اجلاس علی پور سیداں اجازت وخلافت سے نوازا تھا۔ اور کئی دفعہ آپ کی تقریر دلپزیر سے خوش ہو کر دستار مبارک اور نقری تمغے عنایت فرمائے۔ علاوہ ازیں آپ کو حضرت پیر سید

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جماعت علی شاہ ثانی علی پوریؒ (۱۸۶۰ء۔۱۹۳۹ء) حضرت قاضی سلطان محمود اعوان شریف (۱۸۳۷ء۔۱۹۱۹ء) حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ (۱۸۵۹ء۔۱۹۳۷ء) اور حضرت پیر سید نجم الدین آف دوکوہا سے بھی خلافت واجازت تھی۔

عالم، فاضل، حکیم اور طبیب ہونے کے ساتھ ساتھ آپ اعلیٰ درجے کے ادیب بھی تھے۔ آپ کے مضامین اکثر اخبار ''الفقہ'' امرتسر اور ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ فن مناظرہ میں تو مہارت تامہ حاصل تھی۔ ۱۹۱۲ء میں موضع فنڈر تحصیل رنبیر سنگھ پورہ ضلع جموں (حال مقبوضہ کشمیر) میں جو مناظرہ ہوا، اس نے آپ کی دھاک دچار سو بٹھادی۔ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی آپ کا اشہب قلم خوب دوڑا۔ مندرجہ ذیل تصانیف یادگار چھوڑیں:۔

۱)۔ ''آفتاب محمدی دَر رَدِ غیر مقلداں'' یہ کتاب فرقہ باطلہ وہابیہ کے رد میں پنجابی زبان میں منظوم قلمبند فرمائی تا کہ معمولی پڑھے لکھے لوگ بھی استفادہ کرسکیں۔

۲)۔ مثنوی ہدیۃ السالکین

۳)۔ مراد العاشقین دیوان غوث

۴)۔ الجرح علی البخاری۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو شعروشاعری کا وہ پاکیزہ ذوق عطا فرمایا تھا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ تمام عمر نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مناقب اہل بیت اطہار وصحابہ کبار واولیاء کرام کے سوا کوئی نظم نہیں لکھی۔ اکثر اوقات نماز تہجد کے بعد غلبہ محبت رسول اکرم علیہ التحیۃ والثناء میں سرشار ہو کر پرنم آنکھوں سے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کرتے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ادعوک کل یوم یا سید الانام
تا زندہ ام نگردم من ہذا العقیدہ
اذیت فی فراق اعتینی بلطف
آب حیات و صلت بر میستم چکیدہ
مزید عرض کرتے
جمالک فی عینی و ذکرک فی فمی
وحبک فی قلبی فاین لغیب

حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی شان اقدس میں آپ نے عربی، فارسی، اردو اور پنجابی میں بے شمار قصائد لکھے۔ ذیل میں ایک پنجابی قصیدہ نقل کیا جاتا ہے، جسے بارگاہ امیر ملت قدس سرہ، سے شرف قبولیت بھی حاصل ہے۔

میں صدقے جاں اس مرشد دے جس سبق پڑھایا الا اللہ
کر دور سیاہی اندر دی وچ چانن لایا الا اللہ
جس دور کیتا وسواساں نو جھب روناں پیاختاساں نوں
بر لایا دل دی آساں نوں جی وچ بسایا الا اللہ
اوہ مرشد صورت نوی اے جہدے ڈٹھیاں قرب حضوری اے
اوہدی رب اگے منظوری اے وہ مزا چکھایا الا اللہ
اوہدی حافظ ذات الہی ہے اوہدا نام جماعت شاہی ہے
وچ باطن بے پرواہی ہے سینے نور سمایا الا اللہ
او عارف پاک ربانی اے اوہ ولیاں وچ لاثانی اے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اوہدی چن جیہی پیشانی اے وچ نقش لکھایا الا اللہ

اوہ پیر علی پور والا ہے اوہدا شان مبارک اعلیٰ ہے

اوہدا ملکاں وچ اجالا ہے سر چھتر سہایا الا اللہ

اُس جگ وچ نور کھنڈا یا اے بے سمجھاں نوں ولی بنایا اے

بے خبراں دین سکھایا اے بھر بھر جام پلایا الا اللہ

اس بگڑے کم سوارے نے کئی ڈبدے جاندے تارے نے

بن گئے خدا دے پیارے نے جد ذکر کمایا الا اللہ

ہاں سائل کئی جیھنے دے بھر نو ر دئیں وچ سینے دے

جیویں تینوں وچ مدینے دے پر نور بنایا الا اللہ

محمد غوثؔ تے کریں نگاہ شاھا ہو خودی غرور فنا شاہا

تیں اوپر فضل الہ شاہا خوش رنگ چڑھایا الا اللہ

آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔نہایت متقی،متبع شریعت اور واقف اسرارِ طریقت تھے۔مزاج مبارک میں حد درجہ تواضع تھی۔نہایت سخی تھے۔غرباء کا علاج مفت کرتے تھے بلکہ خوراک کا بندوبست بھی فرماتے تھے۔خدمت خلق آپ کا شعار تھا اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست

بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

آپ کی وفات حسرت آیات ۹ شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء بروز پیر بعد نماز عصر سکھو چک تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ (حال ضلع نارووال)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

میں ہوئی۔ مزار مقدس مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے صاحبزادے سید محمد حسین ظفرؒ (ف ۱۹۷۸ء فیصل آباد) نے آپ کی یہ تاریخ وصال کہی۔

چشمِ دُنیا چرا است گریہ کناں
از غمِ کیست چاک حبیبِ جہاں
شور ماتم چرا است در ہر جا
بے قرار است قلب ہر انساں
گشت ویراں گلشن آفاق
شد پریشاں سنبل و ریحاں
چشم وا مانند نرگس از حیرت
سرو ایستادہ بادلِ حیراں
والدی سید محمد غوث
ہادی خلق مرشد دوراں
قدوۂ عارفاں فی الدرجات
شبلیٔ وقت با یزید زماں
کرد پرواز بلبل رُوحش
شد ز دنیا بسوئے باغِ جناں
بود ہمچو جنابِ جدِ امجد
مونسِ بے کساں و خستہ رواں
از دہاں می فشاند برگ گُل

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

چوں نمودے تلاوتِ قرآں

وعظ گفتے چوں از کلام اللہ

بحرِ توحید می نمود رواں

"بے بدل مداحِ پیغمبر"

۱۳۵۵ھ

ہست تاریخِ آں ولئ زماں

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۰۴

۲۔ "انوارِ لاثانی" مطبوعہ لاہور ۱۳۶۴ھ ص ۲۳۲، ۲۳۳

۳۔ "گلزارِ مدینہ" مطبوعہ لاہور ۱۳۳۷ھ ص ۶۵۔

۴۔ "مراد العاشقین" از سید محمد غوث مطبوعہ اردو ڈائجسٹ پرنٹرز لاہور ص ۱۰۶

۵۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور بابت جون ۱۹۱۱ء ص ۸۔

۶۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ بابت مئی ۱۹۴۰ء ص ۲

۷۔ مکتوب گرامی حضرات الحاج پیر محمد عبد الحمید خان" از ظفروال بنام مؤلف محررہ ۱۴ اگست ۱۹۷۶ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

خواجہ احمد شاہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۳۶ء

حضرت خواجہ احمد شاہ بڑے عالم، نیک، متقی اور پارسا بزرگ تھے۔ بہت لوگوں کو فیض پہنچایا اور داخل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ کر کے پکا دیندار بنایا۔ آپ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ ہال بازار امرتسر (بھارت) میں کتابوں کی دکان تھی اور اپیل نویسی کا کام بھی کرتے تھے۔

استاذی حکیم ملت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوری (۱۹۲۷ء۔۱۹۹۹ء) کے ارشاد کے مطابق آپ کی وفات حسرت آیات ۱۹۳۶ء کے لگ بھگ ہوئی۔ واللہ اعلم۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' از سید اختر حسین علی پوری پروفیسر محمد طاہر فاروقی مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۳۷۔

۲۔ ''تذکرہ شہ جماعت'' از سید حیدر حسین علی پوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۴۷۔

۳۔ ''گلزار مدینہ'' از مولانا محمد عظیم فیروز پوری مطبوعہ لاہور ۱۳۳۷ھ ص ۱۶۳۔

۴۔ ''برکات علی پور شریف'' از پیر خیر شاہ امرتسری مطبوعہ امرتسر (حال بھارت) ۱۳۲۶ھ ص ۱۵، ۱۶۳۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۵۔ مکتوب گرامی الحاج ڈاکٹر محمد یسین راولپنڈی بنام مؤلف محررہ ۱۲ جنوری ۱۹۷۷ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پیر زہیرؔ عاقل شاہی میسوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۳۷ء

آفتاب میسور پیر سید شاہ قلندر پیراں قادری نقشبندی المعروف زہیرؔ عاقل شاہی درگاہ شریف چنپٹن ضلع بنگلور، ریاست میسور (بھارت) کے سجادہ نشین اور سلاطین میسور کے مرشد زادہ تھے۔ آبائی سلسلہ قادری تھا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے بھی سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ میں خلافت یافتہ تھے۔

زہیرؔ عاقل شاہی نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی زیر قیادت مذہبی، ملی اور سیاسی تحریکوں میں بھرپور کردار ادا کیا۔ مرکزی خلافت کمیٹی کے نائب صدر کی حیثیت فعال رہے۔ انسداد فتنہ قادیاں کے لیے تقریری و تحریری میدان میں مؤثر اور قابل ذکر کام کیا۔ نظم ونثر میں کئی کتابیں لکھیں جو طبع بھی ہوئیں مگر سب کی سب نایاب اور عنقا ہیں۔

۱۹۳۴ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، جب میسور تشریف لائے تو مخالفین کے ایما پر شہر میسور کے کسی فرضی نامہ نگار نے "اخبار مدینہ" بجنور میں یہ گمراہ کن خبر چھپوا دی کہ "پیر جماعت علی شاہ نے عصر کی فرض جماعت ترک کر کے اپنا سارا وقت وعظ و نصیحت میں گزار دیا اور باوجود آگاہی کے اس طرف توجہ تک نہ دی"۔ حضرت زہیر عاقل شاہیؒ نے "اظہار حق" کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا جس میں اس کذب و افتراء کی پرزور تردید کی گئی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، جب بھی میسور کے علاقہ میں تشریف لاتے تو آپ ان کے قدموں کے ساتھ ساتھ رہتے اور جلسوں سے خطاب فرماتے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

شعر و شاعری سے خاصی دلچسپی تھی۔ افسوس کہ آپ کی کوئی کتاب دستیاب نہیں ہو سکی۔ ۱۳۴۸ھ ۱۹۲۹ء میں غازی علم الدین شہیدؒ کی شہادت پر آپ نے جو بے مثال قطعہ تاریخ کہا وہ نقل کیا جاتا ہے۔

ہزار آفریں لاکھوں ستائش تجھ پر
تو عشق سرورؐ عالم میں لے گیا بازی
کیا جو اہل بدر نے وہ کام تو نے کیا
نہ کیوں ہو خلد بریں میں تیری سرفرازی
سر اپنا اونچا کیا تیری سر فروشی نے
دلوں میں شمع شہادت ہے تیری جانبازی
ہیں تر زباں تیری مدحت میں مسلم دہر
ہوں چینی رومی وہندی کہ مصری و تاتاری
یہ اک مثال ہے تیری حیات ابدی پر
تھی تیری نعش نکل کر بھی قبر سے تازی
سن شہید ملت یہ یادگار ہے
ہے ہجری عیسوی سال شہادت غازی
سر ادب سے سنایا ہے قدسیوں نے زہیر
"زہے تقاضہ قسمت" "شہید ہو غازی"

۱۹۲۸+۱ = ۱۹۲۹ء ۱۳۴۸ھ

حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے آپ کو جو عقیدت و محبت تھی وہ ذیل کی منقبت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

سے ظاہر ہے۔

تذکرہ خلق میں اب شام و سحر کس کا ہے
آج ہر دیدۂ مشتاق میں گھر کس کا ہے
آج ہر قلبِ مصفا میں گزر کس کا ہے
آج پھر شان و تجمل سے سفر کس کا ہے
کون بیٹھا ہے یہاں شاہ جماعت بنکر
بزمِ اسلام میں اللہ کی رحمت بنکر
ہند میں کس کو علی ابن علیؓ کہتے ہیں
سندھ و پنجاب و دکن حق کا ولی کہتے ہیں
کس کو گلزار نبوت کی کلی کہتے ہیں
کس کے کوچہ کو ہدائیت کی گلی کہتے ہیں
دھوم سے خلق میں اللہ کا پیارا پھر
حق کے محبوب کی آنکھوں کا ستارا ہے پھر
تجھ سے کیوں زندہ نہ ہو دین رسول عربیؐ
تو ہے ہمنام علیؓ ابنِ علیؓ سبطِ نبیؐ
وصف عثمانؓ بھی تیرے میں ہے اور خوئے علیؓ
کیوں نہ خور سند رہیں تیرے سے عثمانؓ و علیؓ
کفرو الحاد کے آثار مٹائے تو نے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دین و عرفان کے اسرار دکھائے تو نے
مسجدیں تیری ہدایت سے ہوئیں پھر مخمور
پھر برسنے لگا ہر منبر و محراب سے نور
مئے عرفان سے رہا ہر دل مسلم میں سرور
بادۂ عشق و محبت سے ہیں سارے مخمور
بادۂ مہر جب آنکھوں سے چھلک جاتا ہے
گردش ساگر عرفاںؑ کا مزہ آتا ہے
تجھ سے پھر مسجد و محراب نے پائی رونق
پھر پڑھے جانے لگے حکمت و عرفاں کے سبق
خنجر عشق سے پھر ہونے لگے سینے شق
چشم باطن میں سمانے لگا حسن مطلق
غش پہ غش کھاتے ہیں یاروں نے ترے کیا دیکھا؟
تیری صورت میں کہیں یار کا جلوہ دیکھا
ہند سے سوئے دکن قدسی بشر آیا ہے
حیدر آباد میں حیدرؓ کا پسر آیا ہے
خلق کہتی ہے ہدایت کو خضر آیا ہے
نخل امید میں بن بن کے ثمر آیا ہے
پھول یک پل میں تمناؤں کے کھل جاتے ہیں
بندے بھٹکے ہوئے اللہ سے مل جاتے ہیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جب ہدایت کے لیے گھر سے سفر کرتے ہیں
دل اغیار میں کس لطف سے گھر کرتے ہیں
جب سیہ کاروں پہ رحمت سے نظر کرتے ہیں
ہتھیلیاں قدموں پہ ایثار گہر کرتے ہیں
جب نگاہوں سے ہدایت کی جھلک ہوتی ہے
ہر مس قلب میں کندن کی دمک ہوتی ہے
آمدورفت سے تیری یہ زمین ہے پرنور
چشم و دل بن گئے ہیں پھر جلوہ گر نور سرور
کیوں حضوری سے تری فیض نہ پائیں گے حضور
شرف دید ترا باعث رحمت ہے ضرور
بزم اقدس کو تری خلد کو نسبت کیا ہے
سامنے اس کے وہ جنت کی حقیقت کیا ہے
ہے وہاں کوثر و تسنیم یہاں آبِ بقا
حورو غلماں وہاں اور یہاں قرب خدا
شہد و شیر وہاں اور یہاں نور ہدی
مئے گل رنگ وہاں یاں نگہ ہو ش ربا
فخر جو تیری حضوری کا یہاں رکھتے ہیں
باغ فردوس کی پروا وہ کہاں رکھتے ہیں
آج پھر پیر علی پور سفر کرتے ہیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اپنے مشتاقوں کو مجبور ادھر کرتے ہیں
جب وہ غمگینوں پہ رحمت سے نظر کرتے ہیں
سب یہ کہتے ہوئے ایثار گہر کرتے ہیں
یہ جہاں جائیں زہیرؔ حفظ خدا یار رہے
فضل حق جملہ مصائب سے نگہدار رہے

حضرت زہیرؔ عاقل شاہی نے سترہ اٹھارہ دن کی علالت کے بعد مئی ۱۹۳۷ء میں شہر میسور میں انتقال فرمایا۔ بعد نماز جمعہ مسجد درگاہی میسور میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ارادتمندان منڈیا نے بصد منت ورثاء ۵ بجے شام جنازہ منڈیا لا کر سپرد خاک کیا۔

ماخذ

۱۔ تذکرہ شاہ جماعت" از فیاضؔ بلگوڈوی مطبوعہ میسور ۱۹۵۴ء ص ۲۰۷، ۲۱۳۔

۲۔ "آفتاب عالمتاب" از بخشی مصطفی علی خاں مطبوعہ کراچی ۱۹۶۳ء ص ۳۱۔

۳۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ بابت فروری ۱۹۳۰ء ص ۲۵ تا ۳۱ جون ۱۹۳۷ء ص ۴۰۔

۴۔ "تذکرہ شعرائے جماعتیہ" از محمد صادق قصوری مطبوعہ برج کلاں (قصور) ۲۰۰۶ صفحہ ۴۶ تا ۴۹۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید جعفر علی کلانوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۴۰ء

حضرت سید جعفر علی کلانور ضلع گورداسپور (حال مشرقی پنجاب، بھارت) کے رہنے والے اور حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے حقیقی ماموں زاد بھائی اور خلیفہ تھے۔ کلانور اور بیکانیر کے علاقہ میں سلسلہ عالیہ کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ آپ کی وفات حسرت آیات ۱۹۴۰ء میں ہوئی اور بیکانیر (راجھستان، بھارت) میں مزار مقدس بنا۔

۱۱۵گست ۱۹۴۰ء کو حضرت امیر ملتؒ کے مریدان باصفا سید فیض محمد بیکانیریؒ اور منشی عمر الدین شیدا بیکانیریؒ نے احباب کے ہمراہ آپ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ ختم خواجگان پڑھا، دعا کی اور نعت خوانی بھی ہوئی۔ اس کے بعد سید فیض محمد نے یہ قصیدہ آپ کی شان میں پڑھا ہے۔

کیا گلِ باغِ طریقت کا یہ اک انبار ہے
یا خدا کوئی مزار پاک پر انوار ہے
آج ہے کیا رحمت باری تعالیٰ کا نزول
آج ہر زائر محبت میں جو یوں سرشار ہے
منبع فیضان عجب تھے سید جعفر علی!
جن کا یوں پر فیض قائم آج یہ دربار ہے
اس کو سونا چھوڑ کر جو جا بسے باغ جناں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

وہ یہی تو باغباں تھے جن کا یہ گلزار ہے
ان کو تھی یاران بیکانیر سے الفت کمال
ان کا رہنا بھی یہاں کب خالی از اسرار ہے
ان کے پرتو سے چمک اٹھا ہے ذرہ ذرہ آج
ان کے جلوہ سے ہی روشن ہر درو دیوار ہے
فیض اپنا جانشیں ہم کو دیا وہ شیخ نے
سلسلہ میں ان کے جو یکتا ہے اور سردار ہے

منشی عمرالدین وکیل شیدا بیکانیری نے بھی ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے۔

غم میں اس پردہ نشیں کے شیشہ دل چور ہے
کیا کرے کچھ بس نہیں چلتا ہے یہ مجبور ہے
جب سے پردہ آپ نے ہم سے کیا ہے سیدی
چشم بھی گریاں ہمارا قلب بھی رنجور ہے
شیخ کا اپنے انہوں نے نام روشن کر دیا
یہ وہ ہی بستی ہے یارو جو بہت مشہور ہے
وہ پلایا جام الفت آپ نے مولا ہمیں
آج جو محفل میں ہے وہ مست اور مسرور ہے
دیکھ کہ جلوہ تمہارا ہو گئے بے ہوش سب
جلوۂ پردہ نشیں کیا برق کوہ طور ہے
وہ مئے عرفاں ملی ہے شیخ سے اپنے تمہیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پس پلا دی جسکو تم نے مست اور مسرور ہے
پیر بھائی بھی ہیں یہ اور خادمِ دیرینہ بھی

آپ کی خدمت کی خاطر ایک اک مامور ہے
رات دن رحمت برستی ہے مزار پاک پر

حضرت جعفر کا روضہ روضہ پر نور ہے
حاضری اپنی ہوئی ہے آج اس دربار میں

آج شیداؔ ہر بلا اپنی پرائی دور ہے
فیض ہے شیخِ علی پوری کا شیداؔ دیکھ لو

آج بیکانیر میں یہ دولت مستور ہے
ہو مبارک تم کو شیداؔ مل گئی ہے شیخ سے

اللہ اللہ کی وہ دولت جو سراپا نور ہے

ماخذ

۱۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ بابت ستمبر ۱۹۴۰ء ص ۱۶، ۲۸ تا ۳۰۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا محمد وقی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

۔۔۔۱۹۴۰ ۔ ۴۱

مولانا محمد وقی پانی پت (بھارت) کے رہنے والے تھے۔ شیعہ مذہب سے تعلق رکھنے کی وجہ سے علماؤ مشائخ اہلسنت کے بارے میں بدگمانی کا شکار تھے۔ میانوالی میں جبکہ آپ نقل نویس کی آسامی پر فائز تھے، ایک دفعہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، اس علاقہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ آپ بھی حضرت اقدس کا وعظ سننے کے لیے تشریف لے گئے۔ دوران وعظ حضرت والا مرتبت کی نظر کیمیا اثر آپ پر پڑی تو شیعہ مذہب سے تائب ہو کر حلقہء غلامی میں داخل ہو گئے اور پھر اجازت و خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔

آپ ہر سال بلاناغہ علی پور شریف سالانہ جلسہ پر حاضر ہوتے تھے۔ یاران طریقت سے بہت محبت کا اظہار فرماتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالمجید قصوری (۱۸۸۲ء۔ ۱۹۵۶ء) سے خصوصی روابط فرماتے تھے۔ حضرت الحاج مولانا ذاکر علی رہتکی (۱۹۰۲ء۔ ۱۹۷۹ء) نے بھی آپ سے روحانی استفادہ کیا۔

۱۹۳۷۔۳۸ء میں پنشن لے کر سونی پت میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ یہاں محلہ پیرزادگان میں آپ کی شادی ہوئی تھی اور آپ کی دختر نیک اختر کی شادی بھی اسی محلہ کے رہنے والے ماسٹر مہدی حسن صاحب سے ہوئی تھی۔ اسی قیام کے دوران بہت سے لوگ آپ کے حلقہء ارادت میں شامل ہوئے۔ قریب کی مسجد میں بعد نماز مغرب حلقہ بھی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کرایا کرتے تھے۔ تصوف کے موضوع پر بہت بڑا کتب خانہ تھا۔

۱۹۴۰ء-۴۱ میں آپ کی رحلت ہوئی اور پانی پت میں مدفون ہوئے جہاں آخری بیماری میں ان کے عزیز واقارب پانی پت لے گئے تھے۔ وصال سے قبل وصیت فرمائی کہ ان کے تمام کتابیں حاجی ذاکر علی صاحب رہتکی رحمۃ اللہ علیہ کو دے دی جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ماخذ

۱۔ مکتوب گرامی حاجی ذاکر علی صاحب از کراچی بنام مؤلف محررہ ۱۴ مارچ ۱۹۷۸ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پیر حیات محمد سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۴۲ء

حضرت پیر حیات محمد بن پیر بہار شاہ کی ولادت سیال کوٹ میں ہوئی۔آپ کے آباؤ اجداد بیج وہاڑہ (کشمیر) کے رہنے والے تھے۔ چند پشت اوپر بزرگ وہاں سے نقل مکانی کر کے سیال کوٹ کے دیہات میں مقیم ہو گئے تھے۔آپ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے خصوصی مرید اور اکابر خلفاء میں سے تھے۔۱۲ مئی ۱۹۳۹ء بروز جمعۃ المبارک بر موقعہ سالانہ اجلاس علی پور شریف، حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو دوبارہ خلافت سے نوازا ہمیشہ خصوصی شفقت فرماتے رہے۔آپ نے بھی دین کی سر بلندی کے لیے بڑی خدمات انجام دیں۔

آپ بڑے متقی، بزرگ، شب زندہ دار، صاحب کرامت ولی اللہ، خوش وضع، خوش خلق اور اسم با مسمی تھے۔علم باطن میں بحرِ بیکنار تھے۔مجلس میں رونق افروز ہوتے تو مجلس منور ہو جاتی۔بہت باحیا اور صاحب اسرار تھے۔حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے کشمیر کے دوروں میں آپ ہمراہ ہوتے اور حضرت کے مواعظ حسنہ کا کشمیری زبان میں ترجمہ کر کے عوام کو مسحور کرتے۔خود بھی اکثر کشمیر کے دوروں پر تشریف لے جاتے اور وعظ و نصیحت سے خلق خدا کو فیض یاب فرماتے۔آپ نے اپنی عمر شریف کا بیشتر حصہ مخلوق خدا کی خدمت، دین حقہ کی رہنمائی اور سلسلہ عالیہ کی ترویج میں بسر فرمایا اور تمام ملی تحریکوں میں پیر و مرشد کی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

زیر قیادت حصہ لیا۔ ۱۹۳۲ء میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ شریف سے مشرف ہوئے۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۱ جمادی الاثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۴۲ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب ہوئی۔ وفات کی خبر آناً فاناً شہر سیالکوٹ میں پھیل گئی۔ اور یاران طریقت ملک عبدالعزیز کوٹلوی، عبدالکریم اور نظام الدین موٹر سائیکل کے ذریعے علی پور شریف پہنچے اور حضرت امیر ملت قدس سرہ، کو رحلت کی خبر دی۔ دوسرے دن چار بجے بعد نماز عصر محلہ کچی مسجد سے جنازہ اٹھایا گیا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، تشریف لائے اور پیر صاحب مرحوم کے چہرہ کو دیکھا جو نہایت نورانی تھا۔ فقیہہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلوی (۱۸۶۱ء۔ ۱۹۵۱ء) مولانا مفتی نور الحسن (۱۸۶۰ء۔ ۱۹۵۵ء) خطیب جامع مسجد ملا عبدالحکیم مولانا امام الدین رائے پوری (۱۸۶۷ء۔ ۱۹۵۲ء) ایڈیٹر ''انوار الصوفیہ'' مولانا عبدالغنی خطیب دو دروازہ (ف ۱۹۴۳ء) مولانا محمد یوسف سیال کوٹی (۱۹۶۸ء) مولانا سید ابو البرکات سید احمد قادری لاہوری (۱۹۰۱ء۔ ۱۹۷۸ء) و دیگر علماء کرام کے علاوہ ہزاروں افراد کے اشکوں کے ہجوم میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے نماز جنازہ پڑھائی اور خود بہ نفس نفیس پیر صاحب کے جنازہ کو اپنا کندھا دیتے ہوئے قبر تک پہنچے۔ اور اپنے روبرو اپنے محبوب خلیفہ کو سپرد خاک فرمایا۔ ماسٹر خواجہ محمد کرم الٰہی سیالکوٹی (۱۸۸۰ء۔ ۱۹۵۹ء) و دیگر دو ساتھیوں نے قبر میں اتارا۔ قبر میں اترتے وقت چہرۂ انور منور و نورانی تھا۔

آپ کی رحلت پر ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیالکوٹ نے اپنی اشاعت ماہ جولائی ۱۹۴۲ء صفحہ ۳۳ پر یوں تعزیتی شذرہ لکھا:۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

انتقالات

کل من علیھا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

''ناظرین کرام! ہمارے سلسلہ میں کون نہیں جانتا کہ عالی جناب حضرت مولانا الحاج پیر حیات محمد صاحب سیال کوٹی خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علی پوری دامت برکاتہم نہایت مقبول و معروف ہستی تھے۔ عرصہ دراز سے مسلسل البول بیمار تھے۔ چنانچہ ہر ماہ کے رسالہ میں ان کی صحت مزاج وہاج کے لیے آپ حضرات سے التماس کی جاتی تھی۔ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۴۲ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب اس دارالمحن سے دارالسرور کو تشریف لے گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون''

اپنی زندگی میں نہایت زاہد و متورع و بزرگ الغرض ہر وصف و خلق پاکیزہ سے متصف تھے۔ نہایت پاک دل و سادہ مزاج ہونے کے علاوہ مہمان نواز و متواضع تھے۔ مگر جو منظران کے جنازے کا تھا وہ صاف بتلا رہا تھا کہ یہ مرحوم و مغفور وجود ہے۔ حسن اتفاق سے ہی بڑے بڑے شاندار و مقتدر حضرات علمائے کرام جنازہ پر تشریف فرما ہوئے۔ ہفتہ کے دن ۴ بجے بعد دوپہر دائرہ ککے زئیاں میں ہزارہا مومنین و حفاظ و علماء کی شمولیت میں عالیجناب جامع الشریعت والطریقت شناور بحر حقیقت و معرفت اعلیٰ حضرت امیر الملت سرکار علی پوری مدظلہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور جنازہ مرحوم کو قبل و بعد نماز کندھا مبارک دیا اور قبر مرحوم کے کنارہ پر بیٹھ کر اپنے مقبول و محبوب کو سپرد خاک کیا۔ یہ منظر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

بالخصوص کسی خوش نصیب کو حاصل ہوتا ہے۔ قبر میں اتارنے کا شرف مخدومنا ومکرمنا حضرت مولینا خواجہ محمد کرم الٰہی صاحب ومیاں محمد باقر صاحب ومہر محمد دین صاحب کو حاصل ہوا۔ مرحوم کا قبر شریف میں جاتے وقت چہرۂ انور نہایت منور ونورانی تھا۔ ایسے بزرگوں کے لیے موت بحکم الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب محبوب کے ملنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ حضرت پیر صاحب مرحوم نے اپنی وفات سے قبل پورے دو دن رات کسی کی طرف مخاطب ہو کر کلام نہیں کی۔ اپنے آپ کو اپنے مولا حقیقی کی طرف متوجہ کر کے ذکر وفکر شکر مراقبہ میں مشغول رہے۔ آپ کے چار صاحبزادے ہیں۔ محمد خلیل، محمد جمیل، محمد بشیر و محمد شریف۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اقبال مند بنا دے اور اپنے والد مرحوم کے قدم بقدم چلا دے تا کہ سلسلہ کی کمی کو جو آپ کی وفات سے ہوئی ہے، پورا کر دے۔ آپ کے چہلم کے ختم شریف کی تاریخ ۲۲ رجب المرجب مطابق ۲۲ ساون مطابق ۶ اگست ۱۹۴۲ء قرار پائی ہے۔ ہر ارادہ تمند و دوست کا فرض ہے کہ وہ تاریخ مقررہ پر تشریف لا کر مجلس ختم شریف کی رونق کو دوبالا کریں"۔

آپ کے برادر طریقت پروفیسر حامد حسن قادریؒ (۱۸۸۷ء۔۱۹۶۴ء) نے مندرجہ ذیل قطعات تاریخ وصال کہے۔

"بسم اللہ الکافی العظیم"

۱۳۶۱ھ

"تواریخ وصال ابدی"

۱۳۶۱ھ

"مرقد پاک مولینا الحاج پیر حیات محمد صاحب"

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۳۶۱ھ

"طاب ثراهٗ و انا راللہ بر حانه در ائما"

۱۳۶۱ھ

یُلَقَّوْنَ فِیهَا تَحِیَّةً وَ سَلَامًا خٰلِدِینَ (سورہ فرقان آخری آیات پارہ: ۱۱)

کَانَ فِیْ الدُّنیَا وَ لِیاً مُرشِدا

قَدْ جَزَاہُ اللّٰهُ بِالْفَوزِ الْعَظِیمُ

قُلْتُ تَارِیخاً اِزَا فَاتِ الْحَیَاتِ اَدْ خُلَهُ اللّٰهُ جَنَاتِ النَعِیم

برفتی اے حیات خاصہ خاصان اہل اللہ

جوارِ رحمتِ خلاقِ عالم جائے تو بادا

بدنیا دستِ خود دادی بدست قبلہء عالم

بعقبیٰ سایہ داماں او ملجائے تو بادا

بدنیا نخلِ بند گلشن صدق و صفا بودی

بعقبیٰ فیض و لطف حق چمن آرائے تو بادا

ہمیں سال وصالت ہم دعائے مغفرت باشد

کہ می گویم "نسیمِ خُلد جاں افزائے تو بادا"

۱۳۶۱ھ

فقیہِ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلویؒ (۱۸۶۱ء۔۱۹۵۱ء) نے بھی تاریخ رحلت کہی

"تاریخ وصال پاک" ۱۳۶۱ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

"قبلۂ عصر عاشقِ شاہِ لولاک" ۱۳۶۱ھ

"زُبدہ ملک" ۱۳۶۱ھ

پیر حیات محمد صاحب قدس سرہ، ۱۳۶۱ھ

سنِ ہجری

چوں ازیں دار فنا پیر محمد حیات
روئے خود از ہمہ احباب بپو شیدو نہفت
بہر تاریخ وصالش چوں نگوں کر دم سر
"رفت در جنتِ جاوید" دلم سالش گفت

۱۳۶۱ھ

سنِ عیسوی

پیر ما عالی گہر والا مقام
رفت از دنیا سوئے دار السلام
بہر سال رحلت اُ فی البدیہہ
گفت ہاتف، "بے مثل ذی احترام"

۱۹۴۲ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۳۷

۲۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۴۷

۳۔ ''گلزار مدینہ'' مطبوعہ لاہور ۱۳۳۷ھ ص ۶۳

۴۔ ''تذکرہ مشائخ نقشبندیہ'' (تکملہ) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۵۵۷۔

۵۔ ''بلاد الاولیا لاہور'' از طاہر لاہوری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء ص ۴۹ ۳۔

۶۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ مئی ۱۹۳۹ء ص ۱۳ء، جولائی ۱۹۴۲ء ص ۳۳، ۳۴، اگست ۱۹۴۲ء ص ۳۱، ۳۲

۷۔ ماہنامہ ''لمعات الصوفیہ'' سیال کوٹ بابت جولائی ۱۹۵۲ء ص ۲۶

۸۔ ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرتسر بابت ۷ مارچ ۱۹۳۲ء۔

۹۔ ہفت روزہ ''الہام'' بہاولپور بابت ۱۴ جولائی ۱۹۷۶ء۔

۱۰۔ ''راحت القلوب'' از مفتی محمد شفیع مطبوعہ سیال کوٹ ص ۷۱۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا حکیم غلام احمد شوقؔ فرید رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۶۷ء۔ ۱۹۴۳ء

مولانا حکیم غلام احمد شوقؔ بن مولانا شیخ غلام محمد فریدی فاروقیؒ کی ولادت ۱۴ ربیع الاول ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۸۶۷ء کو محلہ سرائے کبیر قصبہ سنبھل ضلع مراد آباد (بھارت میں ہوئی۔ نوعمری میں ہی والدین کا سایہ شفقت وعاطفت سر سے اٹھ گیا تو آپ کی اور آپ کے چھوٹے بھائی احمد حسن حسنؔ کی پرورش آپ کی پھوپھی صاحبہ نے نہایت احسن طریقے سے کی۔ ان کی غیر معمولی توجہ اور بہترین تربیت کا اثر یہ ہوا کہ آپ نے بہت جلد قرآن مجید ختم کرلیا۔ اس کے بعد اردو فارسی مولانا محمد مظفر اللہ اور شیخ طریقت وقطب زماں حضرت علامہ الحاج بہادر الدین افغانی (ف ۱۳۱۹ھ) سے پڑھی۔ حضرت علامہ افغانیؒ آپ کے مکان پر ہی قیام پذیر تھے۔ فارسی میں ایسی عمدہ استعداد پیدا کی کہ اپنے ہم عصر فارسی داں حضرات سے فوقیت لے گئے اور ایک ممتاز حیثیت میں سب سے نمایاں نظر آنے لگے۔

فارسی میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے بعد حضرت مفتی عبدالسلام سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور زانوائے ادب تہہ کر کے عربی میں کمال حاصل کیا۔ پھر دہلی جا کر حضرت حکیم اجمل خاں (۱۸۶۳ء۔ ۱۹۶۸ء) کے چچا حکیم محمود خانؒ سے طب میں استفادہ کیا۔ پھر استاذ گرامی علامہ افغانیؒ کے دست حق پر سلسلہ قادریہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ ان کی رحلت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کے بعد بریلی شریف جا کر ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۱۹ء کو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی (۱۸۵۶ء۔۱۹۲۱ء) سے سعادت بیعت وخلافت حاصل کی۔

مارچ ۱۹۲۵ء میں صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۸۳ء۔۱۹۴۸ء) نے حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ، (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) کی زیر سرپرستی آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کا انعقاد کیا تو اس موقعہ پر امیر ملت نور اللہ مرقدہ نے بھی خلعتِ خلافت سے نوازا اور آپ کے مکان پر بھی قدم رنجہ فرمایا۔

آپ کی زندگی ابتداء سے ہی زہد وریاضت، تقویٰ وطہارت کا نمونہ تھی۔ دین سے ایسا لگاؤ تھا کہ دنیا سے توجہ بالکل ہٹ گئی۔ تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا۔ ترک موالات کے زمانہ میں کانگرس کی عیاریوں اور ابلہ فریبیوں کے پردے چاک کیے اور مضامین وتقاریر نیز نظموں کے ذریعے مسلمانوں کو راہ راست دکھائی۔

جب نواح آگرہ میں آریوں خصوصاً پنڈت شردھانند کی شدھی سنگھٹن کی تحریک یعنی فتنہ ارتداد کا سلسلہ شروع ہوا اور ناواقف راجپوت مسلمانوں کو جبر وتشدد سے یا خوف و طمع کے ذریعے معاذ اللہ مرتد اور ہندو بنایا جانے لگا تو اس خطرناک فتنہ کا سدباب کرنے کے لیے اور مرتد شدہ لوگوں کو دوبارہ مسلمان بنانے کی غرض سے حضرت امیر ملت قدس سرہ، میدان میں آئے اور ''انجمن خدام الصوفیہ ہند'' کو منظم کر کے تمام علاقہ میں مبلغین کی جماعتوں کو پھیلا دیا۔ حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ بھی جماعت ''رضائے مصطفیٰ'' کو لے کر حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے شریک کار ہو گئے تو مولانا غلام احمد شوقؔ نے اپنے خالہ زاد بھائی (حضرت صدر الافاضلؒ) کے دوش بدوش تبلیغ اسلام کی اور نا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

گفتہ بہ آلام ومصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

آپ کی تمام زندگی مذہب وملت کی خدمت میں گزری۔ گوناگوں مصروفیات کے باوجود آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں بھی لکھیں جو آپ کے تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت ہیں اسرار اللہ بالشہاوتین، انوار الحسنات، سلطان التواریخ، فضیلۃ المصطفیٰ علی کل الوریٰ، مکتوبات غریب نواز، مخبر الواصلین، سیر العارفین، رسالہ تعبیر وقیافہ، معجزہ شق القمر، سیف اللہ المسلول، جمال محبوب، چراغ اصلاب، مثنوی جوش رحمت، مثنوی زہر عشق، قصہ خضر و موسیٰ، اسلام عمر، اسرار الصلوۃ، اسرار غوثیہ، طوفان محشر، مسدس آئینہ اسلام، قومی نظم ونثر، تاریخ آئینہ عرب، تفسیر سورۂ فاتحہ، تہذیب النساء، حالات مخدوم صابر کلیری، جام فنا، مثنوی فریاد روح، جنگ مصر ونجد، آئینہ وہابیت، وہابی نامہ منظوم، احسن التواریخ سنبھل۔

آپ کو ابتدا ہی سے شعروشاعری سے بھرپور دلچسپی تھی۔ اردو اور فارسی میں شعر کہتے تھے۔ اپنی تمام شاعرانہ صلاحیتوں کو خدمت دین کے لیے وقف کر دیا تھا۔ چنانچہ تاز یست حمد ونعت اور اولیائے کرام کی منقبتوں کے سوا کچھ اور نہ کیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی شان میں بے شمار منقبتیں کہیں لیکن ہمیں صرف دو ہی دستیاب ہو سکیں جو قارئین کی ضیافت طبع کے لیے درج ذیل ہیں۔ پہلی منقبت فارسی میں ہے اور دوسری اردو میں۔

اے پیر دستگیر مریداں بصد نوال
نوری لقا شاہ جماعت علی خوش خصال
عرفاں پناہ صاحب علم و عمل بفضل
ہم معدن عطاء و کرم مخزن کمال
آل رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بخلق محمدی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مقبول بارگاہ خدا وند ذوالجلال

اے قطبِ وقت مظہرِ انوارِ دینِ حق

ماحی شرک و بدعت وہم کفر وہم ضلال

اے آفتاب شرعِ مُبیں ماہتابِ دیں

بہر طریقت آمدہ ذات تو بے مثال

ناز د بنام پاک تو ہم دہر و ہم فلک

تو فخر اولیائے خدائی بصد کمال

ملت فدائے تست کہ تو میرے ملتی

یارو معین باد بتو لطف ذوالجلال

سازد چہ وصف پاکِ تو ایں شوقؔ بے نوا

اے مجمع محاسن و اے مایۂ جمال

للہ الحمد زہے صاحب عزو قدرت

شان وحدت میں ہے مظہر بہ ظہور کثرت

ذرہ ذرہ میں ظہور اس کا ہے نور اس کا ہے

گلشن دہر کے ہر گل میں اس کی رنگت

اس کے محبوب ﷺ پہ صلوٰۃ و سلام بے حد

قدسی و جن و بشر سے ہو بشرط کثرت

مرحبا ہادی کل ، شمعِ سُبل ختم رُسل ﷺ

حَبذا آپؐ کے صدقے میں ہے ساری خلقت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

فرش سے عرش تلک آپؒ کا جلوہ ہر سو
لا مکاں تک ہے عیاں آپؒ کی شان و شوکت
آل و اصحاب پہ لاکھوں ہوں درود اور سلام
اہل بیت نبویؐ پر بھی ہوں صدہا رحمت
جو بھی ثابت قدم اسلام پر اس دور میں ہیں
اُن پہ جورِ فلک و دہر سے آئی آفت
حفظ ذات و روش و طرز بزرگاں مشکل
مفلسی گھونٹتی ہے دم تو کہاں جمعیت
للہ الحمد مگر یاس کے اس دور میں آج
حق نے مایوسیوں سے آس کی دے دی صورت
یعنی اک ذات علی پور میں ہے مایہ فخر
عالم و عارف و کامل و محدث لقبت
سید و آل ذات علی پور میں ہے مایہ فخر
عالم و عارف و کامل و محدث لقبت
سید و آل نبیؐ، قدوہ اولاد علیؓ
واعظ و ناصر اسلام و امیر ملت
بانٹتے رہتے ہیں وہ نعمت دین و دنیا
چشمے ہر فیض کے جاری ہیں بجود و شفقت
گر ولایت کے ہیں طالب تو ولی بن کر آئیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نہ تامل ہو نہ وقفہ ہو نہ کچھ ہو حجت

اور جو دنیا کے ہوں طالب تو ذرا دیر نہیں

بھر کے دامن چلیں اس در سے بعیش و عشرت

در گہ اللہ و نبیؐ ہیں ہر سال

ایک حج کیا نہیں کچھ جن کی شمار کثرت

فقر میں رکھتے ہیں شاہانہ مزاج اقدس

مجو نعم لا نہیں کہنے کی ہے ہر گز عادت

اے خدا دم قدم ان کا تو سلامت رکھنا

باہمہ جو دو سخا باہمہ عزت و عظمت

چشمہ فیض مدام ان کے رہے در سے رواں

دین و دنیا کی ملے سالکوں کو واں دولت

آل و احباب و اعزہ سے رہیں شاد مدام

حضرت قبلہ عالم مرے اعلیٰ حضرت

والئی ملک کی تعریف میں جز دام و درم

اور کیا ملتا ہے پھر یہ تو ہے فانی دولت

ہاتھ میں جس کی ہے ہر دولت دین و دنیا

شوقؔ! اس شہہ سے کروں کیوں نہ میں عرض حاجت

آپ کی وفات حسرت آیات ۲۳ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ بمطابق ۳۰ مارچ ۱۹۴۳ء

بروز منگل مرادآباد (بھارت) میں ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آپ کے صاحبزادے مولانا غلام محی الدین شوقی فریدی نعیمی (ف ۱۹۸۷ء)
نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ وصال کہا ہے۔

بندہ است غلام احمد سرکارِ رسول اللہ ﷺ
ہم جملہ رسولاں را سردار رسول اللہ ﷺ
ہر آئینہ اُو شافع ما اُمتیاں باشد
از بہر گنہ گاراں شُد یا رسول اللہ ﷺ
آنکس کہ دلش خالی از حب نبیؐ باشد
شافع نہ شود ولے راز نہار رسول اللہ ﷺ
درنزع و لحد آخر در حشر معین تو
اے شوقی! ترا ہر دم غمخوار رسولؐ اللہ
فارق ز ہمہ از ما واصل بخدا گشتی
بر تو کرم و لطف سرکار رسول اللہ ﷺ
در مدحت و نعت وے شد صرف ہمہ عمرت
در گنبد خضرا خوش زیں کارِ رسول اللہ ﷺ
بر تربتِ تو بادا انوارِ خدا نازل
ہم رحمتِ محبوب و مختار رسول اللہ ﷺ
شوقی تو اگر خواہی تاریخ وصالِ اُو
سہ بار ''محمدؐ'' خواں سہ بار ''رسول اللہ''

۹۲×۳=۲۷۶   ۳۶۲×۳ = ۱۰۸۶ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

مولانا غلام احمد شوق فرید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات آپ کے صاحبزادے مولانا غلام محی الدین فریدی نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے مرحمت فرمائے۔ (قصوری)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پیر نیک عالم گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۵۷ء ــــــــــــــــ ۱۹۴۳ء

پیر نیک عالم بن چوہدری فیض احمد بن چوہدری محمد بخش جاٹ چیمہ کی ولادت ۱۸۵۷ء میں موضع موہلہ (متصل کٹھالہ ریلوے اسٹیشن) ضلع گجرات (پنجاب) میں ہوئی۔ ۱۸۷۵ء میں مڈل پاس کر کے کڑیالہ ضلع گجرات کے پرائمری سکول میں مدرس ہو گئے۔ پھر نارمل سکول راولپنڈی سے کورس کر کے مڈل سکول جلالپور جٹاں میں نائب مدرس بن گئے۔

بعد ازاں گورنمنٹ ہائی سکول کوہاٹ میں ریاضی ٹیچر مقرر ہو گئے۔ اسی دوران میٹرک (انگلش) اور منشی فاضل کے امتحانات امتیازی حیثیت سے پاس کر لیے۔ پھر اردو میں وکالت کا امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۹۱۳ء میں مدرسی چھوڑ کر وکالت شروع کر دی۔ پیر صاحب کو اردو، فارسی، پنجابی کے علاوہ ریاضی کے مضمون میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ علم و ادب سے قلبی لگاؤ تھا۔ شاعری میں حضرت میاں محمد بخش (۱۸۳۰ء، ۱۹۰۴ء) صاحب ''سیف الملوک'' سے تلمذ تھا اور پیر تخلص کرتے تھے۔ ''سراج الاخبار'' جہلم میں ان کے مضامین و منظومات شائع ہو کر عوام و خواص سے خراج تحسین حاصل کرتے تھے۔ ان کی پنجابی شاعری کی اکناف و اطراف میں دھوم تھی۔ سید وارث شاہؒ (۱۷۱۰ء۔ ۱۷۹۸ء) کو اپنے مقابلے میں ہیچ سمجھتے تھے۔ مندرجہ ذیل کتابیں ان کی یادگار ہیں:۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۲۔ سچی مالا:۔ ایک نصیحت آموز نظم ہے۔

۳۔ پوہ پھٹی:۔ مسدس کی صورت میں ہے۔

۴۔ عشق محمدی:۔ ۵۔ پیر داد نجارہ ۶۔ مدحیات مشائخ:۔ وغیرہ وغیرہ

یہ سب کتابیں چھپ کر مقبول خاص وعام ہوئیں مگر اب سب کی سب نایاب وعنقا ہیں۔

پیر صاحب، حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے مخلص مریدوں میں سے تھے۔ ہر سال سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں کے موقعہ پر اپنی نظم ونثر سنا کر پیر و مرشد سے خوشنودی کا تمغہ حاصل کرتے تھے۔ ۱۹۲۴ء میں آپ نے سچی مالا کے نام سے پنجابی نظم میں کتاب لکھی تو اس کا انتساب حضرت امیر ملت قدس سرہ کے نام کیا۔ ۱۰ مئی ۱۹۲۴ء کو بر موقعہ سالانہ جلسہ علی پور سیداں رات کے اجلاس میں آپ نے یہ کتاب حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں پیش کی۔ ''حضرت والا نے حکم دیا کہ'' یہ کتاب تمام حاضرین کو پڑھ کر سنائی جائے۔'' چنانچہ بہت سا حصہ پڑھ کر سنایا گیا۔ جملہ حاضرین جلسہ نے اس کتاب کو بہت پسند کیا۔ پیر صاحب نے اپنی کتاب میں نہایت محنت اور جانفشانی سے نکات تصوف کو آسان پنجابی اشعار میں بیان کیا تھا۔ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے خوش ہر کر خوشنودی مزاج کا تمغہ پیر صاحب کو عنایت فرمایا اور اپنی لنگی مبارک جو اس وقت اوڑھے ہوتے تھے، وہ بھی پیر صاحب کو عطا کر دی۔ پھر خرقہ خلافت عطا کر کے پیر صاحب صاحب کو اپنا مقبول ومحبوب خلیفہ بنا لیا۔ چنانچہ پیر صاحب نے اس میدان میں بھی گرانقدر خدمات انجام دیں۔

پیر صاحب کی وفات حسرت آیات ۱۹۴۳ء میں ہوئی اور آبائی گاؤں کلاچور نزد جلالپور جٹاں ضلع گجرات میں آخری آرامگاہ بنی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''پنجابی شاعراں دا تذکرہ'' از مولا بخش کشتہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء ص ۲۸۳ تا ۲۸۶

۲۔ ''خفتگان خاک گجرات'' از ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ مطبوعہ گجرات ۱۹۹۶ء ص ۲۶۷۔

۳۔ مکتوب گرامی جناب سید عارف محمود مہجور رضوی بنام مؤلف محررہ ۱۸ مارچ ۱۹۸۳ء از گجرات۔

۴۔ مکتوب گرامی جناب سجاد حیدر (از خاندان پیر صاحب) بنام مؤلف محررہ از لاہور مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۸۳ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید حسین شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۶۹ء ------------۱۹۴۴ء

حضرت پیر سید حسین شاہؒ بن سید امام حسین شاہؒ کی ولادت ۱۸۶۹ء میں موضع کھیوہ ضلع گجرات میں ہوئی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے خلیفہ حضرت پیر حیات محمد سیالکوٹیؒ (۱۹۴۲ء) سے شرف بیعت حاصل تھا۔ انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں کے بیسویں سالانہ اجلاس مورخہ ۹، ۱۰ اپریل ۱۹۲۳ء کے موقعہ پر حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے اجازت وخلافت سے نوازا۔

۱۹۳۲ء میں اپنے پیر ومرشد پیر حیات محمد سیالکوئی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور مدینہ شریف حاضر ہو کر حضرت امیر ملت قدس سرہ کی زیارت کا شرف حاصل کر کے اپنی روح کو تسکین پہنچائی۔

بدمذہبوں سے آپ کو انتہائی نفرت تھی۔ وہابی، مرزائی، شیعہ وغیرہ سے میل جول تو کیا مصافحہ تک نہیں کرتے تھے۔ برادری میں اکثر لوگ شیعہ عقائد کے حامل تھے۔ ان کی پوری کوشش کے باوجود کوئی رشتہ داری نہ کی۔ خلاف شرع امور کو بالکل برداشت نہیں کرتے تھے۔ ایسے لوگوں سے بائیکاٹ کرتے اور کرواتے تھے۔ جب وہ لوگ توبہ کرتے تو پھر راضی ہوتے۔ غیر مسلم کی بنی ہوئی چیز سے مکمل پرہیز کرتے تھے۔

آپ کے گاؤں میں ایک زمیندار مرزائی ہو گیا تو اس کا منہ کالا کر کے گدھے پر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بٹھایا گیا۔ بچوں سے تالیاں لگوا کر گلی کوچوں میں پھرا کر رسوا کیا گیا، اس کے مرنے کے بعد اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی اجازت نہ دی۔ لوگوں کی آپس میں صلح کرواتے، نکاح وطلاق کے مسائل حل فرماتے تھے۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۴ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۶۳ھ بروز کھیوہ شریف ضلع گجرات میں ہوئی۔ جہاں ہر سال آپ کے پوتے سید عزیز الحسن شاہ کی نگرانی میں عرس شریف ہوتا ہے۔

سید عزیز الحسن شاہ نے یہ قطعہ تاریخ وفات کہا ہے۔

علم کے میدان کا تھا شہسوار
علم بھی کرتا تھا جس کا احترام
مصطفیٰؐ کی ان کو قربت تھی نصیب
ذکر حق کرتے تھے صبح وشام
میر ملتؒ سے پیا تھا آپ نے
حیدرؓ و صفدرؓ کے میخانے کا جام
پیشوا کامل تھے عزیز الحسن
ان کی راہ پہ جو چلا ہے شاد کام
نور کا گلشن ہے اور ابن علیؓ
شاہ حسینؒ اور ملک رضوان السلام

۱۳۰۹ھ

تاریخی مادہ درست نہیں نکالا گیا۔ ۱۳۶۳ھ ہونا چاہیے تھا جبکہ ۱۳۰۹ھ نکالا گیا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہے۔راقم الحروف صادق قصوری نے بھی تاریخ وفات کہی جو درج ذیل ہے۔

سید حسین شاہ اولاد علیؑ
آج پنہاں ہوئے تہ مدفن
تھے عالم بے بدل ، مرد مومن
چھٹ گیا ان سے دہر کا گلشن
کہہ دو صادق صوروی تاریخ
یعنی انیس سو چوالیس سن

ماخذ

۱۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور بابت اپریل ۱۹۲۴ء ص ۲۴۔

۲۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ بابت اپریل ۱۹۳۲ء ص ۴۰۔

۳۔ ہفت روزہ ''الفقیہہ'' امرتسر بابت ۷ مارچ ۱۹۳۲ء۔

۴۔ مکتوب گرامی سید عزیز الحسن سجادہ نشین کھیوہ شریف ضلع گجرات بنام مصنف محررہ از منڈی بہاؤالدین موصولہ ۱۴ ستمبر ۱۹۹۴ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

قاضی حفیظ الدین رہتکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۷۱ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۴۴ء

حضرت مولانا قاضی حفیظ الدین بن شیخ کریم الدین ۱۸۷۱ء میں محلہ خطیباں رُہتک شہر (حال مشرقی پنجاب، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ اسرائیلی شیوخ سے تعلق رکھتے تھے۔ والدگرامی مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے، خاندان میں شاہی زمانے سے خطابت اور عہدۂ قضا چلا آتا تھا۔ آپ نے ۱۹۱۰ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست حق پر رہتک شہر میں بیعت کا شرف حاصل کیا، اس وقت جالندھر میں گرداور کی آسامی پر فائز تھے۔ اسی وقت سے سوز وگداز اور تڑپ کا یہ حال تھا کہ ذرا سی آواز بھی برداشت نہیں ہوتی تھی۔

۱۹۲۲ء میں فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے لیے حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ان کا احاطہ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ جب آگرہ میں اس فتنہ کے انسداد کے لیے حضرت اقدس امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ مرکز قائم فرمایا تو حضرت مولانا غلام احمد اخگر امرتسریؒ (۱۸۶۴ء۔۱۹۶۷ء) کو ناظم، آپ کو نائب ناظم اور مولانا عبدالمجید قصوری چھچھرویؒ (۱۸۸۲ء۔۱۹۵۶ء) کو انسپکٹر مدارس اور مبلغ مقرر فرمایا تھا۔ آپ نے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لیے بے بہا خدمات انجام دیں۔ ان خدمات سے خوش ہو کر حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے اسی سال یعنی ۱۹۲۲ء میں ہی خلافت سے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سرفراز فرمایا۔

آپ کا قد بلند و بالا، رنگ سانولا، آواز شیریں اور دلکش، تقریر دلپذیر تھی۔ عام طور پر سفید لباس پہنتے اور سر پر سفید عمامہ ہوتا تھا۔ کبھی کبھی گول کھڑی ٹوپی بھی زیب سر فرماتے تھے۔ کہیں باہر تشریف لے جاتے تو واسکٹ اور قبا بھی پہنتے اور عالمانہ شان و تمکنت کا اظہار ہوتا۔ طبیعت نہایت سادہ تھی۔ تصنع اور بناوٹ نام کو بھی نہ تھا۔ کھانا نہایت سادہ ہوتا تھا۔ پان بھی استعمال فرماتے تھے مگر حقہ نہیں پیتے تھے بلکہ نفرت تھی۔

آپ درویش کامل اور بلند پایہ ولی تھے، سلوک میں جذب شامل تھا اور جذب کی یہ کیفیت تھی کہ ذرا ذرا سی بات پر چیخیں مارنے اور تڑپنے لگتے تھے۔ ذرا کسی کا ہاتھ چھو جائے، کوئی بلند آواز کان میں پڑ جائے، کوئی نعرہ سن لیں، شیخ کا ذکر کان میں پڑ جائے۔ غرض ذرا سی بات پہ جذب کی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی اور بعض دفعہ بڑی دیر تک قائم رہتی تھی۔ کشف بہت بڑھا ہوا تھا۔ تصرف اور فیوضات کے عجیب عجیب واقعات لوگ روزانہ مشاہدہ کرتے تھے۔ آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔ مکاشفات اور تصرفات کے بھی بہت سے واقعات ہیں، یاروں کی امداد کے لیے ہمہ وقت آمادہ رہتے تھے اور ان کی مشکلات حل فرماتے تھے۔

۱۹۳۱ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، حج و زیارت کیلئے تشریف لے جا چکے تھے۔ حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہؒ (۱۸۸۹ء۔ ۱۹۷۸ء) فرزند اصغر سجادہ نشین دوم حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے قاضی صاحب کو اپنے ساتھ لے جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو آپ نے مدینہ منورہ تار دے کر حضرت امیر ملت قدس سرہ سے اجازت حاصل کی اور حج و زیارت سے فیض یاب ہوئے۔ حضرت الحاج ذاکر علی رہتکیؒ (۱۹۰۲ء۔ ۱۹۷۹ء)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اور حضرت الحاج نصیب خان رہتکیؒ (۱۸۷۹ء۔۱۹۶۰ء) بھی اس سفر مبارک میں شامل تھے۔طواف کے وقت یہ حال تھا کہ مرغ بسمل کی طرح تڑپتے تھے۔آخر مطوف نے بغل میں ہاتھ دے کر بڑی دشواری سے طواف کرایا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے عقیدت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ آپ کی یاد میں اکثر وبیشتر روزو کر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

مری ٹوٹی ہوئی توبہ کے ٹکڑے
کوئی لا دے در پیر مغاں سے
کہ ان کو جوڑ کر پھر توڑ ڈالوں
میں اک جام شراب ارغواں سے

آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ کی شان میں ایک قصیدہ بھی لکھا تھا جو ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور بابت اپریل ۱۹۲۳ء صفحہ ۲۶ پر شائع ہوا۔افسوس کہ اس وقت مذکورہ شمارہ پیش نظر نہیں ہے ورنہ وہ قصیدہ نقل کر دیا جاتا۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۲ ذیقعد ۱۳۶۳ھ بمطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو رُہتک (حال بھارت) میں نماز عشاء ادا کرتے ہوئے ہوئی۔حضرت مولانا عبدالمجید خاں قصوریؒ (۱۸۸۲ء۔۱۹۵۶ء) نے نماز جنازہ پڑھائی اور مسجد شہیداں کے شہداء کے مزارات میں آخری آرامگاہ بنی۔ حضرت مولانا علامہ پروفیسر احمد حسن قادریؒ (۱۸۸۷ء۔۱۹۶۴ء) نے آپ کی تاریخ وفات اور مرثیہ لکھا۔

تاریخہائے وفات

''بِسمِ اللّٰہِ البَاقِی العَظِیمُ'' ۱۳۶۳ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ابو العرب کا لقب:

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حجاز مقدس کی جو خدمت سعودی عرب میں قحط کے زمانے میں کی اس کی کما حقہ قدر کی گئی۔ حرمین الشریفین کے ساکنوں نے حضور کی خدمات کو بے حد سراہا اور تشکر و امتنان کا اظہار کیا۔ ان کے جذبات سپاس و احسان کا یوں اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضور کی درخشاں خدمت و اعانت کی قدرت کرتے ہوئے انہوں نے حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو "ابو العرب" کے ممتاز و مقتدر لقب سے نوازا۔ (سیرتِ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۲۷۵)

مساجد کی تعمیر کا شوق:

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے جو مساجد تعمیر کرائیں ان کا احاطہ ممکن نہیں۔ مجھے خود علم نہیں کہ حضرت نے کتنی اور کہاں کہاں مسجدیں تعمیر کروائیں۔ البتہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ دین کے لئے دور افتادہ دیہات میں تشریف لے جاتے تھے۔ ہر جگہ وعظ و تبلیغ کے ساتھ نماز کی خصوصی تاکید فرماتے تھے۔ جہاں مسجد ہوتی تھی اس کی مرمت اور آرائش میں اہتمام فرماتے تھے۔ جہاں مسجد نہیں ہوتی تھی وہاں نئی مسجد تعمیر کراتے تھے یا گاؤں کے لوگوں کو پختہ مسجد تیار کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھ کر تعمیر کا کام شروع کرا دیتے تھے۔ مساجد کی تعمیر میں اپنے ہاتھ سے بھی کام کرتے۔ گارا بنانا، مٹی کھودنا، مٹی اور گارا ڈھونا، اینٹیں اٹھانا سارے کام اپنے ہاتھ سے ضرور انجام دیتے۔ اگر لوگ مانع آتے اور باادب عرض کرتے کہ:

"آپ تشریف رکھیں۔ ہم آپ کے خادم یہ کام کر لیں گے۔"

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

چلتے پھرتے بات کرتے دفعۃً

نعرۂ اللہ تھا بس دلنشیں

ڈھونڈ و عالم میں نہ پاؤ گے مگر

باہمہ و بے ہمہ ایسا کہیں

وہ صفائے دل کہ فخر الاصفیاء

اور تقویٰ وہ کہ راس المتقیں

خود علائق سے مجرد بھی رہے

صاحب تجرید بھی تھے با الیقیں

شغل ان کا روزو شب ، شام و سحر

خدمت مخلوق رب العالمیں

اک جہاں کا درد ان کے دل میں تھا

ہو کسی کو غم ، وہ ہوتے تھے حزیں

کوئی ہو کیا ہی مشکل کام ہو

وہ بجز ''ہاں'' کے نہ کرتے تھے ''نہیں''

دہلی و رہتک کی سب تاریکیاں

ان کے نور دل سے روشن ہو گئیں

آگرہ میں بھی ہے جاری ان کا فیض

تھے یہاں وہ ناظم دین مبیں

تھی رفیقوں کو بھی تاکید نماز

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اور یہ ان کا عمل تھا آخریں
کی نماز شب کی نیت باندھ کر
جان نذرِ ایزد جان آفریں
بارھویں ذیقعد کی دن پیر کا
پائے دن ، تاریخ بھی کیا بہتریں
رحمت حق ان کی روح پاک پر
پائیں قرب رَحمَۃٌ لِلعَالَمِین
تا قیامت ان کے درجے ہوں بلند
ان کا مسکن باغ فردوس بریں
بھائی جی کا سال رحلت قادریؒ!
کہہ دو "فِی جَنَّاتِ عَدْنٍ خَالِدِیْن"

۱۳۶۳ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ سیرت امیر ملت ''مطبوعہ علی پور سیداں'' ۱۹۷۵ء ص ۲۰۷، ۲۱۰، ۲۷۔

۲۔ ''تذکرہ شہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۶۔

۳۔ ''گنج گنج قصوری'' از محمد اویس خاں غوری مطبوعہ لاہور ۱۹۵۶ء۔ ص ۱۹، ۲۰، ۲۲۔

۴۔ ''گنج گنج علی پوری'' از محمد اویس خان غوری مطبوعہ لاہور ص ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۶۶، ۱۶۸، ۲۴۴۔

۵۔ ہفت روزہ ''الفقیہہ'' امرتسر بابت ۷ تا ۱۴ نومبر ۱۹۴۴ء ص ۱۰، ۱۱۔

۶۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ بابت اگست ۱۹۵۷ء ص ۲۹۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پروفیسر عابد حسن فریدی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۷۹ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۴۵ء

حضرت مولانا پروفیسر عابد حسن فریدی بن مولوی احمد حسنؒ (ف ۱۹۱۳ء) کی ولادت ۲۴ ستمبر ۱۸۷۹ء میں بچھراؤں ضلع مراد آباد (یوپی، بھارت) میں ہوئی۔ آپ مولانا پروفیسر حامد حسن قادریؒ (۱۸۸۷ء۔۱۹۶۴ء) کے برادرِ اکبر تھے۔ اسٹیٹ ہائی سکول رامپور سے ۱۹۰۹ء میں انٹرنس کا امتحان پاس کرنے کے بعد ایم اے او کالج علی گڑھ میں داخلہ لیا اور ۱۹۱۳ء میں امتیازی حیثیت سے بی اے پاس کیا۔ ۱۹۱۴ء میں الہٰ آباد یونیورسٹی سے ایل ٹی کی سند حاصل کی۔

حصول تعلیم کے بعد اسلامیہ ہائی سکول اٹاوہ میں مدرس ہو گئے۔ ۱۹۱۷ء میں حلیم مسلم ہائی سکول کانپور میں ہو کر چلے گئے۔ ۱۹۱۸ء میں ایم اے فارسی کیا اور ۱۹۲۰ء سینٹ جانسن کالج آگرہ میں فارسی کے پروفیسر اور صدر شعبہ مقرر ہوئے اور تادم واپس اسی عہدہ پر فائز رہے۔

نومبر ۱۹۲۴ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے سلسلے میں آگرہ تشریف لائے تو آپ نے ان کے دست اقدس پر سعادت بیعت حاصل کی۔ اس کے بعد جب بھی حضرت اقدس سرہ، آگرہ تشریف لاتے تو آپ کی درخواست پر آپ کے گھر ہی قیام فرما ہوتے۔ ہر سال کالج کی تعطیلات کے دوران آپ بلا ناغہ علی پور شریف حاضر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہوتے اور حضرت امیر ملت قدس سرہ، فیوض و برکات کے خزانے لوٹاتے۔ حضرت اقدسؒ نماز مغرب کے بعد آپ کو حکم دیتے کہ حاضرین مجلس کو مسئلہ سناؤ۔ آپ تقریباً ایک گھنٹہ تقریر فرماتے اور دعا کے بعد حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بوسی کا شرف حاصل کرتے، ایسے موقع پر کئی بار حضرتؒ نے اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا اور یہ مصرع پڑھا

اے وقتِ تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی

آپ جب بھی علی پور شریف حاضر ہوتے تو آگرہ کی مشہور و معروف دریاں اور جانمازیں لا کر پیش کرتے جو اپنی خوبصورتی، عمدگی اور دیرپا ہونے کے سبب اپنی مثال آپ ہوتی تھیں۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو آگرہ میں امیر حلقہ مقرر کیا تھا، اور پھر ۳۰ دسمبر ۱۹۳۰ء کو علی پور شریف میں خلافت سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ انہوں نے اپنی عادت کے مطابق خلعت خلافت کو اخفاء میں رکھنا چاہا مگر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر لوگوں کو داخل سلسلہ کرنا پڑا۔

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ مگر اس کے اظہار سے گریز فرماتے تھے۔ احکام شریعت کی پابندی اور اتباع سنت کا خاص التزام مدنظر رہتا تھا۔ خوش مزاجی، بذلہ سنجی، مہمان نوازی اور بردباری آپ کا خاصا تھا۔ آپ کو کبھی غصہ نہیں آیا۔ ایکدفعہ اپنے بڑے صاحبزادے پروفیسر زاہد حسن فریدی کو بچپن میں نماز نہ پڑھنے پر قمچیوں سے مارا تھا ورنہ اس سے پہلے یا بعد میں نہ ان کو سزا دی نہ کسی اور بچے کو۔ اتباع سنت کی ایک دلچسپ مثال ملاحظہ ہو کہ مرض الموت میں بار بار فرماتے کہ "مجھ پر پانی چھڑکو"۔ حالانکہ بہت تیز بخار تھا، پروفیسر محمد طاہر فاروقیؒ (۱۹۰۵ء۔ ۱۹۷۸ء) راوی ہیں کہ میں نے حضرت الحاج مولانا محمد سعادت اللہ بنی اسرائیلی سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ (جو بہت بڑے عالم، محدث اور ولی اللہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تھے) کی خدمت میں تمام صورت حال عرض کی تو انہوں نے سر جھکا لیا اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد مجھے الگ لے جا کر کہا کہ "وہ تو اتباع سنت انجام دے رہے ہیں"۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض مبارک میں اپنے جسم اطہر پر پانی کے چھینٹے دینے کا حکم دیا تھا۔

مئی ۱۹۴۵ء میں آپ علیل ہوئے اور نو دس دن صاحب فراش رہ کر ۴ جمادی الثانی ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۴۵ء بروز جمعرات اس عالم فنا سے عالم بقا کی طرف سدھار گئے۔ اور سید میر ابوالعلاء رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ کے باہر حضرت شاہ نور الزماں نور اللہ مرقدہٗ کے مزار شریف کے بالمقابل سڑک کی دوسری جانب دفن ہوئے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، ان دنوں سفر دکن پر تھے، واپسی پر آگرہ میں جلوہ افروز ہوئے تو آپ کے مزار شریف پر تشریف لے جا کر فاتحہ پڑھی اور کافی دیر وہاں رکے رہے۔

آپ نے انگریزی اور اردو میں کئی کتابیں یادگار چھوڑیں مگر افسوس کہ ان کے نام موضوع اور تفصیل تک رسائی نہیں ہو سکی۔

آپ کے برادر اصغر مولانا پروفیسر حامد حسن قادریؒ نے یہ قطعہ تاریخ رحلت کیا ہے

"مولانا حاجی عابد حسن فریدی جماعتی نور اللہ مرقدہٗ"

۱۹۴۵ء

"عابد و شیخ ہادی عارف" ۱۳۶۴ھ

"زاہدے صادق تقا مرآت" ۱۳۶۴ھ

"سالک کامل فنا فی الشیخ" ۱۳۶۴ھ

قطب ربانی ارفع الدرجات ۱۳۶۴ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

''عاشق مصطفیٰ اور مزشناس'' ۱۳۶۴ھ

''روح عشاق مہبط برکات'' ۱۳۶۴ھ

''آمدہ ہم عشق پیر شرف'' ۱۳۶۴ھ

''اشرف الناس کامل الحسنات'' ۱۳۶۴ھ

''کرم و فضل صاحب لولاک'' ۱۳۶۴ھ

''بادباجاہ ضامن جنات'' ۱۳۶۴ھ

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۲۴، ۷۲۶، ۷۲۹۔

۲۔ ''تذکرہ'' ''شبہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۶۔

۳۔ ''تذکرہ مشائخ نقشبندیہ'' (تکملہ از محمد صادق قصوری) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۵۶۰، ۵۶۱۔

۴۔ ''پنج گنج علی پوری'' از محمد اویس خاں غوری مطبوعہ لاہور طبع دوم ص ۱۶۳ء

۵۔ ''کرامات امیر ملت'' مطبوعہ کراچی ۱۹۶۵ء ص ۱۳۵ (حاشیہ)۔

۶۔ سہ ماہی ''العلم کراچی'' بابت جولائی تا ستمبر ۱۹۷۸ء ص ۳۷۴۔

۷۔ سہ ماہی ''تصوف'' کراچی بابت جنوری تا مارچ ۱۹۸۹ء ص ۵۸۔

۸۔ ہفت روزہ ''الفقیہہ'' امرتسر بابت ۷ تا ۱۴ جولائی ۱۹۴۵ء۔

۹۔ ہفت روزہ ''الہام'' بہاولپور بابت ۲۱ جولائی ۱۹۷۶ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ڈاکٹر میر ہدایت اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۷۸ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۴۵ء

ڈاکٹر میر ہدایت اللہ بن حاجی میر غلام محمود بن میر غلام رسول کی ولادت ۲۰ اکتوبر ۱۸۷۸ء مطابق ۲۳ شوال ۱۲۹۵ھ بروز اتوار امرتسر شہر میں ہوئی۔ آباؤ اجداد کا پیشہ پشینہ کی سوداگری تھا۔ کاروبار میں اپنی دیانت و امانت کے سبب آپ کے والد گرامی کو تمام شہر میں عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔

ڈاکٹر صاحب نے ایم اے او ہائی سکول امرتسر سے میٹرک کرنے کے بعد میڈیکل کالج لاہور میں داخلہ لیا اور ایل، ایم، ایس کا امتحان اعلیٰ پوزیشن میں پاس کرنے کے بعد ۱۹۰۴ء میں پنڈی گھیپ ضلع اٹک میں اسسٹنٹ سرجن کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

پھر ٹرانسفر ہو کر جہلم چلے گئے اور ۱۹۰۷ء تک یہاں بحسن وخوبی اپنے فرائض انجام دینے کے بعد میڈیکل کالج لاہور میں اسسٹنٹ لیکچرار مقرر ہو گئے۔ ۱۹۰۹ء میں لدھیانہ تبادلہ ہو گیا اور پھر ۱۹۱۲ء تک یہیں خدمت خلق میں منہمک رہے۔ اس کے بعد میڈیکل کالج لاہور میں لیکچرار سرجری کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں یہاں سے تبدیل ہو کر میڈیکل سکول امرتسر میں سپرنٹنڈنٹ اور پھر پرنسپل بنا دیئے گئے۔ جہاں سے ۱۹۳۱ء میں پنشن یاب ہوئے۔

ڈاکٹر صاحب نے دوران طالب علمی ہی حضرت امیر ملت قدس سرہ کے دست

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حق پرست پر سعادت بیعت حاصل کر لی تھی۔ لدھیانہ میں ملازمت کے دوران ۱۲ مئی ۱۹۱۱ء بروز جمعۃ المبارک سالانہ اجلاس انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں کے موقعہ پر بعد نماز مغرب کے اجلاس میں خلعت خلافت سے نوازے گئے۔

آپ شروع ہی سے پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ داڑھی اوائل عمری سے ہی رکھی ہوئی تھی۔ دو حج پیرو مرشد کی معیت میں کیے۔ تلاوت قرآن پاک بلا ناغہ کرتے تھے۔ باوجود متقی اور پرہیز گار ہونے کے کسی کو مرید نہیں کیا۔ ایک دفعہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے استفسار فرمایا کہ ''میر صاحب! آپ نے اب تک کتنے لوگوں کو مرید کیا ہے۔'' عرض کیا حضور! ''ابھی تو اپنے نفس کو ہی تابع کر رہا ہوں''۔

آپ کا سارا خاندان حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دامن عقیدت سے وابستہ تھا اور سب کے سب پیر خانہ کی خدمت میں سرگرم عمل رہتے تھے۔ آپ کے برادر بزرگ میر حبیب اللہ آنریری مجسٹریٹ ورئیس امرتسر (ف ۱۹۱۸ء) و برادرِ خورد میر سعید اللہ ڈپٹی کلکٹر محکمہ انہار (ف ۱۹۲۶ء) دیگر بھائی میر عنایت اللہ پولیس انسپکٹر (ف ۱۹۲۱ء) میر ضیاء اللہ، تاجر (ف ۱۹۱۵ء) بھی حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہٗ کے مرید وشیدائی تھے۔ میر سعید اللہ مرحوم تو ایسے شیدائی تھے کہ حضرت اقدس کی شان میں کئی قصیدے اور دوہے لکھے۔ یہ قصیدے سالانہ اجلاس مبارک کے دنوں میں ہزاروں کی تعداد میں بکا کرتے تھے ان کا ایک مجموعہ کلام ''ذخیرہ آخرت'' بہت مقبول ہوا۔ اور اس کے کئی ایڈیشن طبع ہوئے۔ میر صاحب نہایت حسین اور دیدہ رو جوان تھے مگر قلبی حالت یہ تھی کہ حضرت امیر ملت قدس سرہ ،کو دیکھتے ہی بیتاب ہو جایا کرتے تھے اور ان کو سنبھالنا بہت مشکل ہو جاتا تھا۔ جتنا عرصہ وہ پیرو مرشد کی خدمت میں رہتے، تڑپا ہی کرتے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ڈاکٹر ہدایت اللہ نے مندرجہ ذیل کتابیں بھی لکھیں۔(۱) لیکچر ان سرجری (۲)فریکچر ٹیبل (۳)ڈسٹوکیشن ٹیبل (۴) رہنمائے تشخیص

ڈاکٹر صاحب کی وفات حسرت آیات بمرض فالج ۱۹۴۵ء میں بروز جمعۃ المبارک پونے تین بجے سہ پہر ہوئی اور امرتسر میں سپردخاک ہوئے۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۴۳۔

۲۔ ''خزینہ فیض قصوری'' از پروفیسر منشاد علی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء۔ص ۲۰۳ (حاشیہ)

۳۔ ''مکتوبات مولانا محمد حسین قصوری'' از پروفیسر منشاد علی مطبوعہ دہلی ص ۱۔

۴۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور جون، ۱۹۱۱ء ص ۹۔

۵۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور، جون ۱۹۶۵ء ص ۲۷۔

۶۔ مکتوب گرامی میر نسیم محمود خلف الرشید ڈاکٹر صاحبؒ بنام مؤلف از مسقط محررہ ۹ جولائی ۱۹۷۷ء۔

۷۔ انٹرویو ڈاکٹر سلیم محمود خلف الرشید ڈاکٹر صاحبؒ مورخہ ۹ جولائی ۱۹۷۷ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شیخ محمد ابراہیم آزاد بیکانیری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۶۸ء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۴۷ء

شیخ محمد ابراہیم آزاد کی ولادت یکم ذیقعد ۱۲۸۴ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۸۶۸ء کو بمقام حسین پور ضلع مظفر اللہ نگر (بھارت) میں ہوئی۔ تاریخی نام ''غلام باری'' تھا۔ فارسی کی تعلیم والد ماجد حضرت منشی نبی بخش نقشبندی (المتوفی ۶ ستمبر ۱۸۸۷ء در فیروز پور) سے حاصل کی۔ دیگر علوم کا اکتساب مختلف جگہوں سے کیا۔ ۱۸۸۱ء تا ۱۸۹۷ء ریاست فرید کوٹ میں مختلف عہدوں پر مامور رہے۔ ۱۸۹۷ء میں بیکانیر میں وکالت شروع کی اور پھر تا زیست اس شغل کو با اختیار فرمائے رکھا۔ درمیان میں فروری ۱۹۱۷ء تا ۱۹۲۱ء جج و چیف جج چیف کورٹ بیکانیر رہے۔

آپ بڑے کامیاب وکیل اور معززین شہر میں شمار ہوتے تھے۔ بڑے دیندار، نیکوکار، بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی غلامی کا شرف حاصل کر لیا تھا۔ ۱۰ مئی ۱۹۱۳ء بروز ہفتہ بر موقعہ سالانہ اجلاس انجمن ''خدام الصوفیہ ہند'' علی پور سیداں شریف خرقہ خلافت عطا ہوا۔ آپ کا شمار حضرت امیر ملتؒ کے اولین خلفاء میں ہوتا ہے۔ علی پور شریف حاضر ہوتے تو طویل قیام فرماتے۔ حضرت اقدس پیر و مرشد امیر ملت قدس سرہ کو کئی بار باصرار دعوت دے کر بیکانیر لے گئے۔

حضرتؒ جب بیکانیر تشریف لے جاتے تو آپ مہاراجہ بیکانیر سے ہاتھی مستعار

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

لے کر پیرو مرشد کو ہاتھی پر سوار کر کے جلوس کی صورت میں بڑی شان وشوکت کے ساتھ شہر میں گشت کراتے اور پھر اپنے گھر لے جا کر مہمان رکھتے اور خدمت گزاری کی سعادت حاصل کرتے۔ بیکانیر کے علاقے میں تبلیغ وارشاد اور توسیع سلسلہ عالیہ میں آپکی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

آپ کو شعر و شاعری کا بھی اچھا خاصا ذوق تھا۔ شاعری کی ابتداء بیکانیر میں عشقیہ شاعری سے ہوئی۔ منشی عبدالشکور خاں برقؔ اجمیری شاگرد رشید حضرت داغ دہلوی "(۱۸۳۱ء۔ ۱۹۰۵ء) نے اصلاح دی۔ ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ء میں جب حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی غلامی اختیار کی تو خود ہی یہ عہد کیا کہ اب حمد نعت کے سوا کچھ نہیں کہوں گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دو چار غزلیں مولانا مولوی عبدالحی بیخودؔ بدایونی کو دکھائیں جو حضرت فصیح الملک داغ دہلوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اس کے بعد ۱۹۱۳ء میں بسلسلہ شاگردی حضرت امتیاز الشعراء افتخار الملک حاجی منشی سید وحید الدین احمد بیخود دہلوی جانشین حضرت فصیح الملک داغؔ دہلوی میں داخل ہوئے۔

آپ کو اپنے شیخ طریقت حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی۔ آپ ہر سال علی پور سیداں شریف کے سالانہ جلسہ پر حاضر ہوتے اور اپنی نظم کے ذریعے عقیدت ومحبت کے پھول پیش کرتے۔

۱۹۱۴ء میں آپ نے پیرو مرشد کی شان میں جو قصیدہ پڑھا وہ خاصے کی چیز ہے اور درج ذیل ہے۔

بخت بیدار رسانید بر یارے عجبے
خرقہ پوشے عجبے شاہسوارے عجبے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

خوشہ چیں ہم گل فردوس ز بوئے خُلقش

گل بدامان ہمہ عالم ز بہارے عجبے

شوق دیدار رساں مژدہ بموئیٰ امروز

جلوہ فرما سر بام است نگارے عجبے

اے علی پور ترا مصر کہ کنعاں خوانم

چشم بد دور کہ میداری نگارے عجبے

یوسفے آنکہ کریم ابن کریم ابن کریم

ذی وقارے عجبے ، والا بتارے عجبے

بہر سُودِ دو جہاں آنکہ دو دستت بکشاد

می شناسم بلے میداری تو یارے عجبے

روح پرور شدی از دست فقیر عالی

رحمت حق بر د کر دست چہ کارے عجبے

بر روان شہ شاہاں کہ کریمش خوانند

لطف حق باد کہ پر ورد نگارے عجبے

از خیال رخ رنگین دنگا ہش دیدم

مرغزارے عجبے، صیدو سوارے عجبے

لوح دل را چوکنم سادہ زنقش عالم

باز بینم در صد نقش ونگارے عجبے

سالہا حرفے نو یسد نہ بسوئے آزاد

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دل و جان باد فدا زود نگارے عجبے

چشم بکشا کہ علی پور ہمیں است آزاد

شکر صد شکر کہ رسیدی بہ دیارے عجبے

بطور نمونہ چند اشعار اور ملاحظہ ہوں

از کہ آموختہ ایں شور دہان بلبل

چوں کہ بنہاد گل آتش بزبان بلبل

حیرت افزاست عجب نالہ عاشق بنگر

گل شدہ چاک گریباں زفغاں بلبل

شمع پروانہ بسوزد کہ رقیب سوزاست

گل بچہ و جہ شرر داد بجان بلبل

گل زا وراق بدیں گو نہ کتا بے دارد

تا نویسد درو از نام و نشان بلبل

نکہت گل بشہ شاہ جماعت دادند

بس نمودند بہ آزاد فغان بلبل

آپ کا مجموعہ کلام "ثنائے محبوب خالق" یعنی دیوان آزادؔ کے نام سے ۱۳۵۰ھ (۱۹۳۲ء) میں مطبع مرتضائی آگرہ میں طبع ہوا۔ تمام دیوان حمد و نعت اور قصائد و منقبت سے مالا مال ہے۔ اردو اور فارسی شاعری سے مزین یہ دیوان ان کی استعدادانہ شاعری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اپنے اس دیوان کے متعلق آپ لکھتے ہیں۔

"میرا یہ کلام میرے حضرت قبلہ شیخ والا کی توجہ قلبی اور استاد مدظلہ" کی خاص

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

عنایت کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے۔

استاد نے زبان دی مضمون شیخ نے
دیوان میرا مفت میں تیار ہو گیا۔

آپ کی رحلت ۸ جون ۱۹۴۷ء ۱۸ رجب المرجب ۱۳۶۶ھ بروز اتوار کی شب کو بیکانیر (بھارت) میں ہوئی اور وہیں آخری آرامگاہ بنی۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۰۷۔

۲۔ ''دیوان آزاد'' از شیخ محمد ابراہیم آزاد بیکانیری مطبوعہ آگرہ ۱۹۳۲ء ص ۲۴۴۔ ۲۸۰ تا ۲۸۲

۳۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' از سید حیدر حسین علی پوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۵۔

۴۔ ''گلزار مدینہ'' از مولانا محمد عظیم فیروز پوری مطبوعہ لاہور ۱۳۳۷ھ ص ۶۴۔

۵۔ ''یاران طریقت یا پیر بھائی'' از پیر جماعت علی شاہ مطبوعہ کراچی ۱۹۵۹ء ص ۶۴۔

۶۔ ''پنج گنج علی پوری'' از محمد اویس خاں غوری مطبوعہ لاہور ص ۱۸۰۔

۷۔ ''پنج گنج قصوری'' از محمد اویس خان غوری مطبوعہ لاہور ص ۱۸۰۔

۸۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور جون ۱۹۱۳ء ص ۱۰، فروری ۱۹۱۷ء ص ۱۔

۹۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور بابت فروری ۱۹۸۱ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شاہ محمد امین اللہ خاموش ناروی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۴۹ء

آپ کے اباؤ اجداد قصبہ نارہ تحصیل سراتھو ضلع الہ آباد (بھارت) کے رہنے والے تھے۔آپ کے نانا مولوی حکیم احسان علی خان قادری (۱۸۱۴ء۔۱۸۷۷) برادر اکبر مولوی رحمان علی مؤلف "تذکرہ علمائے ہند" بہت بڑے زمیندار تھے اور علم و حکمت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ان کی طبی تصانیف موسوم ("طب احسانی") قرابا دین احسانی" "معالجات احسانی" اور "مرکبات احسانی" وغیرہ علم طب کی روح ہیں۔

حکیم صاحب اضلاع فتح پور اور باندہ میں سرکاری وکیل کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے اور حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی (۱۷۶۰ء۔۱۸۳۴ء) سے شرف بیعت رکھتے تھے۔

شاہ محمد امین اللہ نے اپنے نانا جان کی پیروی کرتے ہوئے اپنی تعلیم کے علاوہ طب میں بھی دسترس حاصل کی، بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم آپ کی رائے کے محتاج رہتے تھے۔آپ کی اچھی خاصی زمینداری بھی تھی۔پابندی شریعت اور جذبہ عشق ورثے میں ملا تھا۔سب سے پہلے حضرت شاہ صدر الدین احمد ناروی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی لیکن رحلت مرشد کے سبب منازل فقر کی تکمیل تشنہ رہ گئی۔پھر عرصہ دراز تک تکالیف واخراجات کثیرہ برداشت کرنے کے بعد حضرت سید فرخ شاہ مجذوب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے روحانیت کا درس لیا مگر تشفی نہ ہوسکی۔اور تلاش حق برابر جاری رہی اور حضرت حکیم

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

عبدالقوی ملقب بہ لسان الحق رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ قادریہ غوثیہ حزبیہ میں شرف بیعت حاصل کیا۔

ایک دفعہ حضرت مولانا عبدالقیوم عرف منظور احمد شاہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ امیر ملتؒ) آپ کی ملاقات کے لیے تشریف لائے اور عرصہ تک قیام پذیر رہے۔ دوران قیام برابر محافل افکار منعقد ہوتی رہیں۔ طبیعتوں کی یکسانیت نے رشتہ الفت ومحبت قائم کر دیا۔ مولانا عبدالقیوم عرف منظور احمد شاہ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے اوصاف حمیدہ سے متعارف کرایا تو آپ پر علی پور شریف پہنچنے کی دھن سوار ہوگئی اور فوراً تمام کاموں کو چھوڑ کر علی پور شریف حاضر ہو گئے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ کی نظر کیمیا اثر نے پہلی ہی نگاہ میں طالب صادق کے جذب صادق کا پورا پورا حال معلوم کر لیا اور آپ کو بیعت کی سعادت سے بہرہ افروز کرنے کے بعد ۱۱ مئی ۱۹۱۵ء کو بر موقعہ بارھویں سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور شریف خرقہ خلافت سے بھی نواز دیا۔

آپ تادم زیست ہر دوسرے یا تیسرے سال علی پور شریف حاضری دیتے رہے حضرت امیر ملت قدس سرہ آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ شمس الملت پیر سید نور حسین شاہؒ (۱۸۹۹ء۔۱۹۷۸ء) فرزند اصغر وسجادہ نشین دوم حضرت امیر ملت قدس سرہ بھی آپ سے بہت محبت رکھتے تھے اور اکثر اوقات آپ کے ہاں قصبہ نارہ میں تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کو حضرت امیر ملت قدس سرہ سے بے پناہ عشق تھا اور ان کی عطا کردہ اشیاء کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ جذبہ عشق میں زیادہ بے خود ہو جاتے تو علی پور سیداں کی طرف ہاتھ اٹھا کر والہانہ انداز میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

آنکھوں سے دور رہنے کا صاحب گلہ نہیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دل سے قریب ایسے ہو کچھ فاصلہ نہیں

آپ نے طول وعرض کے دورے کر کے سلسلہ عالیہ کی خوب تبلیغ کی۔آپ نے بزبان فارسی ایک شجرہ طریقت بھی لکھا جو ۱۹۳۱ء میں ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور میں شائع ہوا تھا۔رحلت سے چند ماہ قبل آپ نے اپنے بھتیجے محمد حاجی جماحیؒ کو داخل سلسلہ کر کے اپنا خلیفہ مجاز مقرر کر دیا تھا۔آخر عمر میں شوق عبادت بہت ہی بڑھ گیا تھا اور اتباع سنت مصطفویؐ میں تو آپ عدیم النظیر تھے۔حلقہ ذکر کا سلسلہ تا زیست قائم رہا۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۸ صفر ۱۳۶۹ھ ۲۹ نومبر ۱۹۴۹ء بروز منگل ہوئی اور اپنے خاندانی قبرستان قصبہ نارہ (الہ آباد) میں سپرد خاک ہوئے۔مزار مقدس زیارت گاہ خلائق ہے۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۰۴۔

۲۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' از سید حیدر حسین علی پوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۶۔

۳۔ ''گلزار مدینہ'' از مولانا محمد عظیم فیروز پوری مطبوعہ لاہور ۱۳۳۷ھ ص ۶۴۔

۴۔ ''تذکرہ علماء ہند'' از مولوی رحمان علی (اردو ترجمہ از پروفیسر محمد ایوب قادری مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء ص ۸۴،۸۵۔)

۵۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور جون ۱۹۱۵ء ص ۱۸۔

۶۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور جنوری ۱۹۶۴ء ص ۲۲ تا ۲۵۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا محمد شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۶۱ء ـــــــــــــــــــــــــ ۱۹۵۱ء

فقیہ اعظم ابو یوسف مولانا محمد شریف بن مولانا عبدالرحمٰن (ف ۱۸۸۱ء) کی ولادت ۱۸۶۱ء میں کوٹلی لوہاراں (غربی) ضلع سیال کوٹ میں ہوئی۔ درس نظامی کی تکمیل والد ماجد سے کرنے کے بعد مشق مناظرہ کی۔ فراغت کے بعد تبلیغ مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کے لئے کمر باندھی ہفت روزہ ''الفقیہہ'' امرتسر میں آپ نے فقہ حنفی اور مذہب حقہ اہلسنت کی حمایت میں جو مضامین لکھے ان کا وزن مولوی ثناء اللہ امرتسری (۱۸۶۸ء۔ ۱۹۴۸ء) جیسے متعصب اور کٹر وہابی بھی محسوس کیے بغیر نہ رہ سکے۔ مشہور اہلحدیث عالم مولوی محمد ابراہیم میر سیال کوٹی (۱۸۷۴ء۔ ۱۹۵۶ء) سے بھی آپ کے متعدد مناظرے ہوئے۔ لیکن بفضل خدا اور بطفیل مصطفیٰ علیہ التحیہو الثناء آپ کی شخصیت ہمیشہ چھائی رہی۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمیؒ (۱۸۷۸ء۔ ۱۹۴۸ء) اور حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ (۱۸۸۳ء۔ ۱۹۴۸ء) آپ کے علمی تبحر کے معترف تھے۔

آپ تحریر و تقریر، بحث و مناظرہ اور شعر و شاعری میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ لاہور سے لے کر بمبئی تک آپ کی جادو بیانی کا ڈنکا بجتا تھا۔ تاریخ گوئی میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ اردو، فارسی اور عربی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اور تینوں زبانوں میں عمدہ شعر کہتے تھے۔ حضرت حافظ محمد عبدالکریم نقشبندی مجددیؒ (۱۸۴۸ء۔ ۱۹۳۶ء) عیدگاہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شریف راولپنڈی سے بیعت وخلافت تھی۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خاںؒ (۱۸۵۶ء۔۱۹۲۱ء) نے بھی اکتوبر ۱۹۱۹ء میں آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں خلافت واجازت سے مشرف فرمایا۔ آپ کو سنوسئ ہند امیر ملت قدس سرہ، (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) سے بھی خصوصی طور پر عقیدت و محبت تھی۔ برصغیر کے مختلف علاقوں کے تبلیغی دوروں میں آپ حضرت امیر ملت قدس سرہ کے ساتھ ہوتے تھے۔ ۱۹۶۵ء کی آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد میں بھی آپ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی معیت میں شامل ہوئے۔ آپ کی مذہبی ملی اور علمی خدمات سے خوش ہو کر حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ آپ پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اپنے مریدین کو استفساء کے لیے آپ کے پاس بھیجا کرتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

"پنجاب اور ہند میں علمائے اہلسنت کے سرتاج عالم صوفی کامل ہمارے مولوی محمد شریف صاحب ہیں ان کی خدمت میں جایا کرو"۔

آپ عالم شریعت اور شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ سیاست سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی زیر قیادت آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے تاریخی اجلاس میں شریک ہوئے اور تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کی ڈٹ کر حمایت کی۔ آپ کے پاس جب لوگ مرید ہونے کے لیے آتے تو اکثر وبیشتر کو حضرت امیر ملت قدس سرہ کی خدمت میں بھیج دیتے تھے۔ بعض کو خود مرید کر لیتے تھے۔

آپ نے نوے برس کی عمر میں ۱۵ جنوری ۱۹۵۱ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ بروز پیر رحلت فرمائی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے خلیفہ خاص مولانا نور الحسنؒ (۱۸۶۰ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۹۵۵ء) خطیب مسجد ملا عبدالحکیمؒ سیال کوٹ نے نماز جنازہ پڑھائی اور دارے والی مسجد (مسجد شریفی) کے عقب میں سپرد خاک ہوئے۔ مزار پر انوار مرجع عام وخاص ہے۔

آپ کی رحلت پر متعدد حضرات نے قطعات تاریخ وفات کہے اور بعض نے منظوم خراج تحسین پیش کیا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے خلیفہ ارشد حضرت حکیم خادم علی سیالکوٹیؒ (۱۸۶۶ء۔۱۹۷۱ء) نے یوں خراج پیش کیا ہے۔

تھی ملی قطب ولایت سے خلافت اس کو
اور حاصل تھی تصوف کی نہایت اس کو
ڈھونڈتی پھرتی ہے اب اس کو نگاہِ بیتاب
پر نہیں ملتا ہے ان کا زمانے میں جواب

حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دوسرے منظور نظر خلیفہ پروفیسر حامد حسن قادریؒ (۱۸۸۷ء۔۱۹۶۴ء) نے مندرجہ ذیل قطعات تاریخ وفات کہے۔

ا۔

"مفتی جلیل مولوی محمد شریف کوٹلویؒ" ۱۹۵۱ء

وہ محمد شریف نیک صفات
منبع فیض و مجمع حسنات
مفتی دیں محدث فاضل
معدن خیر و مخزن برکات
پردہ فرما کے دار فانی سے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہو گئے باقی فنا فی الذات

سوگوار ان کا سارا پاکستان

ہوں وہ جنت میں فائز برکات

ان کی مدح و ثنا کہاں ممکن

قادریؔ لکھ دو ان کا سالِ وفات

کہدو ’’ پاکیزہ طینت و ذی علم‘‘۱۳۷۰ھ

کہدو ’’عارف صفات و پاک حیات‘‘۱۳۷۰ھ

۲۔

تھے یہاں فرد کامل دنیا

ہوں وہاں جا کے فرد کامل خلد

قادریؔ لکھے اُن کا سالِ وصال

کہ:’’ محمد شریف داخل خلد ۱۹۵۱ء ‘‘

آپ نے باون کتب تصنیف کیں جن میں سے ۴۵ زیور طبع سے آراستہ ہوئیں اور سات غیر مطبوعہ حالت میں چھوڑیں۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مطبوعہ کتب

(۱) ضرورت فقہ (۲) کتاب التراویح (۳) صداقت الاحناف (۴) کشف الخطاء (۵) اباعۃ السیف (۶) نماز حنفی مدلل (۷) نجدیوں سے نفرت (۸) تصور شیخ (۹) اربعین حنفیہ (۱۰) فرقہ شیعہ کی ابتداء (۱۱) وہابیہ سے مناکحت (۱۲) مستورات کی نماز (۱۳) اربعین نبویہ (۱۴) تائید الامام باحادیث خیر الانامؐ (۱۵) کتاب الوتر (۱۶) فقہ در

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اصل حدیث ہے۔ (۱۷) دعا بعد نماز جنازہ (۱۸) ندائے یا رسول اللہ (۱۹) اجتہاد (۲۰) تحقیق بدعت (۲۱) اخلاق الصالحین (۲۲) القول الحسن (۲۳) شمس الحق (۲۴) الحق المبین (۲۵) مناظرہ بہلولہ (۲۶) مسئلہ طلاق ثلاثہ (۲۷) رسالہ تقلید (۲۸) منہ مانگی مراد (۲۹) ثبوت تقلید (۳۰) آیات بینات (۳۱) اظہار حق (۳۲) انتفاع الاموات با الصدقات (۳۳) سنان المقلدین فی صدر غیر المقلدین (۳۴) القول الصائب (۳۵) نفی فئی (۳۶) علم النبی (۳۷) نصرۃ الحق (۳۸) اباحۃ السلف البناء علیٰ قبور المشائخ والعلماء (۳۹) حقیقت نماز جنازہ (۴۰) فقہ وہابیہ (۴۱) ختم یا فاتحہ مروجہ (۴۱) در مختار پر اعتراضات کے جوابات (۴۲) پردۂ نسواں (۴۳) شرح مشکوٰۃ شریف (۴۴) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ارشادات (۴۵) ماتم کا شرعی حکم

غیر مطبوعہ کتب

(۱) مشکوٰۃ شریف کا پنجابی ترجمہ (۲) فاتحہ خلف الامام (عربی، اردو) (۳) مفقود الخبر (۴) مرزائیت کی تردید (۵) تحقیق الکلام (۶) ترجمہ موطا امام محمد (۷) ترجمہ آثار محمد۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۷۰۲۔

۲۔ ''تذکرہ خلفاء اعلیٰ حضرت'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء ص ۲۶۲ تا ۲۶۴۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۳۔ "تذکرہ علماء اہلسنت" از شاہ محمود احمد قادری مطبوعہ کانپور (بھارت) ۱۳۹۱ھ ص ۲۲۵۔

۴۔ "حیات کامل" از مولانا عبدالحکیم مطبوعہ سرگودھا، ثنائی پریس ص ۲۷

۵۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از مولانا نور بخش توکلیؒ (تکملہ از محمد صادق قصوری) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۵۶۳۔۵۶۴۔

۶۔ مقالات یوم رضا حصہ سوم از قاضی عبدالنبی کوکب مطبوعہ لاہور ۱۹۷ھ ص ۲۸۔

۷۔ "اولیائے سیال کوٹ" از (رشید نیاز مطبوعہ لاہور طبع دوم ۱۹۹۲ء ص ۸۴ تا ۸۵۔

۸۔ "انوار الکریم" از پروفیسر انیس احمد شیخ مطبوعہ لاہور طبع دوم ۱۹۷۹ء ص ۲۸۸۔

۹۔ "تذکرہ فقیہ اعظم" از پروفیسر ڈاکٹر مجیب احمد مطبوعہ مرید کے ضلع شیخوپورہ ۱۹۹۴ء متعدد صفحات۔

۱۰۔ ماہنامہ "لمعات الصوفیہ" سیالکوٹ فروری ۱۹۵۱ء ص ٹائٹیل صفحہ ۳، ۳۰۔

۱۱۔ روزنامہ "سعادت" لائل پور بابت ۲۳ مئی ۱۹۶۹ء۔

۱۲۔ روزنامہ "مساوات" لاہور بابت ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۵ء۔

۱۳۔ "سوانح فقیہ اعظم" (قلمی) از صوفی محمد رضا المصطفیٰ چشتی کوٹلوی مرحوم۔

۱۴۔ مکتوب گرامی حضرت سید اختر حسین شاہ علی پوریؒ بنام مؤلف ۲۱ ستمبر ۱۹۷۶ء۔

۱۵۔ سہ ماہی "پیغام آشنا" اسلام آباد، اکتوبر ۲۰۰۰ء ص ۱۱۱ تا ۱۱۷۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

میاں رجب علی جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۶۱ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۵۱ء

حضرت میاں رجب علی بن سردار بخش ولد حشمت علی بن معظم خان کی ولادت ۱۸۶۱ء میں موضع جھنگی بلوآنہ چک نمبر ۲۰۳ ج ب تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں ہوئی۔ جٹ سپرا قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ والدہ ماجدہ کا اسم مبارک سلماں بی بی تھا۔

آپ بڑے قد و قامت والے اور طاقتور نوجوان تھے۔ ڈاکہ زنی، بدمعاشی اور چوری کے سلسلہ میں تمام ضلع میں مشہور و معروف تھے۔ اس سلسلہ میں آپکی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ لوگ آپ کا نام سن کر کانپ اٹھتے تھے۔ یہاں تک کہ جو عورت اپنے بچے کو ڈرانا چاہتی تو کہتی کہ وہ دیکھ رجو (رجب علی) آرہا ہے بچہ یہ سنتے ہی مارے ڈر کے سہم جاتا غرض لوگ بہت تنگ آچکے تھے۔ حکومت نے آپ کی ان روز افزوں کاروائیوں سے تنگ آکر آپ کے گاؤں میں پولیس چوکی قائم کردی۔ کئی مرتبہ پولیس چوکی سے آپکی جھڑپیں ہوئیں اور پولیس کا نقصان بھی ہوتا رہا۔ غرض پولیس چوبیس گھنٹے آپ نگرانی کرتی رہتی تھی۔

۱۹۱۴ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، آپ کے گاؤں کے قریب موضع پسلیانوالہ تشریف لے گئے تو پیر بخش تھانیدار جو حضرت اقدس سے بیعت تھا۔ آپ کو لے کر حاضر خدمت ہوا اور سلام کے بعد عرض کیا کہ ''حضور! '' دعا فرمائے کہ یا تو ہمارے تبدیلی ہو جائے یا رجب علی مرجائے۔ '' حضرت اقدس نے فرمایا، کیوں؟ تھانیدار نے کہا کہ '' یہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ڈاکے ڈالتا ہے، لوگوں کو تنگ کرتا ہے اور ہمیں بھی بے عزت کرواتا ہے، ہم اس کی ان حرکتوں سے بہت تنگ آ چکے ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ۔

"میں نے ساری عمر کسی کے لیے بددعا نہیں کی، ہاں دعا کرتا ہوں۔"

یہ سن کر آپ (رجب علی) نے کہا کہ "میں نے بڑے بڑے پیر دیکھے ہیں" حضرت اقدس نے فرمایا۔

"تو نے تو بڑے بڑے پیر دیکھے لیکن تجھے کسی نے نہیں دیکھا۔"

اس وقت ایک دو آدمی حضرت اقدس امیر ملت قدس سرہ، کے پاؤں دبا رہے تھے۔ آپ بھی پاؤں دبانے لگے اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں پورے زور سے دبانے لگے۔ حضرت اقدس نے فرمایا، "یہ کون ہے؟" عرض کیا گیا، "رجب علی ہے"۔ حضرت نے فرمایا، "باقی سب چھوڑ دو، اور آپ کو ہدایت کی کہ دونوں ہاتھوں سے خوب زور سے دباؤ۔ آپ نے دبانا شروع کیا، حضرت برابر یہی فرماتے رہے، "اور زور سے، اور زور سے" آخر کار آپ تھک کر پسینہ پسینہ ہو گئے اور حضرت اقدس برابر اور زیادہ زور لگانے کا حکم دیتے رہے۔ القصہ آپ نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔

"حضور! میں اگر بھینس کی ٹانگ اتنے زور سے دباؤں تو چور چور کر دوں۔ میں تو بھینس کو دونوں جبڑوں سے پکڑ کر دو کر دیتا ہوں، مگر آپ کے مٹھی بھر وجود نے مجھے پسینہ پسینہ کر دیا ہے۔ یہ جسم صرف مٹی نہیں بلکہ نور ہے۔ میں جتنا زور لگاتا ہوں حضور اور زیادہ کا حکم دیتے ہیں۔" حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"تو تو بہت مشہور اور زور آور ڈاکو شمار کیا جاتا ہے یہ کیسا زور ہے کہ پاؤں نہیں دبا سکتا" (حضرت رجب علی صاحب) گڑگڑانے لگے اور عرض کیا:۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

''میں توبہ کرتا ہوں، اپنے اعمال بد سے باز رہنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ حضور بھی رب تعالیٰ کے حضور میری مغفرت کی دعا کریں اور مجھے سلسلہ میں داخل کریں۔''

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ''کل اگلے گاؤں آنا''۔ چنانچہ دوسرے دن حاضر ہوئے تو حضرت نے حلقہ میں بٹھا کر توجہ دی تو بے ہوش ہو کر تڑپنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ہوش میں آئے تو حضرت اقدس نے چند اسباق پڑھائے اور فرمایا:۔

''رجب علی! کیا اب بھی چوری ڈاکہ میں حصہ لے گا؟''

عرض کیا:۔ ''حضور: آج سب کچھ ختم''

اس واقعہ کے بعد آپ اپنا زیادہ تر وقت مسجد میں گزارتے۔ نماز کے ایسے پابند ہو گئے کہ تہجد اور اشراق کا بھی ناغہ نہ ہوتا۔ فنافی الشیخ ہو گئے اور ہمیشہ سر پر چادر ڈالے رہتے اور نظر اٹھا کر بھی اوپر نہ دیکھتے۔ سحری کے وقت ذکر کرتے ہوئے ایک آدھ دفعہ آواز بلند ہو جاتی تو اس کی گونج دور تک جاتی اور بڑی پیاری معلوم ہوتی۔ ۱۹۳۸ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے اجازت و خلافت سے بھی نواز دیا۔ چنانچہ لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور اپنی جھولیاں گوہر مراد سے بھر کر لے جاتے۔ ہر صبح نو بجے تک حجرہ میں محو عبادت رہتے اور پھر باہر آ کر حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرتے۔ لوگوں کو پانی دم کر کے دیتے تو مایوس مریض بھی خدا کے فضل و کرم سے صحت یاب ہو جاتے۔ عصر کی نماز سے لے کر مغرب تک کسی سے گفتگو نہ کرتے، آپ سے جو بیعت کرتا پابند شریعت ہو جاتا۔

زہد و تقویٰ انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ بے نماز کے ہاتھ کی روٹی نہ کھاتے تھے۔ اگر کوئی بے نماز عورت روٹی پکاتی تو روٹی دیکھ کر فوراً کہہ دیتے کہ ''یہ بے نماز کے ہاتھ کی روٹی ہے۔'' اپنے گھر کے قریب ہی ''جامع مسجد نور شہہ جماعت'' کے نام سے ایک شاندار مسجد

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تعمیر کی، جود و سخا میں اپنی مثال آپ تھے۔ رمضان المبارک میں اکثر غریب لوگ آپ کے ہاں روزے رکھتے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، آپ پر خصوصی نظر کرم فرماتے تھے۔

حضرت منشی احمد دین گجراتی (۱۸۹۷ء۔۱۹۸۰ء) راوی ہیں کہ میں نے میاں رجب علی کی توبہ کا واقعہ ۱۹۲۱ء میں ''لائل پور ڈسٹرکٹ خلافت کانفرنس'' کے موقعہ پر یاران جھنگ سے سنا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، اس کانفرنس کی صدارت فرما رہے تھے اور مجھے نعت خوانی کے لے بلایا تھا۔ میں نے اس کانفرنس میں حضرت کی شان میں ایک قصیدہ پیش کیا جس میں اس واقعہ کی طرف بھی اشارہ کیا تھا۔

ہے شاہ جماعت پیر میرا سبحان اللہ سبحان اللہ
کئی ڈاکو سن وچہ باراں دے
اوہ کپڑے لاہن اسواراں دے
ہن وڑ بیٹھے وچہ غاراں دے
ہے شاہ جماعت پیر سبحان اللہ سبحان اللہ

صبح جب رجب علی مجھے ملے تو کہنے لگے:۔ ''وت بیلیا نہیوں ناں ٹلیا۔''

۱۹۳۱ء میں بھی حضرت منشی صاحب نے حضرت قدس سرہ کی، شان میں ایک قصیدہ لکھا، اس میں بھی میاں رجب علی کے واقعہ کا یوں ذکر کیا ہے۔

ڈاکو حلقے وچہ لیا کے
واپس کیتے غوث بنا کے
جاری قلب کرا علی پور والڑیا
سانوں رہندا تیرا چا علی پور والڑیا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت الحاج حافظ نور احمد قصوری (۱۹۰۷ء۔۱۹۸۶ء) خلیفہ امیر ملت نے ایک دفعہ بیان فرمایا تھا۔ کہ:۔

''ایک دفعہ میں علی پور شریف کی ''مسجد نور'' میں نماز با جماعت ادا کر رہا تھا کہ ایک شخص میرے ساتھ آ کر شامل نماز ہوا۔ اس کے قلب سے **اللہ اللہ** کی آواز آ رہی تھی۔ میں حیران تھا کہ یہ شخص کون ہے؟ بعد میں پتہ چلا کہ یہ میاں رجب علی تھے۔''

آپ شریعت کے بہت زیادہ پابند تھے۔ آپ کے ملازم وغیرہ بھی پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ جب علی پور شریف عرس پر جانا ہوتا تو تمام یاران جھنگ آپ کے ہاں جمع ہو جاتے اور پھر قافلہ کی حیثیت سے روانہ ہوتے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کو بھی آپ سے بہت پیار تھا۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ سے آپ کو کمبل ارسال فرمایا۔ ساری عمر کوئی مال جمع نہ کیا اور عمر بھر زکوٰۃ فرض نہ ہوئی۔

مستجاب الدعوات ایسے کہ جو منہ سے نکلا پورا ہوا۔ آپ کے دونوں صاحبزادے نور محمد اور نور احمد حافظ قرآن ہوئے''۔ ایک دن اپنی بیٹی مریم کے منہ میں لب لگا کر فرمایا کہ خدا تمہیں بھی حافظ قرآن بنا دے گا'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی حافظ بنا دیا۔

وصال سے قبل صاحب فراش ہوئے تو بستر علالت پر بھی تبلیغ و توسیع سلسلہ عالیہ کا کام جاری رہا۔ اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ:۔

''میری رحلت کے بعد کوئی عورت ہاتھ کھڑے کر کے نہ روئے میرے پلنگ کو کوئی بے نماز ہاتھ نہ لگائے۔ میرے جنازے کے ساتھ قرآن خوانی اور نعت خوانی کریں۔ میرے مزار پر بہتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھا جائے۔''

وصال سے چند منٹ پہلے فرمایا کہ وقت قریب آ گیا ہے لہذا مجھے وضو کراؤ۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

چنانچہ وضو کرایا گیا اور نماز کی تیاری شروع کر دی۔ فرشتہ اجل نے عین نماز ظہر کی حالت میں ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹ جون 1951ء بروز منگل آپ کو خالق حقیقی سے ملا دیا۔ مزار اقدس آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ لوگ آتے ہیں اور فیض کے خزانے لوٹ کر واپس جاتے ہیں۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۲۵۹، ۷۰۴۔

۲۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۵۔

۳۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ اگست ۱۹۳۱ء ص ۵۴

۴۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور جون ۱۹۶۸ء ص ۲۲۔

۵۔ مکتوب گرامی حضرت منشی احمد دین گجراتیؒ بنام مؤلف از سانگلہ ہل محررہ ۲۰ ستمبر ۱۹۷۶ء۔

۶۔ مکتوب گرامی الحاج حافظ نور محمد جماعتی (خلف الرشید میاں رجب علی) بنام مؤلف محررہ ۲۲ دسمبر ۱۹۷۶ء۔

۷۔ مکتوب گرامی مہر نور محمد نمبردار ساکن بلوانہ بنام مؤلف موصولہ ۱۰ جنوری ۱۹۷۷ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا محمد عبدالقیوم عرف منظور احمد شاہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۷۲ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۵۱ء

مولانا محمد عبدالقیوم عرف منظور احمد شاہ کی ولادت با سعادت ۲۲ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۲۷ اگست ۱۸۷۲ء بروز منگل جناب رحیم داد خاں کے ہاں الہ آباد (بھارت) میں ہوئی۔ عالم شیر خوارگی میں ہی واقعات نادرہ وحالات عجیبہ کا ظہور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ آپ بچوں کے ساتھ کھیل کود میں بالکل حصہ نہیں لیتے تھے۔ ایک مرتبہ جب استاذ المکرم نے بچوں کو کھیلنے کیلئے رخصت عطا فرمائی تو آپ نے اپنے ہمعصر بچوں کو ساتھ لے کر نماز باجماعت ادا کرنے کا مشغلہ شروع کیا۔ جملہ بچے مقتدی بنے اور آپ امام۔ استاد نے جب یہ دیکھا تو محبت کے ساتھ سینے سے لگالیا اور فرمایا:۔

"کیسا اچھا امام ہے اور کیسے اچھے مقتدی ہیں۔"

آپ کو بچپن ہی سے بزرگان دین کی خدمت بابرکت میں حاضر رہنے کا لامتناہی شوق تھا۔ والد گرامی کے انتقال کے بعد جب والدہ ماجدہ نے حضرت سید بہاء الدین نقشبندی مجددی مظہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تو آپ نے بھی اول چاشنی اس درگاہ والا جاہ کے فیض کی چکھی مگر سن شریف صرف تیرہ سال تھا۔ بدیں وجہ کوئی تعلیم طریقہ عالیہ کی حاصل نہ کر سکے۔

سن شعور کو پہنچنے پر تلاش مرشد میں مسلسل دس سال ہندوستان کے اطراف و

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اکناف میں پھرتے رہے اور اس دوران میں قوت لایموت کے حصول کے مختلف اسباب و ذرائع اختیار فرماتے رہے۔ چنانچہ ایک عرصہ تک عطر فروشی کرتے رہے۔ اسی حال میں ۱۹۱۰ء میں اجمیر شریف میں عرس مبارک کے موقع پر حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے شرف نیاز حاصل ہوا۔ مختصر گفتگو کے بعد حضرت قدس سرہ، نے فرمایا کہ،

"علی پور شریف آؤ تو وہاں خریدیں گے۔"

چنانچہ بعد میں ۱۲ مئی ۱۹۱۰ کو علی پور سیداں حاضر ہوئے۔ ایک کمرے میں ٹھہرا دیئے گئے۔ پیر کی تلاش میں دس سال کی یہ حوصلہ فرسا مدت گزارنے کے بعد انتہائی ذوق و شوق سے اسی لباس میں جس میں دس سال گزارے ہیں، دوسرے داخل ہونے والوں کی کثیر جماعت کے لیے صرف ایک کمبل استعمال کیا جاتا رہا ہے جو آج بھی عجیب دلربا انداز میں زیب تن فرمایا گیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، دیکھتے ہی حکم دیتے ہیں کہ:۔

"اس دیوانہ کو جماعت سے نکال دو"

یہی معاملہ دو دن پیش آتا رہا۔

۱۴ مئی ۱۹۱۰ء کو بعد نماز مغرب حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے بکمال محبت طلب فرما کر حجامت بنوا کر غسل کرایا اور نئے کپڑے پہنا کر سر پر عمامہ بندھوایا۔ جب اس شان محبوبی کے ساتھ مرشد کے حضور حاضر ہوئے تو سعادت بیعت سے سرفراز کیے گئے اور "منظور احمد" کا خطاب عطا ہوا۔ حضرت اقدس نے جملہ فیوض و برکات سے نواز کر نکاح کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر بعد از اعتکاف ۱۱ مئی ۱۹۱۵ء کو بر موقع ۱۴واں سالانہ جلسہ علی پور شریف خلافت عظمیٰ سے نوازا۔

خلافت حاصل کرنے کے بعد بحکم امیر ملت قدس سرہ، محبت پور پلینہ تحصیل سراٹھو

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ضلع الہ آباد (بھارت) تشریف لے گئے اور ایک عرصہ تک قرب وجوار کے مواضعات میں سلسلہ تبلیغ وتعلیم جاری رہا۔ ایک جماعت کثیر تائب ہو کر داخل سلسلہ ہوئی۔ مسلمانوں کے علاوہ ہندو، عیسائی و دیگر غیر مسلم بھی آپ سے ہدایت یاب ہوئے۔

ہندوستان کے اطراف وجوانب میں تبلیغ وتلقین کا بازار گرم کر کے اپنے سلسلہ کی اشاعت کی۔

آپ کی ہر بات سامعین کے قلب وجگر میں پیوست ہو جاتی تھی۔ دشمن بھی آپ کے اخلاق کریمانہ کے معترف تھے۔ ہر شخص یہی سمجھتا کہ آپ سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ اپنے پرائے سب کے سب مستفید و مستفیض ہوتے۔ لوگ خالی ہاتھ آتے اور گوہر مراد سے دامن بھر کر واپس جاتے۔ سب کو نوازتے۔ سب کی بگڑی بناتے۔ سب کی سنتے اور ہر ممکن مدد فرماتے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنتے ہی آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ اشداء علی الکفار رحما بینھم کی سچی تصویر تھے۔

آپ دو مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے تحریک خلافت میں پیرو مرشد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بھرپور حصہ لیا۔ اوائل عمری میں پہلوانی کا بھی شوق تھا مگر جب فقیری میں وارد ہوئے تو یہ شغل ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوٹ گیا۔ آپ نہایت سادہ طبیعت، خوبصورت، قد آور، نورانی چہرہ اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ لباس بھی نہایت سادہ پہنتے تھے۔ زیادہ تر مارکین کی شلوار شرعی اور مارکین کا کرتہ اور لدھیانہ کا جوتا استعمال فرماتے۔ مریدوں پر الطاف کریمانہ ہمہ وقت رہتا تھے۔

مریدوں کی دست گیری کو ہر وقت پیش نظر رکھتے تھے۔

آپ کی رحلت ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۷ جون ۱۹۵۱ء بروز بدھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہوئی اور محلہ رسول پور الہ آباد میں آپ کے آموں کے باغ میں آخری آرامگاہ بنی۔

مؤلف کتاب ہذا احمد صادق قصوری نے یہ قطعہ تاریخ کہا ہے۔

خلیفہ امیر ملت اسلام رفت آں
منظور احمد سوئے قصر جناں
فکر سال رحلت کرد چوں صادقؔ
گفت ہاتف بگو رُخِ رخشاں

۱۹۵۱ء

منظور احمد بعز و جاہ — آج دنیا سے ہو گئے رخصت
فکر جو کی سالِ رحلت کی صادقؔ — بولا ہاتف کہو "مقصودِ خلقت"

۱۳۷۰ھ

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۲۰۴۔

۲۔ "تذکرہ شہ جماعت" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۵۔

۳۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور بابت جون 1915ء ص ۸۔

۴۔ ماہنامہ "انوارلصوفیہ" قصور بابت ماہ جنوری ۱۹۶۳ء ص ۳۳ تا ۳۵۔

۵۔ مکتوب گرامی غلام الصالحین حاجی بھائی ماڈرن بیٹری فیکٹری محلہ اتالہ، الہ آباد (بھارت) بنام مؤلف محررہ ۵ دسمبر ۱۹۷۶ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

میاں جی محمد محبوب عالم بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۸۱ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۵۱ء

میاں جی محمد عالم کی ولادت ۱۸۸۱ء میں گینڈی کھاتہ (جنگل) نجیب آباد ضلع بجنور (بھارت) کے ایک گوجر گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد بڑے بزرگ اور عالم تھے۔ وہ ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۳ء میں جموں (کشمیر) سے علی پور سیداں حاضر ہوئے اور چند سال حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی خدمت میں حاضر رہے۔ بعد ازاں ڈیرہ دون (بھارت) میں اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۲ء میں وہ اپنے صاحبزادے میاں جی محمد عالم کو ساتھ لے کر علی پور سیداں دوبارہ آئے اور حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی غلامی میں دے دیا۔

چنانچہ داخل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ ہونے کے بعد میاں جی محمد عالم ہمیشہ دربار شریف میں حاضر ہوتے رہے۔ عرس مبارک سے ایک دو ماہ قبل علی پور سیداں شریف حاضر ہوتے اور درویشوں کے ساتھ ہر خدمت سرانجام دیتے اور جلسے کے بعد انعام واکرام سے سرفراز ہو کر واپس اپنے جنگل میں چلے جاتے اور دودھ کے کاروبار میں مصروف ہو جاتے۔

۱۹۴۰ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو خلافت عطا فرمائی مگر آپ نے کسی سے اظہار نہیں کیا۔ دو سال بعد ۱۹۴۲ء میں آپ کے بھائی بھی دربار شریف حاضر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہوئے اور حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ بہت سے لوگ داخل سلسلہ ہونے کے مشتاق ہیں لیکن حاضری سے معذور ہیں۔ اس پر حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہ، نے ارشاد فرمایا کہ:

"تم لوگوں کو یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے ہم نے مولوی جی کو تمہیں دے دیا ہے۔ ان سے داخل سلسلہ کرادیں۔"

حضرت امیر ملت قدس سرہ، آپ کو پیار سے ہمیشہ "مولوی جی" فرمایا کرتے تھے۔ اس کے بعد لوگوں کے مجبور کرنے پر آپ نے سلسلہ بیعت جاری کر دیا۔ اور ایک سو کے قریب اشخاص کو داخل آپ بڑے عابد و زاہد، ذاکر و متقی، پرہیز گار و تہجد گزار تھے۔ دو مرتبہ مع اہل و عیال و حج و زیارت کے لیے گئے۔ پہلے حج ۱۹۴۴ء میں آپ کی اہلیہ اور ایک چھوٹا بچہ وہاں فوت ہو گئے اور مبلغ چار ہزار روپیہ کی ہمیانی گم ہو گئی۔ مفلس و غریب الدیار رہ گئے۔ لیکن ان صدمات پر صبر کیا اور اپنے پیر و مرشد پیر روشن ضمیر حضرت امیر ملت قدس سرہ، کا تصور کیا۔ فوراً یہ کرامت ظہور پذیر ہوئی کہ اس قافلے میں کاٹھیاواڑ کا ایک سیٹھ تھا۔ اس نے اپنی امانت زر نقد آپ کے سپرد کی اور نہایت اصرار کے ساتھ آپ کے انکار کے باوجود تمام مصارف سفر برداشت کیے۔ اپنے ہمراہ کراچی تک پہنچا کر بذریعہ ہوائی جہاز لکھنؤ تک پہنچایا۔ پھر لکھنؤ سے آپ اپنے جنگل میں تشریف لے گئے۔ تقسیم ہند کے بعد سفر کی دشواریوں کے سبب علی پور شریف کی حاضری کے لیے بے قرار رہتے تھے۔

۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء میں دوبارہ حج کو تشریف لے گئے۔ ارادہ تھا کہ واپسی پر علی پور شریف حاضر ہوں گے لیکن وہاں علیل ہو گئے اور علالت آخر تک رہی۔ جب حج و زیارت سے واپس آئے تو معلوم ہوا کہ ایک شادی شدہ بیٹی کا انتقال ہو گیا ہے اور دوسری کا شوہر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

فوت ہو گیا ہے۔ یہ دونوں صدمے بھی برداشت کر کے صبر کیا اور راضی برضائے مولا رہے۔"

حضرت امیر ملت قدس سرہ، آپ کو "مولوی محمد عالم گنگا والا" بھی فرمایا کرتے تھے کیونکہ آپ کا قیام دریائے گنگا کے کنارے تھا۔ جنگل میں رہ کر بھینسوں کا دودھ فروخت کرتے تھے۔ نہایت مہمان نواز تھے۔ علالت کے زمانے میں بھینسیں فروخت کر دیں۔ جو کچھ پاس ہوتا راہ خدا میں خرچ کر دیتے۔ پیرو مرشد کے قدم بقدم چلتے۔ شیخ کی سنت کا ہمیشہ لحاظ کرتے اور عشق مرشد میں بے تاب رہتے۔ مسائل فقہ سے خوب واقف تھے۔

۳۰ اگست ۱۹۵۱ء بروز جمعرات حضرت امیر قدس سرہ، کا انتقال ہوا تو یہ جانکاہ خبر نجیب آباد میں ۳ ستمبر ۱۹۵۱ء کو پہنچی۔ آپ یہ خبر سنتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ رات کو کچھ ہوش آیا تو اپنے ایک مرید صوفی احمد بخش سے فرمایا کہ حضرت امیر ملتؒ کا فاتحہ جمعرات کو کریں گے۔ ضعف حد سے بڑھ گیا تو نماز تہجد چارپائی پر ادا فرمائی اور وصیت کی کہ "کشمیری میاں کے قبرستان میں جو مسجد ہے، وہاں رہنے کو ہمارا دل چاہتا ہے۔ پھر فرمایا کہ وہاں تھوڑی سی زمین خرید لو، ہماری قبر بھی وہیں بنا دی جائے۔"

اس کے بعد نماز فجر کے لیے پھر وضو کیا اور اشاروں سے نماز فجر ادا کی۔ اس کے بعد مراقب ہو گئے اور اپنے پیرو مرشد حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کے تصور میں یکم ذوالحجہ ۱۳۷۰ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۵۱ء بروز منگل داعی اجل کو لبیک کہا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

آپ کے برادر طریقت اور حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کے خلیفہ خاص حضرت مولانا حامد حسن قادریؒ (۱۸۸۷ء۔۱۹۶۴ء) نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ وصال کیا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تاب ہجر قبلۂ عالم نداشت
عشق ایں است و بس غم ایں غم است
داد جان چوں رحلت مرشد شنید
در جناں با مرشد خود خرم است
قادری گفتہ است تاریخ وفات
"عاشقے صادق محمد عالم است"۱۳۷۰ھ

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں صفحہ ۷۰۴۔
۲۔ ماہنامہ "لمعات الصوفیہ" سیال کوٹ بابت اکتوبر ۱۹۵۱ء صفحہ ۵ تا ۷
۳۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور بابت اپریل مئی ۱۹۶۱ء صفحہ ۶۶

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید خادم حسین شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۹۰ء ــــــــــــــــ ۱۹۵۱ء

خادم الملت حضرت صاحبزادہ پیر سید حافظ خادم حسین شاہ بن امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) کی ولادت باسعادت ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء میں علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ حال نارووال (پنجاب) میں ہوئی۔ آپ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ بچپن ہی سے ذہین، متقی اور پرہیز گار تھے۔ اتباع شریعت کا آپ کو ابتدا سے خاص اہتمام مدنظر رہتا تھا۔ حضرت حافظ قاری شہاب الدین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں میں کلام مجید حفظ کیا۔ پھر اردو، فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم اسی درسگاہ سے حاصل کرنے کے بعد تشنگی علم کشاں کشاں لاہور لے آئی۔ یہاں آپ نے مسجد پٹولیاں اندرون لوہاری گیٹ کے ایک حجرے میں قیام کیا اور علوم عربیہ کی تحصیل کی۔ ازاں بعد اورنٹیل کالج لاہور میں داخل ہو کر ۱۹۱۳ء میں مولوی فاضل کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔

یہ امر محتاج وضاحت نہیں ہے کہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لیے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے برصغیر کی پوری تاریخ اس کی نظر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ قادیانی آپ کا نام نامی اسم گرامی سن کر ہی حواس باختہ ہو جاتے تھے اور

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت اقدس کو کسی نہ کسی طرح گزند کے مذموم منصوبے بناتے رہتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت قدس سرہ، کے خلاف اشتہار بازی کی گئی۔ مقدمات دائر کیے گئے اور مناظروں کے چیلنج بھی دیئے گئے مگر بفضل خدا ہر دفعہ ذلت وخواری ان کا مقدر ٹھہری۔ چنانچہ شکست خوردہ قادیانیوں نے اب بدلہ لینے کی ایک نئی سکیم بنائی اور حضرت صاحبزادہ سید خادم حسین شاہ پر ایک فوجداری مقدمہ دائر کر دیا۔

اس مقدمہ کی پیروی کے لیے حضرت امیر ملت قدس سرہ، تقریباً ایک سال تک مسجد پٹولیاں لاہور میں قیام پذیر رہے۔ دشمن چاہتے تھے کہ حضرت اقدس کو اس طرح پریشان کریں کہ تبلیغ وارشاد کا سلسلہ ختم ہو کر رہ جائے۔ لیکن عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد کے مصداق معاندین کا یہ اقدام ان کی منشا کے بالکل برعکس نکلا۔ مسجد پٹولیاں کے قیام کے زمانے میں حضرت کا فیض عام جاری رہا۔ بڑے پیمانے پر آپ کا لنگر قائم تھا، سامان خورد ونوش برابر گھر سے منگواتے رہے اور مہمانوں کی خاطر مدارت جاری رہی۔ مسجد میں ہر رات آپ وعظ فرماتے جس میں دور ونزدیک کے لوگ شرکت کے لیے آتے اور فیضیاب ہوتے۔ ان ایام میں بے شمار لوگ تائب ہو کر سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔

مقدمہ کی پیروی کے لیے لاہور کی مشہور علمی، ادبی، مذہبی، سیاسی اور قانونی شخصیت مولانا محرم علی چشتیؒ (۱۸۶۳ء۔۱۹۳۴ء) حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی طرف سے وکیل تھے۔ دوسرے وکلاء بھی شریک تھے مگر بحث سر میاں محمد شفیع بیرسٹر (۱۸۶۹ء۔۱۹۳۲ء) نے کی اور کسی محتانہ کے روادار نہ ہوئے۔ ماسٹر خواجہ محمد کرم الٰہی ایڈووکیٹ سیالکوٹیؒ (۱۸۸۰ء۔۱۹۵۹ء) مقدمہ کی پیروی کے لیے سیالکوٹ سے برابر آیا کرتے تھے۔ جس رات کی صبح کو فیصلہ سنایا جانا تھا وہ ہر رات حضرت امیر ملت قدس سرہ،

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نے حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار گوہر بار میں بسر کی۔ صبح ہوتے ہی آپ نے اپنے خادم حاجی عبداللہ امرتسری (ف ۱۹۲۱ء) کو حکم دیا کہ "آج فیصلے کی تاریخ ہے، زردہ پلاؤ کی دیگیں چڑھادو۔ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ "بری ہوجانے کا فیصلہ ہوجائے تو دیگیں چڑھادیں گے"۔ فرمایا! تم ابھی سے کام شروع کردو، اللہ تعالیٰ بری کرے گا۔" چنانچہ صاحبزادہ صاحب باعزت طور پر بری ہوگئے۔

مقدمہ سے برأت کے بعد صاحبزادہ صاحب برصغیر کے نامور عالم دین حضرت مولانا شاہ وصی اللہ احمد محدث سورتی (۱۸۳۶ء۔۱۹۱۶ء) کے مدرستہ الحدیث پیلی بھیت (یوپی، بھارت) میں تشریف لے گئے۔ اور بھرپور علمی استفادہ کیا۔ دوران تعلیم آپ نے "مینۃ المصلی" کی شرح لکھنے کے لیے حضرت محدث سورتیؒ سے عرض کیا۔ چنانچہ استاذ گرامی نے اپنے لائق و ذہین شاگرد کی درخواست پر "مینۃ المصلی" کی شرح "التعلیق المجلی" کے نام سے لکھی اور اس کی غرض تصنیف بیان کرتے ہوئے اپنے شاگرد عزیز سید خادم حسین شاہ کی ذہانت کی تعریف کی ہے۔ ۱۹۱۴ء۔ تا ۱۹۱۶ء آپ نے "مدرستہ الحدیث پیلی بھیت" میں استفادہ کیا۔ ۱۹۱۶ء میں حضرت محدث سورتی کے سانحہ ارتحال کے بعد "مدرسہ جامع العلوم کانپور" (بھارت) میں داخلہ لے کر باقاعدہ درس نظامی کی تکمیل کی۔ تفسیر، حدیث فقہ اور دیگر معقولی علوم حاصل کیے اور پھر ۱۹۳۰ء میں دورۂ حدیث کی سند حاصل کی۔

دوران تعلیم "مدرسہ جامع العلوم کانپور" صاحبزادہ سید خادم حسین شاہ نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۱۷ء کو جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد رکھی اور پھر ہر سال یہ جلسہ بڑی دھوم دھام سے مناتے رہے۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ مطابق ۶

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دسمبر ۱۹۱۹ء کا جلسہ خصوصی اہمیت کا حامل تھا۔ اڑھائی سو شرکاء کو صاحبزادہ صاحب نے اپنی گرہ سے شاندار کھانا کھلایا۔ صبح نو بجے سے بارہ بجے تک تقاریر، نعت خوانی اور صلوٰۃ وسلام کا سلسلہ جاری رہا۔ تقریب کے آخر میں صاحبزادہ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

''یہ میرا آخری سال ہے، بعد تکمیل رخصت ہو جاؤں گا۔ امید ہے کہ میرے بعد یہ سلسلہ جسے میں نے تین سال جاری رکھا، جاری رہے گا اور انشاءاللہ تعالیٰ تمام خرچہ میں ادا کرتا رہوں گا۔''

حصول تعلیم کے دوران گھر سے دور رہ کر آپ کو گوناگوں مشکلات کا بھی سامنا کرا پڑا لیکن تحصیل علم کے ذوق وشوق میں آپ نے ہر سختی کو سہل سمجھا اور عالم و فاضل بن کر گھر واپس آئے اور والد گرامی حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست حق پر بیعت کر کے اجازت وخلافت حاصل کی۔

آپ کی زبان مبارک میں معمولی سی لکنت تھی لیکن اس پر بھی علمی اور تبلیغی مشاغل میں کوئی کمی نہ آنے دی۔ ہمیشہ نماز فجر کے بعد کلام مجید کی تلاوت فرماتے۔ بڑے وسیع الاخلاق، خوش مزاج، بردبار اور اوصاف حسنہ سے آراستہ تھے۔ آپ کی سخاوت اور دریا دلی کے واقعات زبان زد عام وخاص تھے۔ غرباء ومساکین کی دستگیری اور حاجت روائی آپ کا شیوہ اور ہر ایک کی امداد واعانت آپ کا خاصہ تھا۔

آپ کو مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا، اپنا ذاتی کتب خانہ قائم کیا تھا جس میں قیمتی کتابوں کا قابل قدر ذخیرہ تھا۔ سارا کتب خانہ مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف کے لیے وقف کر دیا تھا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے تبلیغی، دینی، ملی اور فلاحی کاموں میں بھرپور حصہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

لیتے تھے اور اس مقصد کے لیے دور دراز مقامات کے دورے فرماتے رہتے تھے۔ تین مرتبہ زیارت حرمین شریفین اور مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے۔

اکتوبر ۱۹۵۱ء میں کچا کھوہ ضلع ملتان کے قریب ایک پیر بھائی صوبیدار غازی خاں کی اہلیہ کے چہلم پر فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے گئے۔ اس وقت کچا کھوہ ریلوے اسٹیشن پر گاڑی بہت کم وقت کے لیے رکتی تھی۔ چنانچہ ابھی آپ ریل سے اترنے نہ پائے تھے کہ گاڑی چل پڑی۔ آپ چلتی گاڑی سے اترے تو گر پڑے اور دونوں پاؤں میں سخت چوٹ آئی جس سے کافی خون بہا۔ اسی حالت میں آپ کو خانیوال ہسپتال پہنچایا گیا لیکن زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے ڈاکٹر بھی کچھ نہ کر سکے۔ اور وہیں آپ نے ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۱ء ۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۱ھ بروز پیر جام شہادت نوش فرمایا۔ میت شریف علی پور سیداں لائی گئی تو ایک کہرام برپا ہو گیا۔ آپ کے برادر اکبر سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہؒ (۱۸۷۸ء۔ ۱۹۶۱ء) (سجادہ نشین اول حضرت امیر ملت قدس سرہ) نے زیارت کی تو بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آتے ہی فرمایا۔

"تابوت کو حضور قبلہ عالم کی خدمت میں لے چلو"۔

چنانچہ تابوت مبارک کو روضہ امیر ملت پر لایا گیا۔ حضرت سراج الملت رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہ کے روضہ شریف میں مرقد منور کے بائیں طرف مشرق میں آخری آرامگاہ بنی۔

پروفیسر حامد حسن قادری (۱۸۸۷ء۔ ۱۹۶۴ء) نے عربی اور اردو میں قطعات تاریخ وفات کہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

عَاشَ حَمِیْدً وَمَاتَ شَهِیْدا

جَاءَ وَلِیًا وراح نَقِیًا

مات غریب الایار فجاء

تارا مقاما الخلود و علیا

کان لرب الحیاد مطیعا!

عند عباد الالهه تقیا

کان لجاه النبی کریما

کان بفضل الالہ سخیا

قلت لتاریخ رحلت خادم

عاشق رشید اومات زکیا

۱۳۷۱ء

"مخدوم آفاق خادم حسین شاہ"

۱۹۵۱ء

حضرت خادم و مخدوم جہاں

رحمت رب کا تمہیں تاج ملا

وصل حق کو ملا ہو کے شہید

واہ کیا پایہ معراج ملا

قادری نے یہ لکھا سال وصال

"گلشن خلد بریں آج ملا" ۱۳۷۱ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

خلیفہ امیرِ ملت حضرت ڈاکٹر محمد اللہ دتہ کنجاہیؒ (۱۸۸۶ء۔ ۱۹۵۸ء) نے بھی قطعہ تاریخ کہا۔

صداقت تھی چہرے سے ان کے عیاں
وہ زندہ دلی کے تھے ظاہر نشاں
لکھا "غم" سے طالبؔ نے سال وصال
۱۰۴۰ء
"ہوئے آپ دنیا سے اکرم نہاں"
۱۰۴۰+۳۳۱= ۱۳۷۱ھ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو صاحبزادے عطا فرمائے۔ بڑے صاحبزادے سید حامد حسین سات آٹھ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ دوسرے صاحبزادے سید نذر حسین ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئے۔ بڑے عالم وفاضل اور متقی و پرہیز گار شخصیت کے مالک تھے۔ فروری ۲۰۰۹ء میں انتقال فرمایا۔

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء۔ ص ۲۵۱، ۲۵۴، ۲۹۰، ۲۹۲۔

۲۔ "تذکرہ محدث سورتی" از خواجہ رضی حیدر مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء ص ۲۶۷۔

۳۔ "وفیات مشاہیر پاکستان" از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد، ۱۹۹۰ء ص ۷۵

۴۔ "انوار طالب" از ڈاکٹر محمد اللہ دتہ کنجاہی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء ص ۱۲۵ء۔

۵۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور بابت جون ۱۹۱۳ء ص ۱۰، فروری ۱۹۱۵ء۔ ص ۷، جنوری ۱۹۲۰ء۔ ص ۱۴ تا ۱۶۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۶۔ ماہنامہ "لمعات الصوفیہ" سیال کوٹ بابت نومبر دسمبر 1951ء ص ۲۰۔

۷۔ "تذکرہ اولیاء علی پور سیداں" از محمد صادق قصوری مطبوعہ برج کلاں (قصور) ۱۹۹۸ء ص ۲۳ تا ۶۷۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا امام الدین رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۶۷ء ـــــــــــــــ ۱۹۵۲ء

حضرت مولانا امام الدین بن مولانا کرم الٰہی کی ولادت ۱۸۶۷ء میں چک عادل ضلع سیال کوٹ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کرنے کے بعد فقیہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلوی (۱۸۶۱ء۔۱۹۵۱ء) کے ہاں زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ اور پھر سند فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنے گاؤں میں توحید و رسالت کا ڈنکا بجانے لگے۔ اسی دوران آپ کی شادی موضع رائے پور اعواناں (سیالکوٹ) میں ہوگئی تو وہیں مستقل طور پر رہائش پذیر ہو گئے۔ ایک دن حضرت امیر ملت قدس سرہ، رائے پور اعواناں تشریف لائے تو شرف بیعت سے مشرف ہو گئے اور پھر عرصہ بعد ۱۲ مئی ۱۹۳۹ء بروز جمعۃ المبارک خرقہ خلافت سے نوازے گئے۔

مولانا امام الدین نے متحدہ پنجاب کے کونے کونے میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے حکم پر طوفانی دورے کر کے مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کی تبلیغ فرمائی۔ اس کے علاوہ مرشد گرامی نے آپ کو ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' کی ادارت اور جامع مسجد گھنٹہ گھر سیال کوٹ چھاؤنی خطابت کے فرائض بھی سونپ دیئے جنہیں آپ نے تادم زیست بحسن وخوبی نبھایا اور ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلموں کو کفر و شرک کی وادی سے نکال کر مشرف بہ اسلام

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کیا۔

آپ بہت بڑے عالم دین، اعلیٰ پائے کے خطیب اور فن مناظرہ میں یکتا تھے، اوصاف پسندیدہ اور اخلاق کریمانہ کے حامل، پابندی شریعت اور اتباع سنت میں مستعد اور تقویٰ و پرہیزگاری میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ ریاست جموں اور اطراف ہند میں آپ نے تبلیغ وارشاد کے لیے بہت دورے کئے اور ہندوؤں کے مختلف علاقوں کے تبلیغی دوروں میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے ساتھ رہے۔ فتنہ ارتداد (۱۹۲۲ء) کے زمانے میں راجپوتانہ اور یوپی کے اضلاع میں گاؤں گاؤں پہنچے۔ آریوں اور مرزائیوں سے مناظرے کیئے۔ شدھی تحریک کو روکنے میں بڑے نمایاں کارنامے انجام دیئے، بدمذہب اور بدعقیدہ لوگوں سے سخت متنفر تھے۔ تین مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پیرومرشد کے ارشاد پر ضلع مسلم لیگ کے جلسوں بڑے جوش وخروش سے حصہ لیتے رہے۔ اپنی شعلہ بیانی سے سیالکوٹ کے ہر گاؤں ، ہر شہر بلکہ قریہ قریہ اور محلہ محلہ مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا۔ شب وروز دورے کر کے عوام کو تحریک پاکستان کا ہمنوا بنایا۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آبادکاری کے لیے بہت سرگرمی سے کام کیا۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۵ رجب المرجب ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۵۲ء بروز ہفتہ صبح سات بجے بعمر شریف ۸۵ برس ہوئی۔ اگلے روز دس بجے صبح چار ہزار کے اجتماع کی آہوں اور سسکیوں کے دوران حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے شہزادہ اکبر اور سجادہ نشین اول حضرت سراج الملت پیر سید حافظ محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور جامع مسجد رائے پوراعواناں کے صحن میں دفن کر دیا گیا۔ مزار مقدس مرجع خلائق

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہے۔

بعد از وفات تربت ما در زمیں مجو
در سینہ ہائے مردم عارف مزار ما است

حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے خلیفہ خاص اور نامور ادیب شاعر مولانا پروفیسر حامد حسن قادری (۱۸۸۷ء۔۱۹۶۴ء) نے قطعہ تاریخ وصال کہا۔

پردہ فرما گئے دنیا سے امام دیں بھی
قبلہ اہل صفا، نیک سیر ، پاک صفات
طالبان رہ حق کے لیے وہ شمع ہدیٰ
تشنہ کاموں کے لیے وہ خضر آبحیات
جن کی تحریر سے باطل کی گردن جھک جائے
جن کی تقریر سے کافر کو ملے راہ نجات
جن کے فیضان سے گلزار جہاں عالم جاں
جن کے انوار سے مانند سحر روشن رات
قادریؔ تربت مرحوم پہ لکھنے کے لیے
سال ہے ''منبع انوارو فیوض و برکات'

۱۹۵۲ء

حضرت امام الدین تھے فخر جہاں قطب زماں
پہنچے جوار شیخ میں حاصل ہوا قرب خدا
رحلت سے ان کی قادریؔ سب بے سروپا آج ہیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

''رشد و ہدیٰ، صبر و رضا، دیں و ورع ، زہد غنا''

ش د ب ض ی ر ہ ن

۳۰۰ ۴ ۲ ۸۰۰ ۱۰ ۲۰۰ ۵ ۵۰،

۱۳۷۱ھ

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت از سید اختر حسین پروفیسر محمد طاہر فاروقی مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۴۷

۲۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' از سید حیدر حسین علی پوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۳، ۲۹۷۔

۳۔ ''کرامات امیر ملت'' از بخشی مصطفیٰ علی خاں مطبوعہ کراچی ۱۹۶۵ء ص ۷۹۔

۴۔ ''تذکرہ نقشبندیہ'' از مولانا نور بخش توکلی (تکملہ از محمد صادق قصوری) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۵۵۰

۵۔ ''گلزار مدینہ'' از مولانا محمد عظیم فیروز پوری مطبوعہ لاہور ۱۳۳۷ھ ص ۶۳۔

۶۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ بابت ماہ مئی ۱۹۳۹ء ص ۱۳ مئی ۱۹۵۲ء ص ۲۷، ۲۸۔

۷۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور بابت اگست ۱۹۷۵ء ص ۶۔

۸۔ ماہنامہ ''لمعات الصوفیہ'' سیال کوٹ بابت مئی ۱۹۵۲ء ص ۲۷۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۹۔ ماہنامہ ''ترجمان اہلسنت'' کراچی جولائی اگست ۱۹۷۵ء ص ۶۔

۱۰۔ ہفت روزہ ''الحام'' بہاولپور بابت ۷ جولائی ۱۹۷۶ء ص ۶

۱۱۔ روزنامہ ''مساوات'' لاہور بابت ۱۷ اگست ۱۹۷۵ء۔

۱۲۔ ''تاریخ سیال کوٹ'' از رشید نیاز مطبوعہ سیال کوٹ طبع دوم ۱۹۹۸ء ص ۲۲۷، ۲۲۸۔

۱۳۔ ''وفیات مشاہیر پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۳۲۔

۱۴۔ ''تذکرہ فقیہ اعظم'' از پروفیسر مجیب احمد مطبوعہ مرید کے ضلع شیخوپورہ ۱۹۹۴ء ص ۳۸۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا سید عبدالقاضی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۸۲ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۵۲ء

حضرت مولانا سید عبدالقاضی بن سید محبوب علی شاہ کی ولادت ۱۸۸۲ء میں مقام سوبلن ضلع ہزارہ (صوبہ سرحد) میں ہوئی۔ آپ حضرت سید محمود شاہ محدث ہزارویؒ (۱۹۱۶ء ۱۹۹۲ء) کے برادر اکبر تھے۔ بڑے عالم وفاضل اور فن تقریر میں استادی کا درجہ رکھتے تھے آپ کی تقریر دلعزیز کے سامنے بڑے بڑے مقرروں کا رنگ پھیکا پڑ جاتا تھا۔ آپ کی بیعت سلسلہ چشتیہ میں تھی۔

غالباً دو تین جگہ سے اجازت وخلافت یافتہ تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ۱۲ مئی ۱۹۳۹ء کو سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند کے موقع پر علی پور سیداں میں خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا اور آپ کی تقریر دلپذیر سے خوش ہو کر فرمایا۔

"میں نے ۸۶،۸۷ سال کی عمر میں یہ وعظ آج ہی سنا ہے۔ کسی مولوی نے بھی ایسا وعظ نہیں سنایا اور میں نے بھی کبھی نہیں سنایا۔ اس واسطے کہ مخالف کہیں گے کہ اپنی قوم کی یا اپنی تعریف کر رہا ہے مگر میں وعدہ کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ اب میں ایسا سنایا کروں گا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم لوگوں نے چھوڑ دی ہے تو آپ کی اولاد کی کون کرے گا۔ میں شاہ صاحب کے لیے دعا گو ہوں۔ میں بہت خوش ہوا ہوں۔ جو میرے پیر سے مجھے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سلسلہ طریقت کی اجازت پہنچی ہے

میں ان کو اجازت دیتا ہوں۔"

آپ نے "حبل متین" کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی تھی۔ برصغیر پاک و ہند میں آپ کے بے شمار مرید پائے جاتے ہیں۔ ۹ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۵۲ء بروز پیر صبح ساڑھے سات بجے آپ کی رحلت ہوئی اور ریلوے اسٹیشن حویلیاں ضلع ہزارہ کے متصل آپ کی آخری آرامگاہ بنی۔

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء۔ ص ۳۹۷۔

۲۔ "جامع الخیرات" از سید محمود شاہ ہزاروی مطبوعہ منظور عام پریس پشاور ص ۱۴۷۔

۳۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ جون ۱۹۳۹ء ص ۲۔

۴۔ مکتوب گرامی مولانا ظاہر میاں قادری از مدین (سوات) بنام مؤلف محررہ ۵ نومبر ۱۹۷۶ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

میاں نبی بخش قصوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۸۰ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۵۳ء

میاں نبی بخش بن میاں کرم بخش کی ولادت ۱۸۸۰ء۔۱۲۹۷ھ میں بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہؒ (۱۶۹۲ء۔۱۷۵۸ء) کی نگری قصور میں ہوئی۔ آپ نے ہوش سنبھالنے کے بعد اپنی شیخ برادری کے رواج کے مطابق بہی کھاتہ کا کام سیکھنے کے لیے ہندی زبان پڑھی کیونکہ ان دنوں بہی کھاتہ کا کام ہندی زبان میں ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ نے اس کام میں مہارت تامہ اور شہرت عامہ حاصل کی۔

جب آپ کا شہرہ رئیس قصور میاں فضل الدین گورہ نے سنا تو انہوں نے آپ کو اپنی دکان پر بہی کھاتہ کے کام کے لیے ملازمت کی پیش کش کی۔ آپ نے نہایت ایمانداری، تن دہی اور خلوص نیت سے کام کر کے میاں فضل الدین کے دل میں گھر کر لیا اور وہ آپ کو اپنے حقیقی بیٹوں کی طرح سمجھنے لگے۔ بعد میں آپ کو اپنی شہری جائداد اور زرعی اراضی کا مینجر مقرر کر دیا اور اس طرح آپ تقریباً پچاس ساٹھ برس تک اپنے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔

آپ بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ نماز کبھی قضا نہیں کی اور تقریباً پچپن برس تک نماز تہجد قضا کیے بغیر پڑھی۔ ۱۹۰۰ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دست اقدس پر بیعت کر کے داخل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہوئے۔ بیعت کے بعد آپ نے اپنے پیرومرشد کے نقش قدم کو اپنی زندگی کا مقصد وحید بنالیا۔ اور امور شریعت کی پابندی پہلے سے بھی زیادہ کرنے لگے۔ ۱۹۳۰ء میں حضرت قدس سرہ، نے اجازت وخلافت سے نواز کر سلسلہ عالیہ کی توسیع واشاعت کا حکم دیا۔

آپ نہایت بلند اخلاق اور دردمند انسان تھے۔ مذہب وملت کی خدمت ان کا لائحہ عمل تھا۔ تادم واپسیں ''انجمن خدام الصوفیہ'' قصور کے صدر رہے۔ اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتے۔ کسی کو تکلیف میں دیکھ کر تڑپ اٹھتے تھے۔ انہی خوبیوں کی بنا پر شہر کے لوگ انہیں ''لالہ جی'' اور گاؤں والے ''میاں جی'' اور تعلیم یافتہ طبقہ ''بھائی صاحب'' کے نام سے پکارتے تھے۔

آپ صحیح معنوں میں فنافی الشیخ تھے۔ اپنے شیخ کی خدمت کے لیے ہمہ وقت کمر بستہ رہتے تھے۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، بھی آپ کو بہت محبوب رکھتے تھے۔

۱۹۴۹ء میں حضرت قدس سرہ، سفر حج سے واپس تشریف لا کر کراچی میں جلوہ افروز ہوئے تو آپ کے صاحبزادے ظہور احمد، سلام کے لیے حاضر ہوئے۔ ضعف کی وجہ سے ان دنوں حضرت اقدس کی بینائی کم ہو گئی تھی، حضرت صاحبزادہ شمس الملت سید نور حسین شاہؒ (۱۸۹۹ء۔ ۱۹۷۸ء) ہر آنے والے کا نام بتاتے تھے۔ ظہور احمد کے حاضر ہونے پر صاحبزادہ صاحبؒ نے عرض کیا کہ بھائی نبی بخش کا لڑکا ظہور احمد آیا ہے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے استفسار فرمایا کہ یہاں کب آئے ہو اور کیا کرتے ہو؟ ظہور احمد نے عرض کیا کہ دہلی کے تمام دفاتر یہاں آگئے ہیں، اس وجہ سے میں بھی یہاں آگیا ہوں۔ پھر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دریافت کیا کہ اب میرے پاس کیوں آئے ہو؟ عرض کیا کہ دعا کے لیے۔ ارشاد کیا:

"برخوردار: میری دعا سے کیا ہوگا، تمہارا باپ نبی بخش مجھ سے بھی زیادہ اللہ والا ہے۔ تم نے اسے پہچانا نہیں، جاؤ اس کے پاس جا کر دعا کراؤ۔"

اس واقعہ سے میاں صاحب کی اپنے مرشد کے حضور باریابی اور مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اسی طرح آپ کی رحلت کے بعد حضرت سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ شاہؒ (۱۸۷۸ء۔۱۹۶۱ء) خلف اکبر و سجادہ نشین اول حضرت امیر ملت قدس سرہ، فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لائے تو مریدین نے عرض کیا کہ آپ عرصہ بعد تشریف لائے ہیں۔ اب پہلے کی طرح تشریف لاتے رہا کریں۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ:۔

"اگر کوئی اور نبی بخش پیدا کرو گے تو آ جایا کریں گے کیونکہ پہلے نبی بخش ہی کی وجہ سے آیا کرتے تھے۔"

یہ دونوں واقعات آپ کی بزرگی، خدا رسیدہ اور ولی اللہ ہونے کے مظہر ہیں۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۳ صفر المظفر ۱۳۷۳ء مطابق ۲۲ اکتوبر بروز جمعرات لاہور میں ایک تیز رفتار کار کی زد میں آ جانے کی وجہ سے ہوئی۔ نماز جنازہ حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور قصور کے بڑے قبرستان میں آخری آرامگاہ بنی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

آپ کے برادر طریقت حضرت پروفیسر حامد حسن قادریؒ (۱۸۸۷ء۔۱۹۶۴ء) نے تاریخ وفات کہی۔

"حادثہ جانکاہ رحلت ناگہانی" ۱۳۷۳

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

قدوۃ الاولیاء میاں نبی بخش قصوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۵۴ء۔

۱)

تصادم قضارا بہانہ شدہ است
پیام اجل ناگہاں آمدہ
بتاریخ آمد ندائے سروش
"نبی بخش اندر جناں آمدہ"

۱۳۷۳ھ

۲)

یہاں تھے نبی بخش فخر زماں
وہاں جلوہ آ را ہیں وہ خلد میں
حضوری میں ہیں مرشد پاک کی
نہ سمجھو کہ تنہا ہیں وہ خلد میں
لکھا قادری نے یہ سال وفات
کہ "آرام فرما ہیں وہ خلد میں"

۱۳۷۳ء

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۰۴، ۷۰۵۔
۲۔ "وفیات مشاہیر پاکستان" از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ص ۲۹۴۔

۳۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ بابت جنوری ۱۹۵۳ء ص ۱۳، دسمبر ۱۹۵۳ء ص ۱۴

۴۔ مکتوب گرامی ظہور احمد قصوریؒ از کراچی بنام مؤلف محررہ ۱۱ اپریل ۱۹۷۷ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

مولانا نورالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۶۰ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۵۵ء

حضرت مولانا نورالحسن بن مولانا محمد علی قادریؒ کی ولادت باسعادت ۱۸۶۰ء میں محلہ خراسیاں سیال کوٹ شہر میں ہوئی۔ والد گرامی اپنے وقت کے شیخ کامل اور نامور شخصیت تھے۔ مولانا نورالحسن کی والدہ ماجدہ کو اپنے بچے کی اقبال مندی کا یقین ایک خواب سے ہو گیا تھا جو ان کی ولادت سے پہلے دیکھا تھا کہ:۔

"چاند آسمان سے اتر کر ان کی گود میں آ گیا ہے اور تمام گھر بدر منیر کی روشنی سے درخشاں ہو گیا ہے۔"

آپ نے چھ سال کی عمر میں قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا اور ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا عبدالرحمٰن کوٹلویؒ (ف ۱۸۸۱ء) کے حضور زانوے تلمذ تہہ کر کے فقہ واصول کی کتابیں پڑھیں۔ بعد ازاں دیگر مدارس سے تفسیر وحدیث اور علوم متداولہ ومنقولات میں دسترس حاصل کر کے فارغ التحصیل ہو گئے۔

علوم ظاہری میں مہارت تامہ اور شہرت عامہ حاصل کرنے کے بعد حضرت امیر ملت قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی۔ حضرت اقدس نے بیعت فرما کر خلق خدا کی مذہبی، ملی، روحانی اور سیاسی رہنمائی کا فریضہ انجام دینے کا حکم دیا۔ کچھ عرصہ بعد اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا سرمایہ حیات تھا۔ عشق رسول ﷺ سے آپ کا دل چور چور تھا۔ آپ کی شخصیت رشد و ہدایت کا منبع تھی۔ آپ کا دل نور ایمان سے معمور اور آنکھیں ہر وقت دیدار مصطفی ﷺ کے لیے بے قرار رہتی تھیں۔ دو مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز ہوئے اور اسی کیف و سرور کے عالم میں شبانہ روز تبلیغ دین حق میں مصروف رہے۔

آپ ایک عدیم النظیر مناظر بھی تھے۔ ایک منطقی اور معقولی ہونے کی وجہ سے میدان مناظرہ میں اپنے مدمقابل پر حاوی رہتے تھے۔ پنجاب بھر میں اپنی شعلہ نوائی اور جادو بیانی کی وجہ سے مشہور تھے۔ آپ کی تقریر کا ایک ایک لفظ سامعین کے قلب و جگر میں تیر کی طرح پیوست ہو جاتا تھا۔ جب آپ تقریر کرتے تو حاضرین کی آنکھیں غمناک رہتی تھیں۔

آپ انگریزی اقتدار کو ملک و قوم کے لیے لعنت سمجھتے تھے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ ہندو ذہنیت کی مسلم دشمنی سے بھی بے خبر نہ تھے کہ

ظاہر میں لچکدار ہے شرمیلا بہت ہے
ہندو سے خبردار کہ زہریلا بہت ہے

۱۹۰۰ء میں پرانے بجلی گھر سیالکوٹ میں دوسہرہ منایا جا رہا تھا۔ دوسہرے کی آخری رسوم ختم ہونے کے بعد ہندو جلوس کی صورت میں تحصیل بازار میں مسجد ملا عبدالحکیم" کے سامنے لائے اور ہندوؤں کو سمجھایا کہ عصر کی نماز کا وقت ہے، آپ اشتعال انگیز نعروں کی بجائے خاموشی سے گزر جائیں مگر ہندو باز نہ آئے۔ مولانا نے فرمایا: "دوستو! ابھی ہمارے ساتھ تمہارے تحریری معاہدۂ امن کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی اور تم خلاف ورزی پر اتر آئے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہو“۔ اس پر آریہ سماج کا صدر سیٹھ کرپارام اور غلہ منڈی کا مشہور آڑھتی شمبھو رام جو کہ جلوس کی قیادت کر رہے تھے، کہنے لگے، جلوس نکالنا ہمارا مذہبی حسن ہے، جلوس نکلے گا اور نعرے بھی لگیں گے۔

باقی رہا معاہدہ تو وہ رائے بہادر گوپال داس اور رائے بہادر دیوان چند نے کیا ہے ہم نہیں جانتے معاہدے کو۔ ابھی یہ تلخ کلامی ہو رہی تھی کہ ایک گنگے باز آریہ نے مولانا نورالحسن کو گنڈاسہ کی چھڑی سے زخمی کر دیا۔ مولانا کا لہو کیا بہا کہ تحصیل بازار میں ہر جگہ لہو ہی لہو نظر آنے لگا، مسلمانوں کے ہاتھ جو آیا، لے کر میدان میں آ گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے دس ہندوؤں کی عبرت انگیز لاشوں کے سوا سارا بازار ہندوؤں سے صاف ہو چکا تھا۔ مشہور عطار لالہ نند لال، بھگوان داس وید اور پنڈتاں دی ہٹی کو تباہ و برباد کر کے خاکستر کر دیا گیا۔ انتظامیہ فوراً حرکت میں آ گئی اور بڑی مشکل سے حالات پر قابو پایا گیا۔

۱۹۱۹ء میں سیالکوٹ میں تحریک خلافت کی بنیاد رکھی گئی تو مولانا نورالحسن کو صدر منتخب کیا گیا جبکہ آغا محمد صفدر (۱۸۸۵ء۔۱۹۳۵ء) سیکرٹری چنے گئے۔ سیالکوٹ میں خلافت کمیٹی کے روح رواں آپ ہی تھے۔ تحریک شروع ہوئی تو ہر روز جلوس نکلنے لگے اور گرفتاریاں ہونے لگیں۔ اس دوران حکیم اجمل خاں (۱۸۶۳ء۔۱۹۶۸ء) سیال کوٹ تشریف لائے تو ان کے استقبال کے لیے تھل سے دو سو اونٹ، لاہور کی ایک سرکس سے دس ہاتھی منگوائے گئے۔ آراستہ اونٹوں اور زرق برق ہاتھیوں کے علاوہ ہزاروں شمشیر بردار خلافتی رضا کاروں کے اس جلوس کے سامنے بادشاہوں اور مہاراجوں کے جلوس بھی ماند تھے۔ چوک رامتلائی میں جلوس پہنچا تو ملک لال خاں (۱۸۸۹ء۔۱۹۷۶ء) کی صدارت میں جلسہ عام ہوا۔ ہر طرف عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ حکومت نے بوکھلا کر دو ہزار

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سے زائد مسلمانوں کو گرفتار کر لیا۔ اس جلوس اور جلسہ کی کامیابی کا سہرا مولانا نور الحسنؒ کے سر پر تھا۔

۱۹۲۱ء میں ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے میدان امام صاحبؒ میں کھلی کچہری لگائی۔ کشمیری محلے کے ایک نوجوان محمد سلیم ڈار نے اپنے علاقہ کے تھانیدار رام چند کے متعلق تحریری شکایت کی۔ ڈی سی نے یہ کہہ کر کہ ''غور کیا جائے گا''، وقتی طور پر بات ٹال دی۔ تھانیدار کا اس سے اور حوصلہ بڑھا اور اس نے سلیم ڈار کو تھانے بلا کر اتنا تشدد کیا کہ اس کے منہ سے خون نکل آیا۔

جب یہ خبر کشمیری محلے پہنچی تو لوگوں کا انبوہ کثیر وہاں پہنچ گیا اور تھانیدار فرار ہو گیا۔ عوام کے جلوس نے ضلع کچہری کی طرف مارچ کیا۔ عوام کا مطالبہ یہ تھا کہ تھانیدار کو سر عام کوڑے مارے جائیں۔ ڈی سی نے تھانیدار کو معطل تو کر دیا مگر کوڑے مارنے کا دوسرا مطالبہ نامنظور کر دیا۔ سیالکوٹ کے عوام نے دھمکی دی کہ اگر ہمارا دوسرا مطالبہ تسلیم نہ کیا گیا تو یہ احتجاج تحریک کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ انگریز ڈی سی نے پرواہ نہ کی اور یہ احتجاج تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔

مولانا نور الحسنؒ کی زیر قیادت روزانہ صبح رامتلائی تالاب سے جلوس نکلتا اور کچہری یا چوک سنگھ سبھا (موجودہ علامہ اقبال چوک) میں گرفتاریاں پیش کر دیتا۔ پہلے دن دو سو کے قریب مسلمان گرفتار ہوئے۔ ایک ہفتہ تک تحریک جاری رہی، کاروبار ٹھپ رہا۔ عوام کا غصہ شدید سے شدید تر ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ مشتعل عوام نے چوک سنگھ سبھا میں اینگلو انڈین ٹریفک سارجنٹ کو چھرا گھونپ دیا۔ سٹی مجسٹریٹ مسٹر ڈزنی (Disney) نے فائرنگ کا حکم دے دیا۔ بیس کے قریب مسلمان زخمی ہوئے۔ اس پر پنجاب حکومت حرکت میں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آئی۔ تھانیدار اور رام چندر کو چوک سنگھ سبھا میں بیس کوڑوں کی سزا دے کر نوکری سے فارغ کر دیا گیا اور ڈی سی کا تبادلہ کر دیا گیا۔ تمام گرفتار شدگان رہا کر دیئے گئے۔ یہ سب کچھ مولانا نورالحسن کی کوششوں کا ثمرہ تھا۔

۱۹۳۵ء میں تحریک کشمیر اور تحریک شہید گنج میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ ۱۹۳۷ء میں پیرو مرشد کے حکم پر تحریک پاکستان کے لیے وقف ہو گئے اور مسلم لیگ کی حمایت میں تقریریں شروع کیں آپ نے کانگرسی اور احراری علماء کو ہر میدان سے بھگایا اور نظریہ پاکستان کی دل و جان سے تبلیغ و اشاعت کر کے عوام کو تحریک پاکستان کا ہمنوا بنایا۔ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں قرارداد پاکستان پاس ہوئی تو اس کی حمایت میں ''علمائے سیالکوٹ'' سے فتویٰ جاری کروایا۔ اور مسلمانوں پر پاکستان کی حقیقت واضح کرنے کے لیے پنجاب کے اکثر اضلاع کا دورہ کیا۔ ۴۶۔۱۹۴۵ء کے انتخابات میں مسلم لیگی امیدواروں کی کامیابی کے لیے دن رات ایک کر دیا۔ ضلع سیالکوٹ میں مسلم لیگ کی کامیابی میں آپ کی کوششوں کا بہت عمل دخل ہے۔ اس کے بعد بھی جدوجہد جاری رکھی یہاں تک کہ آزادی کی صبح طلوع ہو گئی۔ یاد رہے کہ ان سب تحریکوں میں حصہ لینے کی پاداش میں آپ کو کئی بار داخل زنداں بھی ہونا پڑا۔

ان سب مصروفیات کے باوجود آپ نے میدان تحریر میں بھی خاصا کام کیا۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور، سیالکوٹ ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرتسر، ''رسالہ انجمن نعمانیہ'' لاہور و دیگر جرائد میں آپ کے علمی، ادبی، اعتقادی اور تحقیقی مضامین شائع ہوئے تھے جو اہل علم کی روحانی غذا تھے۔ علاوہ ازیں آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں بھی لکھیں جو آپ کے علم و فضل کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ (۱) قصہ قربانی (۲) القول الصائب فی الصلوۃ علی الغائب (۳) علم النبیؐ (۴) حرمت القبور (۵) فریاد مرید (۶) ندائے غائبانہ (۷) تحقیق وظیفہ شئی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

(۸) حقیقت نماز جنازہ (۹) غضب آسمانی بر مرزائے قادیانی (۱۰) آنحضرت کی بشریت (۱۱) یاشیخ عبدالقادر جیلانی (۱۲) مسئلہ نفی فی وغیرہ وغیرہ

آپ کے اپنے مقامی علماء مشائخ سے بڑے گہرے روابط تھے۔ فقیہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلوی (۱۸۶۱ء۔۱۹۵۱ء) مولانا امام الدین کوٹلوی (ف ۱۹۶۱ء) حضرت حکیم خادم علی (۱۸۶۶ء۔۱۹۷۱ء) مولانا فقیر اللہ نیازی (۱۸۹۲ء۔۱۹۶۲ء) سید فتح علی شاہ کھروٹہ سیداں (۱۸۷۹ء۔۱۹۵۸ء) مولانا عبدالغنی (ف ۱۹۴۳ء) سید نور اللہ شاہ (۱۸۶۳ء۔۱۹۴۸ء) مفتی عزیز احمد (۔ ۱۹ء) اور دیگر علمائے پنجاب آپ کی علمیت و فضیلت کے معترف تھے۔

۱۹۵۳ء میں آپ نے شدید بڑھاپے کے باوجود "تحریک علم نبوت" میں بھرپور حصہ لیا۔ آخرکار ساری زندگی جامع مسجد عبدالحکیم سیالکوٹ میں رُشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھنے کے بعد پچانوے سال کی عمر میں ۱۶ جون ۱۹۵۵ء مطابق ۲۴ شوال ۱۳۷۴ء بروز جمعرات واصل بحق ہو گئے۔

نماز جنازہ کے فرائض آپ کے صاحبزادے مولانا محمد یوسف (ف۔۱۹۶۸ء) نے ادا کئے۔ آپ کا مزار قبرستان بابا شہیداں میں مرجع خاص و عام ہے اور ہر سال عرس مبارک بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔

راقم الحروف محمد صادق قصوری نے قطعات تاریخ وفات کہے۔

عالم	بے	بدل	نور	الحسن
رفت	ازیں	گیتی	نا	پائندار
بہر	سال	وفات	او	صادق

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

بگو "مختار عالی تبار" ۱۹۵۵ء

دیگر

رفت نور الحسن سوئے فردوس
مرد دیندار و عاقل و قابل
مصرعہ سال زد رقم صادقؔ
رفت ازیں دار ـ "فاضل کامل" ۱۹۵۵ء

دیگر

لیاقت ذہانت میں فرد
تھے نور الحسن بزرگ نامدا
ملے عیسوی سن میں سال وفات
کہو: "مختار عالی تیار" ۱۹۵۵ء

دیگر

مولانا نور الحسن عالیجناب
جو تھے شہر اقبال میں مستطاب
معلم وہ صادقؔ تھے ذی شعور
کہ جن کا نہ تھا فی زمانہ جواب
کیا بہر تاریخ ہاتف نے آہ
کہاں اب وہ، "غفران مآب" ۱۳۷۴ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''تاریخ سیال کوٹ'' از رشید نیاز مطبوعہ سیال کوٹ طبع اول ۱۹۵۸ء ص ۲۴، طبع دوم ۱۹۹۸ء ص ۸۶، ۱۳۱۔

۲۔ ''عظیم قائد عظیم تحریک'' جلد اول از ولی مظہر ایڈووکیٹ مطبوعہ ملتان ۱۹۸۳ء ص ۳۱۲۔

۳۔ ہفت روزہ تلوار راولپنڈی بابت ۲۵ فروری ۱۹۷۷ء ۱۰

۴۔ روزنامہ ''مساوات'' لاہور بابت ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۵ء۔

۵۔ ''تذکرہ فقیہہ اعظم'' از پروفیسر مجیب احمد مطبوعہ لاہور ۱۹۹۴ء ص ۲۷۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا عبدالمجید خاں جھجروی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۸۲ء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۵۶ء

مولانا عبدالمجید خاں بن غلام محمد خاں کی ولادت ۱۸۸۲ء جھجر ضلع رہتک (بھارت) میں لال خانیوں کے خاندان میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی بڑے عابد و زاہد اور داخل سلسلہ عالیہ تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ نے ایک باران سے فرمایا تھا کہ "خان صاحب! مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہیں مولوی صاحب سا فرزند عطا فرمایا۔"

آپ کی طبیعت بچپن ہی سے لہو ولعب سے متنفر تھی جھجر سے انگریزی مڈل پاس کیا اور پھر جامع مسجد کے مدرسہ عربیہ میں فارسی اور عربی کی تحصیل کی۔ آپ کو جملہ علوم عربیہ پر عبور حاصل تھا۔ جفر اور کیمیا وغیرہ سے علمی دلچسپی رہی اور شائقین کو ان علوم کے نکات سے بہرور فرماتے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، اس فن کے طالبوں کو آپ کے پاس بھیج دیتے تھے۔ شعروشاعری سے بھی خصوصی دلچسپی تھی اور فی البدیہہ و برجستہ بہت خوب اشعار کہتے تھے۔ چونکہ آپ کے شیخ حضرت مولانا محمد حسین قصوری رحمۃ اللہ علیہ قصور کے رہنے والے تھے اس وجہ سے آپ نے اپنا تخلص "قصوری" اختیار فرمایا تھا۔

آپ نے اپریل ۱۹۱۱ء میں حضرت مولانا محمد حسین قصوریؒ (۱۸۶۸ء۔۱۹۲۷ء) خلیفہ اعظم حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست اقدس پر سعادت بیعت حاصل کی تھی اور خلافت واجازت کا شرف حضرت قبلہ عالم امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ آپ کی نسبت عالیہ سراپا جمال تھا۔ کبھی زبان سے "اللہ" بالجہر سننے میں نہیں آیا۔ جب نسبت کا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

زیادہ غلبہ ہوتا تو آپ پر گریہ طاری ہو جاتا۔ آپ ضبط و تحمل کے کوہ گراں تھے۔ ہر وقت "سلطان الاذکار" کے شغل میں محو رہتے تھے۔ سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے سے پہلے حصار (مشرقی پنجاب، بھارت) میں "واصل باقی نویس" تھے۔ حصار سے واپسی پر پٹواری بھی رہے۔ اور پھر عرائض نویس ہو گئے۔ فتنہ ارتداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

آپ کا قد میانہ اور جسم بھاری تھا۔ رنگ گندمی اور چہرہ گول تھا۔ داڑھی مبارک میں مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔ بینائی آخر تک درست رہی۔ خود فرمایا تھا کہ "ایک جمعہ میں حضرت مولانا محمد حسین قصوری رحمۃ اللہ علیہ خطبہ جمعہ پڑھنے لگے تو چشمہ موجود نہ تھا۔ تمام جیبیں ٹٹولیں نہ ملا۔ میں نے بڑھ کر اپنا چشمہ پیش کیا۔ جمعہ کے بعد واپس فرمانے لگے مگر میں نے قبول نہیں کیا۔ اس وقت تک مجھے پڑھنے کے لیے چشمے کی ضرورت ہوا کرتی تھی، اس کے بعد سے یہ حالت ہو گئی ہے کہ چاند کی روشنی میں لکھ کر پڑھ لیتا ہوں۔ گویا مجھ سے چشمہ لے کر حضرت قبلہ نے مجھے بینائی عنایت فرما دی"۔

آپ نے چند کتابیں بھی تالیف فرمائیں جن کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:۔

(۱) تحیات الکمالات:۔ اس میں اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا محمد حسین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔

(۲) چودھویں صدی کا فتنہ:۔ اس مختصر کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات وغیرہ کا تذکرہ ہے۔

(۳) حرز حقانی بجواب حربہ قادیانی:۔ اس کتاب میں ایک قادیانی کے پچپن سوالات و اعتراضات کا مدلل اور مفصل جواب تحریر فرمایا ہے۔ اس کے بعد خود پچپن سوالات قائم کیے ہیں۔ آپ کے اعتراضات ایسے مضبوط ہیں کہ اب تک کوئی ان کا جواب دینے کی ہمت نہیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کر سکا۔

(۴) قومی کارنامے:۔ اس مختصر رسالہ میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی دینی وملی خدمات پر بڑی خوش اسلوبی سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

جیسا کہ سطور گذشتہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ آپ کو شعر وشاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ آپ نے بہت سی غزلیں اور قصیدے وغیرہ لکھے۔ ذیل میں بطور مشتے نمونہ از خروارے نعتیہ غزل درج کا جارہی ہے۔

نقاب چہرۂ زیبا اٹھا لو گے تو کیا ہو گا
جمال بے حجابانہ دکھا دو گے تو کیا ہو گا
تمہاری ایک ہی ٹھوکر میں اس کا کام بنتا ہے
دل مردہ مسیحا دم جلا دو گے تو کیا ہو گا
ہزاروں عاقل و دانا ترے کوچہ میں بیخود ہیں
مجھے بھی اپنا دیوانہ بنا لو گے تو کیا ہو گا
سر محشر مرے عیبوں کا پردہ فاش ہوتا ہے
مجھے گر اپنی کملی میں چھپا لو گے تو کیا ہو گا
سیہ کاران امت کو تمہارا ہی سہارا ہے
ہمیں بھی نار دوزخ سے بچا لو گے تو کیا ہو گا
مری اے بی شروع ہے اور میرا مقصود بی اے ہے
خط معکوس کا جھگڑا مٹا دو گے تو کیا ہو گا
خضر میں بھی تو اک گمشگشتہ وادی حیرت ہوں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

درِ جاناں کا رستہ گر بتا دو گے تو کیا ہو گا

بھٹکتا پھرتا ہے عبدالمجید ناتواں حضرت!

اسے بھی گر مدینہ میں بلا لو گے تو کیا ہو گا

تقسیم ملک کے بعد اول قصور میں مقیم ہو گئے اور پھر سرگودھا کو مستقل طور پر اپنا مسکن بنا لیا۔ اور سرگودھا میں ہی ۱۴ جون ۱۹۵۶ء مطابق ۴ ذیقعد ۱۳۷۵ء بروز جمعرات رحلت فرمائی۔ آپ کے صاحبزادے عبدالحمید خاںؒ کا بیان ہے کہ:۔

''۱۳ جون کو آپ کو بخار ہوا۔ ڈاکٹر نے دوا دی اور کہا کہ ملیریا ہے جاتا رہے گا۔ مگر بخار تیز ہوتا گیا۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ۔۱۴ جون کو دو بجے دن آپ نے نماز کی نیت باندھ لی۔ میں نے سمجھا کہ غفلت میں ایسا کیا ہے لہٰذا ہاتھ کھول دیئے۔ دوسری بار پھر ہاتھ باندھ لیئے۔ میں نے پھر کھول دیئے مگر آپ نے جلدی ہی پھر باندھ لیے۔ جب تیسری دفعہ ہاتھ کھولنے کا ارادہ کیا تو آپ نے نیم باز آنکھوں سے میری طرف دیکھا ۔میں نے اپنے ہاتھ ہٹا لیے اور پھر چند لمحوں بعد آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔''

سرگودھا میں اہل جھجر نے قبرستان میں سڑک کے کنارے مسجد بنائی ہے اس سے ذرا آگے بڑھ کر آپ کا پختہ مزار ہے۔

ایک دفعہ آپ نے فارسی کے مشہور شعر پر اضافہ کر کے یہ قطعہ ترتیب دیا تھا اور خیال ظاہر کیا تھا کہ یہی قطعہ کندہ کرا کے آپ کے مزار پر لگا دیا جائے تو بہت ہے۔

''قصوریؔ دفن شد ایں جا سر راہ''

سراپا نادم از جرم و خطائے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مگر صاحبدلے روزے بہ رحمت
کند در حق ایں مسکیں دعائے

آپ کے وصال کے بعد حضرت مولانا پروفیسر حامد حسن قادریؒ (۱۸۸۷ء ۔ ۱۹۶۴ء) کو آپ کی وفات کی اطلاع کی گئی، ساتھ ہی ''قطعہ تاریخ وصال'' کی فرمائش کی گئی اور یہ قطعہ بھی خط میں رکھ دیا گیا۔ حضرت قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں لکھا ہے کہ:۔'' خدا جانے کتنا عرصہ ہوا جب انہوں نے یہ قطعہ فرمایا تھا۔ لیکن ان کی کرامت دیکھئے کہ اس کے پہلے مصرع میں گویا اپنی تاریخ وفات ارشاد فرمادی تھی۔

میں نے اس مصرع کے عدد نکالے تو پورے ۱۳۷۵ھ نکلے۔''

حضرت قادری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ''قطعہ تاریخ رحلت'' لکھا ہے۔

''لھم من اللہ فضلاً کبیراً'' سورۃ احزاب ۱۳۷۵ء

ز چشم خلق فرمودہ است پردہ
جناب محترم عبدالمجید آہ
بفیض و لطف مولانائے مغفور
ہما نا بود حق ہیں و حق آگاہ
فنا فی الشیخ بودہ در جہا نش
بر فت و شد فنائی اللہ واللہ
بہ جہجر قطعہ فرمودہ بود او
ازاں ظاہر کرامت گشت ناگاہ
کہ یک مصرع ازاں شد سال فوتش

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

''قصوری دفن شد ایں جا سر راہ'' ۱۳۷۵ء

دیگر

آج عبدالمجید خاں صاحب
جا ہی پہنچے جوار رحمت میں
''آج وہ گلستان خلد میں''

۱۳۷۵ھ

نور عرفاں تھا جن کی طینت میں
''فخر زہاد عصر و اہل اللہ''

۱۳۷۵ھ

جہاں عرفاں تھے وہ حقیقت میں
''منبع خیرو بر گزیدہ خلق''
نیک خصلت میں پاک سیرت میں
کہدو'' حاصل و صال ذات ہے اب''

۱۳۷۵ھ

قادری ، ان کے سال رحلت میں
اور بھی ہے دعا میں ایک تاریخ
ہوں وہ قرب شفیع امت میں

۱۳۷۵ھ

دیگر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حق کو پیارے ہوئے قصوری
نورانی تھی حیات جن کی !!!
ان کے رتبے کا پوچھنا کیا
حق سے واصل ہو ذات جن کی !!!
ثابت ان دونوں مدعوں سے
ہو تاریخ وفات جن کی !!!
''جن کا ہو قلب مظہر جود'' ۱۳۷۵ء
''دن سے روشن ہو رات جن کی''

۱۳۷۵ء

'' از راقم حامد حسن قادری نقشبندی جماعتی'' ۱۹۵۶ء

آپ نے اپنے پیچھے ایک صاحبزادے صوفی عبدالحمید خاںؒ یادگار چھوڑے جو بہت متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان کی رحلت ۳ نومبر ۱۹۷۶ء بروز بدھ علی الصبح ڈیڑھ بجے سرگودھا میں ہوئی۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملتؒ'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۴۳۱، ۷۲۱ تا ۷۲۳

۲۔ ''پنج گنج قصوری'' از محمد اویس خاں غوری ص ۱۸۶ء۔

۳۔ ماہنامہ ''انوارالصوفیہ'' سیال کوٹ بابت جولائی اگست ۱۹۵۶ء ص ۷۔

۴۔ ماہنامہ ''انوارالصوفیہ'' سیال کوٹ بابت اگست ۱۹۵۷ء ص ۳۰۔

۵۔ ماہنامہ ''انوارالصوفیہ'' قصور بابت جنوری ۱۹۷۷ء ص ۳۰۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حافظ علی احمد جان پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۸۴ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۵۷ء

حضرت حافظ علی احمد جان کی ولادت باسعادت ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۴ء میں پشاور شہر کی مشہور و معروف شخصیت صاحبزادہ عبدالقیوم کے ہاں ہوئی۔ آپ کا تمام گھرانا حافظ قرآن تھا۔ حتی کہ عورتیں بھی۔ آپ نے بارہ برس کی عمر میں حضرت حافظ میاں خان محمد آسیا والےؒ سے قرآن پاک حفظ کیا، اور اگلے سال تراویح میں سنایا۔ پھر ابتدائی تعلیم حضرات مولانا مولوی بجوڑ ملاؒ سے حاصل کی۔ منقول و معقول کی تعلیم استاذ العلماء حضرت مولانا پیر علی شاہؒ ساکن ڈھکی نعلبندی کی خدمت میں حاضر ہو کر مکمل کی۔

سندِ حدیث محدث جلیل مولانا مولوی محمد ایوب (۱۸۳۴ء۔ ۱۹۱۷ء) صدر المدرسین مدرسہ جتاں کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کر کے صحاح ستہ کا دورہ مکمل کر کے حاصل کی۔ بعد ازاں سید گوہر علی شاہؒ سے فنِ تحریر سیکھا۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے سترہ برس کی عمر میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اپنے گھر کے سامنے کی مسجد میں ''مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث حنفیہ'' قائم کیا۔ عصر سے عشاء تک درس دیتے۔ عصر سے مغرب تک حدیث کا اور مغرب سے عشاء تک قرآن مجید کا درس ہوتا۔ تہجد کی نماز پڑھ کر آپ اپنی آبائی ''مسجد ڈھیری باغباناں'' تشریف لے جاتے، صبح کی نماز وہاں پڑھتے۔ آپ کی ان خدمات جلیلہ اور شرافت و بزرگی کی بدولت پشاور شہر کا بچہ بچہ آپ کو عزت و احترام سے دیکھتا۔ آپ نہایت متواضع،

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ملنسار، منکسر المزاج، صاحب اخلاق اور مہمان نواز تھے۔

درس و تدریس کے علاوہ آپ نے ملازمت بھی کی ہوئی تھی۔ ضلع کچہری کی مسجد کے خطیب بھی رہے۔ حق گوئی سے کبھی درس و تدریس میں ناغہ نہ ہوا۔ آخری وقت تک کچہری کی مسجد کے خطیب بھی رہے۔ حق گوئی سے کبھی گریز نہ کیا۔ افسروں اور حکومتکو ببانگ دہل ٹوکتے تھے۔ اس وجہ سے کئی بار آپ کے مکان کی تلاشی ہوئی، جواب طلبیاں ہوئیں مگر آپ کے پائے استقلال میں کبھی بھی لغزش و لرزش نہ آئی۔ اقبالؒ نے سچ کہا ہے۔

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست حق پر بیعت کی ہوئی تھی۔ بعد ازاں حضرت اقدس نے آپ کی مذہبی، علمی اور ملی خدمات سے خوش ہو کر ۱۰ مئی ۱۹۱۳ء کو بر موقعہ سالانہ جلسہ علی پور سیداں خلافت عظمیٰ سے بھی نواز دیا تھا۔ آپ نے اپنے مرشد گرامی کی معیت میں شدھی تحریک میں نمایاں کردار ادا کیا۔ پانچ ماہ تک ہندوستان کے اطراف و اکناف کا دورہ کر کے ہزاروں مسلمانوں کو قصر مذلت میں گرنے سے بچالیا۔ اور بے شمار غیر مسلموں کو دولت ایمان سے مالا مال کیا۔ اس دورہ میں حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پچاس کے قریب علماء تھے۔ مگر آپ کا وعظ سب پر چھایا رہتا تھا۔ چنانچہ آپ کی ان تبلیغی خدمات سے خوش ہو کر حضرت اعلیٰ نے آپ کو ''رئیس الواعظین'' کا خطاب دیا۔ جو بہت مقبول ہوا۔ علاوہ ازیں لوگ آپ کو ''شیخ الحدیث'' اور ''صدر المدرسین'' کے القاب سے بھی پکارتے تھے۔

تحریک خلافت میں بھی آپ نے پوری تن دہی سے حصہ لیا۔ تحریک ہجرت میں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

خود غرض لوگوں کی وجہ سے بد دل ہو کر سیاست سے کنارہ کشی کر کے تبلیغ دین اور تعلیم و تعلم کے لیے وقف ہو گئے۔ آپ کے درس میں عشق مصطفیٰ کے سمندر بہتے تھے۔ چونکہ عشق رسول انام صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رگ رگ میں سمایا ہوا تھا لہٰذا یہ لوگ یہ دولت لازوال لوٹنے کے لیے جوق در جوق آپ کے درس میں شریک ہوتے تھے۔

پشاور شہر میں مجلس سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد رکھنے والوں میں آپ کی ذات پیش پیش تھی مگر جب اس مجلس پر غیر مقلدین کا غلبہ ہوا تو آپ نے شاہی مہمان خانہ میں ایک نہایت ہی عظیم الشان اجتماع میں حضور ﷺ کی تعریف و توصیف پر تقریر کر کے اس مجلس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ پھر "مجلس میلاد" کے زیر اہتمام میلاد شریف کے موقعہ پر جلوس کا اہتمام کرایا۔

پہلا جلوس ۱۳۴۲ھ۔ ۱۹۲۳ء میں یکہ توت پشاور سے نکلا۔ جو رات کے نو بجے آپ کے دولتکدہ پر ختم ہوا۔ پھر میلاد النبی ﷺ کا جلسہ ہوا۔ یہ آپ ہی کے جذبہ صادقہ کی برکت ہے کہ آج پشاور میں ہر محلہ اور ہر کوچہ میں میلاد شریف کی مجالس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

آپ ایک استاذ اور خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ مایہ ناز مفتی بھی تھے۔ ہر استفتا کا جواب فقہ حنفی کی روشنی میں مدلل تحریر فرماتے۔ آپ کے فتاوی آپ کی فقاہت اور علمی تبحر کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ ان سب مصروفیات کے علاوہ آپ نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں۔ (۱) شب برات (۲) فضیلت رمضان (۳) اطاعت مرشد (۴) سراج المشکوۃ فی مسائل زکوۃ آخر الذکر کا بنگالی ترجمہ آپ کے ایک شاگرد آغا محمد جان نے شائع کیا تھا۔ "اصول حدیث" پر حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ (م ۱۷۳۹ء) کے رسالہ "اصول حدیث" کا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ترجمہ بھی کیا۔قرآن پاک کا حاشیہ لکھنا شروع کیا تھا مگر پورا نہ ہو سکا۔

ایک دفعہ آپ پر تپ محرقہ کا شدید حملہ ہوا۔ ڈاکٹر، حکیم، دوست، احباب سب ہی آپ کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ آپ پر نیم بے ہوشی طاری تھی، طبیعت ذرا سنبھلی تو فرمایا:۔

''میں اس بیماری سے نہیں مرتا کیونکہ ابھی ابھی رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں اور فرمایا ہے کہ دس برس تجھے اور زندگی دے دی گئی ہے''۔ چنانچہ آپ دس برس مزید اور زندہ رہے۔

آخری ایام میں بالکل از خود رفتہ ہو گئے تھے۔ اپنی ہستی کو فراموش کر دیا تھا اور ذات مبارک حضور سید عالم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ میں ہمہ وقت مراقب رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت سید محمد امیر شاہ قادریؒ (ف ۲۰۰۴ء) سجادہ نشین یکہ توت پشاور راوی ہیں کہ ''ایک بار میں آپ کے سامنے بیٹھا حدیث شریف پڑھ رہا تھا کہ آپ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ فرمایا۔

''حضور ﷺ تمہارا یہ حدیث پڑھنا سن رہے

تھے اور بہت خوش تھے۔ ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء

آپ کی رحلت ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۵۷ء بروز اتوار ہوئی اور اگلے روز آبائی قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء۔ ص ۷۰۱، ۷۳۵، ۷۳۸۔

۲۔ ''تذکرہ شہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۴۷۔

۳۔ ''تذکرہ علماء مشائخ سرحد'' حصہ اول از سید محمد امیر شاہ مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء ص ۲۵۲ تا ۲۵۷۔

۴۔ ''حفاظ پشاور از سید محمد امیر شاہ مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۶ء۔ ص ۲۴۹۔

۵۔ ''گلزار مدینہ'' از مطبوعہ لاہور ۱۳۳۷ھ ص ۶۵۔

۶۔ ''سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ'' از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۳۵۱۔

۷۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور جون ۱۹۱۳ء ص ۱۰۔

۸۔ ''شخصیات سرحد'' از پروفیسر محمد شفیع صابر مطبوعہ پشاور ۱۹۹۰ء ص ۱۹۳ تا ۱۹۴ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ڈاکٹر محمد اللہ دتہ کنجاہی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۸۶ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۵۸ء

ڈاکٹر محمد اللہ دتہ بن شیخ پیر بخش کی ولادت ۱۲ فروری ۱۸۸۶ کو فارسی زبان کے شہرۂ آفاق شاعر مُلا غنیمت کنجاہی (۱۶۳۰ء۔۱۶۹۵ء) کے وطن کنجاہ ضلع گجرات (پنجاب) میں ہوئی۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد فوج میں سب اسسٹنٹ سرجن کی آسامی پر فائز ہو گئے اور اپنی ڈیوٹی بحسن وخوبی سر انجام دے کر اپنی عظمت وسطوت کا لوہا منوایا۔ ''کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی'' کے مصداق وہ ہر دلعزیزی حاصل کی کہ دوسرے ساتھی اس کا عشر عشیر بھی حاصل نہ کر سکے۔

مئی ۱۹۰۹ء میں آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔ بیعت کے بعد آپ نے پابندی شریعت اور عامل سنت کا پورا پورا نمونہ پیش کیا۔ چنانچہ ۱۱ مئی 1918ء کو سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں کے موقعہ پر پیرو مرشد نے اجازت وخلافت سے نوازا۔ اور پھر محبوب خلفا میں شمار ہوئے۔ ۱۲ مئی ۱۹۳۹ء کو جمعۃ المبارک کے دن پھر سالانہ جلسہ کے موقع پر دوبارہ دستار خلافت عطا ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب ابتدائے ملازمت میں داڑھی رکھ لی تھی۔ اس پر انگریز کمانڈر نے طنزاً کہا کہ آپ ایک اچھے ڈاکٹر ہیں لیکن آپ نے اپنا چہرہ بگاڑ لیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ جوش میں آ گئے اور فرمایا:۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

"اب تو نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق چہرہ بنا ہے"۔ اور پھر پوری جرأت سے شعائر اسلام کی پاسداری اور تبلیغ فرمانے لگے۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران آپ انگلینڈ، فرانس، شمالی افریقہ اور مشرق وسطی گئے۔ انگلینڈ میں آپ کے دست حق پر چند انگریز مسلمان ہوئے۔ مصر میں قیام کے دوران تحریک خلافت کے لیے چندہ اکٹھا کر کے بھجواتے رہے۔ اسی دوران انگریزوں نے ہندوستانی فوجی مسلمانوں پر مشتمل ایک وفد خلافت ترکی کے خلاف شریف مکہ کی تائید و حمایت کے لیے حج کے موقع پر روانہ کیا۔ آپ کو اس سازش کا علم ہوا تو برملا مخالفت کی۔ اس پر آپ کو زیر نگرانی رکھا جانے لگا اور خفیہ رپورٹوں میں "سلطنت برطانیہ کا بڑا دشمن" لکھا جانے لگا۔ کورٹ مارشل ہوا اور پورٹ سعید سے جزائر انڈیمان تبدیل کر کے کڑی نگرانی میں رکھے گئے۔ لیکن وہاں کے حکام آپ کی فراست ایمانی سے متاثر ہونے لگے اور بہت سے غیر مسلم آپ کے دست اقدس پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کو ان سرگرمیوں سے بوکھلا کر حکام نے آپ کو ملایا بھیج دیا۔ جہاں آپ کے مقبول و محبوب خلیفہ بابا فیروز الدین آپ سے بیعت ہوئے۔ یہاں سے آپ ۱۹۲۰ء میں فوج سے مستعفی ہو کر واپس وطن آ گئے۔ اور پریکٹس شروع کر دی۔

۱۹۲۲ء میں جب شدھی تحریک زوروں پر تھی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، اس تحریک کو کچلنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا کر میدان عمل میں اتر چکے تھے۔ ڈاکٹر صاحب اس تحریک کے انسداد تک اپنے شیخ کی معیت میں کام کرتے رہے۔ ۳۳-۱۹۳۲ء میں کشمیر ایجی ٹیشن میں بھرپور حصہ لیا۔ اور چھ ماہ تک ملتان جیل میں قید و بند کی صعوبتوں سے نبرد آزما رہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مشرقی پنجاب کے اضلاع رہتک، کرنال اور حصار میں آپ نے سلسلہ عا
نقشبندیہ کی تبلیغ واشاعت کے لیے مقدور بھر کوششیں کیں جس کے نتیجے میں ہزاروں لو
صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئے۔ تحریک پاکستان کا دور آیا تو حضرت امیرِ ملت قدس سرہ
اپنے روز و شب اسی کے لیے وقف کر دیے۔ اور برصغیر کے کونے کونے میں مسلم لیگ
پیغام پہنچایا۔ ڈاکٹر صاحب بھی پریکٹس چھوڑ کر تحریک پاکستان کی کشتی کو ساحل کامیابی
ہمکنار کرنے کے لیے اپنے مرشد کی خاکِ پاء کو سرمہ چشم بناتے رہے۔ حتیٰ کہ آزادی ک
طلوع ہوگئی۔

آپ سچے عاشقِ رسول ﷺ اور فنافی الشیخ تھے۔ شعر و شاعری سے بھی دلچسپ
طالبؔ تخلص فرماتے تھے۔ تازیست ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' میں اپنا کلام شائع کر
رہے۔ مجموعہ کلام ''انوار طالبؔ'' کے نام سے زیورِ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر منصہ ش
جلوہ گر ہو چکا ہے۔ ذیل میں بطور تبرک نمونہ کلام درج کیا جاتا ہے۔

بلا لو یا رسولؐ اللہ! اب مجھ کو مدینے میں
اٹھا کر یا مدینے ہی کو رکھ دو میرے سینے میں
دکھا دو چہرۂ انور بٹھا کر سامنے اپنے
مرے سینے میں ہو مجلس کہ ہو حضرت مدینے میں
مثالِ ماہیِ بے آب تڑپے ہے جدائی میں
دلِ مضطر کہاں ٹھہرے مدینے میں کہ سینے میں
کٹی شب انتظارِ وصل میں عمرِ گراں مایہ
یہ بیمارِ محبت اب ہے مرنے میں نہ جینے میں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

رہے آقا کے قدموں سے لگا تا حشر یہ خادم
بٹھا لو یا نبیؐ! اپنی محبت کے سفینے میں

سنا ہے جب سے حضرت قبر میں تشریف لائیں گے
مزہ مرنے میں آتا ہے، رہی طاقت نہ جینے میں

رہے پیش نظر یا رب! حیات قبر کا منظر
میں سو سو بار مر جاؤں اگر اِک اِک مہینے میں

ہزاروں حسرتوں کا خون ہوتے دیکھنا ہو اگر
تو حضرتؒ! دیکھ لو آ کر کسی طالبؔ کے سینے میں

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۱ شعبان ۱۳۷۷ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۵۸ء بروز پیر ہوئی۔ نماز جنازہ حضرت پیر سید ولایت شاہ گجراتیؒ (۱۸۸۸ء۔۱۹۷۰ء) نے پڑھائی اور گکھڑ کی سرزمین میں ہی مزار مقدس بنا۔

پروفیسر حامد حسن قادری (۱۸۸۷ء۔۱۹۶۴ء) نے یہ تاریخ وصال کہی ہے۔

ڈاکٹر اللہ دتہ کنجاہی
صاحب فیض و عارف کامل

تھے وہ شیدائے قبلہ عالم
سر بسر پاک جان و روشن دل

تربت پاک ان کی نورانی
وشت خلد ان کی اولیں منزل

* جاری ہے فیض بعد وفات

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پردہ فرما کے حق سے ہیں واصل
قادری نے یہ ان کا سال وصال
لکھ دیا، ''وصل ذات کا حاصل''۱۳۷۷ھ
سال شمسی ''غریق رحمت'' ہے ۱۹۵۸ء
رحمت رب ہے سدا شامل

ماخذ

۱۔ ''سیرت طالب'' از کیپٹن محمد امین عاصی کنجاہ ضلع گجرات ۱۹۹۱ء متعدد صفحات۔

۲۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۷۔

۳۔ ''انوار طالب'' از ڈاکٹر محمد اللہ دتہ طالب مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء ۳، ۲۷

۴۔ ''گلزار مدینہ'' از مولانا محمد عظیم گکھڑوی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۷۔

۵۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' از سید حیدر حسین علی پوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۷۔

۶۔ ''تاریخ گجرات'' از شیخ کرامت اللہ مطبوعہ گجرات ۱۹۷۷ء ص ۳۴۲، ۳۴۳۔

۷۔ ''تصوف'' از ڈاکٹر محمد اللہ دتہ کنجاہی مطبوعہ کنجاہ ۲۰۰۰ء (مقدمہ) ص ۳۱۔

۸۔ ''تذکرہ شعرائے کنجاہ'' از محمد صدیق مجاہد مطبوعہ کنجاہ ۲۰۰۰ء ص ۸۱۔

۹۔ ''خفتگان خاک گجرات'' از ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ مطبوعہ گجرات ۱۹۹۶ء ص ۳۲۔

۱۰۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور مئی جون ۱۹۱۸ء ص ۱۰، اگست ۱۹۲۰ء ص ۱۹۔

۱۱۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیالکوٹ فروری مارچ ۱۹۵۸ء ص ۳۸ تا ۴۱۔ اپریل ۱۹۵۸ء ص ۹ تا ۱۳۔

۱۲۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور اگست ستمبر ۱۹۶۷ء ص ۲۱۔

۱۳۔ ''وفیات مشاہیر پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۰ء ص ۳۱۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مفتی عبدالحفیظ حقانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۰۱ء ـــــــــــــــ ۱۹۵۸ء

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالحفیظ حقانی بن حضرت مولانا علامہ حکیم حافظ عبدالمجید (ف ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء) کی ولادت باسعادت ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۱ء میں آنولہ ضلع بریلی شریف (یوپی بھارت) کے ایک علمی گھرانہ میں ہوئی۔ تاریخی نام "حفظ الرحمٰن" رکھا گیا۔ جس سے ۱۳۱۸ء کے عدد برآمد ہوتے ہیں۔

حفظ قرآن پاک کے بعد والد گرامی سے جملہ علوم وفنون میں سند فراغت حاصل کی۔ کچھ عرصہ مدرسہ نظامیہ دارالعلم والعمل فرنگی محل لکھنؤ میں مولانا صبغۃ اللہ شہید فرنگی محلی (ف ۱۹۶۴ء) اور قیام الدین والملت حضرت مولانا محمد عبدالباری فرنگی محلی (۱۸۷۸ء ۔ ۱۹۲۶ء) کے حضور بھی زانوئے تلمذ تہیہ کیا۔ مؤخرالذکر سے مسلم شریف اور علم ہیئات کی کتابیں بطور تبرک وحصول برکت دوبارہ سبقاً سبقاً پڑھیں۔

۱۷ برس کی عمر میں علوم متداولہ کی فراغت کے بعد والد گرامی کی زیر نگرانی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۹۲۰ء میں اہلسنت کی مشہور ومعروف دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں بطور مدرس تقرر ہوا۔ ۱۹۲۴ء میں بدایوں میں شادی ہوئی۔ [illegible] منظر الاسلام بنارس میں بحیثیت صدر مدرس تشریف لے گئے۔ ۱۹۳۰ء [illegible] قصور کی درخواست پر قصور تشریف لائے اور درس و تدریس کے [illegible]

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دکھائے۔ یہاں کئی طلبہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے امتحان میں شریک ہوئے اور اعلیٰ پوزیشن حاصل کی۔ پھر قصور سے اپنے والد گرامی کی درسگاہ "مدرسہ منظر حق ٹانڈہ ضلع فیض آباد (یوپی بھارت) تشریف لے گئے۔

فن تقریر میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ امرتسر اور حزب الاحناف لاہور کے جلسوں میں اپنی جادو بیانی کے باعث شہرت عامہ حاصل کی۔ ۱۹۳۲ء میں انجمن تبلیغ الاحناف امرتسر کے زیر اہتمام "مسجد سکندر خاں ہال بازار" میں خطابت کی ذمہ داریاں قبول فرمالیں۔ علاوہ ازیں بعد نماز فجر درس قرآن اور بعد نماز عشاء درس حدیث کا سلسلہ جاری فرمایا۔ قیام امرتسر کے دوران ہی تصنیف وتالیف کا بھی سلسلہ جاری فرمایا۔ مرزائیوں اور غیر مقلدین کی مذموم سرگرمیوں کا رد کیا جس سے وہ بوکھلا گئے۔ امرتسر سے نکلنے والے ماہناموں اور ہفت روزوں میں علمی اور تحقیقی مضامین چھپوا کر اپنی مذہب دوستی کا پورا پورا ثبوت دیا۔ یہاں غیر مقلدوں، احراریوں سے مناظرے بھی کئے اور ان لوگوں کی سوائے فرار کے کوئی راہ نہ ملی۔

آپ نے حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ، (۱۹۴۱ء۔ ۱۹۵۱ء) کے دست حق پرست پر سعادت بیعت حاصل کی تھی۔ ۱۴ شعبان ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۳۲ء بروز منگل بسلسلہ جلسہ شب برأت حضرت امیر ملت قدس سرہ، امرتسر تشریف لائے۔ یہ جلسہ مسجد میاں جان محمد مرحوم میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں انعقاد پذیر ہوا۔ اگلی صبح مسجد سکندر خاں مرحوم میں تشریف لے جا کر اپنے مبارک ہاتھوں سے دستار اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ علاوہ ازیں آپ کو حضرت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی (۱۸۵۰ء۔ ۱۹۳۶ء) سے بھی خلافت حاصل تھی۔

۱۹۳۶ء میں مدرسہ نعمانیہ فراش خانہ دہلی میں شیخ الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہوئے۔ مسجد دوجانہ بازار ٹمیا محل میں بعد نماز عشاء اور باڑہ ہندوراؤ کی حوض والی مسجد میں بعد نماز فجر درس قرآن حکیم دیتے رہے اور یہ سلسلہ جولائی ۱۹۳۹ء یعنی قیام دہلی تک جاری و ساری رہا۔ اس دوران دہلی میں مذہبی جلسوں سے برابر خطاب بھی کرتے رہے۔ اور اپنے پیرومرشد امیر ملت قدس سرہ، کے صدارتی خطبات سے بھی لوگوں کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کی شمع جلاتے رہے۔

۱۹۳۷ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، براہ دہلی شملہ تشریف لے جا رہے تھے اہالیان دہلی کو جب اس بات کا علم ہوا تو یہ فیصلہ کیا کہ جامع مسجد دہلی میں حضرت اقدس کی بعد نماز جمعہ تقریر دلپذیر کرائی جائے۔ چنانچہ اخبارات کے ذریعہ اعلان کر دیا گیا اس اعلان سے احراری اور کانگرسی مولویوں میں کھلبلی مچ گئی۔ اور انہوں نے اس جلسہ کو ناکام بنانے کی ٹھان لی۔ چنانچہ نماز جمعہ ختم ہوتے ہی ایک کانگرسی مولوی جس کا نام عظمت اللہ تھا، فوراً مکبر کی سیڑھی پر چڑھا اور اعلان کیا کہ اب ''جمعیت علماء ہند'' کا جلسہ ہوگا لہذا سب لوگ تشریف رکھیں۔ اس پر آپ یعنی مفتی محمد عبدالحفیظ مکبر کی سیڑھی پر تشریف لائے اور ابھی کچھ کہنے والے تھے کہ مذکورہ کانگرسی مولوی آپ کی طرف بڑھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسے وہیں روک دیا اور وہ مزید بات کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔

آپ نے اپنی گرجدار آواز میں فرمایا:۔

حضرات! آپ کو اخبارات و اشتہارات کے ذریعے یہ اطلاع مل چکی کہ حضرت امیر ملت دامت برکاتہم عالیہ آج صبح دہلی تشریف لائے ہیں اور شام کو واپسی ہے نماز جمعہ کے بعد حضرت کچھ ارشاد فرمائیں گے''۔

پھر آپ نے بڑے پر جوش انداز میں پون گھنٹہ تک ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت امیر ملت قدس سرہ، آپ کی تقریر دلپذیر سے اتنے متاثر ہوئے کہ اپنی اونی شال مبارک جو اس وقت اوڑھے ہوئے تھے، آپ کے کندھوں پر ڈال دی اور آپ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

آپ کی پر اثر تقریر کے بعد حضرت اقدس امیر ملت قدس سرہ، نے ایک گھنٹہ تک خطاب فرمایا۔ مجمع میں بڑا جوش و خروش تھا، نعرۂ تکبیر و رسالت کی صدائیں بلند ہوتی رہیں۔ اس طرح یہ عظیم الشان جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ وہ کانگرسی مولوی پھر نظر نہیں آیا۔

محلہ پھاٹک حبش خاں دہلی میں غیر مقلدین کی اکثریت تھی، ان کا ایک مدرسہ جامعہ صدیقیہ، ایک لائبریری تھی اور ''اہلحدیث'' کے نام سے اسی مدرسہ سے ایک رسالہ بھی شائع ہوتا تھا۔ اس محلہ میں حاجی محمد عارفین گھی والے جو صحیح العقیدہ سنی مسلمان تھے نے اپنے چند احباب سے مشورہ کے بعد اس محلہ میں ۲۴۔۲۵۔۲۶ ربیع الاول شریف کو عید میلاد النبی ﷺ کا جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور جلسہ میں خطاب کے لیے صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ (۱۸۸۳ء۔۱۹۴۸ء) حضرت محدث عبدالواحد عثمانی بدایونی (ف۔ ۱۹۷۵ء) مولانا مفتی محمد عمر نعیمی (۱۸۸۳ء۔۱۹۶۶ء) مولانا محمد مظہر اللہ امام و خطیب مسجد فتحپوری دہلی (۱۸۸۶ء۔۱۹۶۶ء) مولانا عبدالحامد بدایونی (۱۸۹۸ء۔۱۹۷۰ء)، مولانا جمال میاں فرنگی محلی (۱۹۱۹ء۔ زندہ) وغیرھم کے علاوہ آپ کو بھی دعوت دی۔ جلسہ شروع ہونے سے قبل مخالفین کی طرف سے سوالات آنا شروع ہو گئے۔ آپ اسٹیج پر جلوہ افروز تھے۔ جب آپ کی تقریر کا اعلان ہوا تو آپ نے تقریر سے قبل اعلان فرمایا کہ جن حضرات نے پرچے بھیجے ہیں۔ وہ اپنے علماء کو لے آئیں اور جس موضوع پر چاہیں مناظرہ کر لیں گے۔ دو روز تک یہ جلسہ اور ہوگا، میں بھی دو روز تک یہاں ہوں اور ہمارے اکابرین بھی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

یہاں تشریف فرما ہوں گے۔ پھر دو گھنٹہ تک جامع تقریر فرما کر غیر مقلدین کے تمام اعتراضات کا شافی جواب دیا۔ مخالفین کو راستہ ماپنے کے سوا چارہ نہ رہا۔

اگست ۱۹۳۹ء میں آپ اہالیان آگرہ کے پر زور اصرار پر شاہی جامع مسجد آگرہ میں بحیثیت مفتی آگرہ، مدرس اور خطیب تشریف لے گئے۔ یہاں آپ کے جوہر خوب کھلے۔ یہیں سے آپ نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور کانگرسی علماء کے چھکے چھڑا دیئے۔ جمعیت علماء کانپور کے آپ مفتی تھے۔ مسلم لیگی جلسوں سے خطاب فرماتے اور تحریک پاکستان کو جلا بخشتے۔ ۱۹۴۶ء میں جبکہ تحریک پاکستان کی مخالفت زوروں پر تھی، مجلس احرار کے لیڈر سید عطاء اللہ شاہ بخاری (۱۸۹۱ء۔۱۹۶۱ء) آگرہ آئے اور جامع مسجد آگرہ کے شمالی حصہ میں بعد نماز جمعہ تقریر کا پروگرام بنایا۔ آپ چونکہ جمعہ کے بعد یہاں تقریر فرمایا کرتے تھے لہذا طے پایا کہ جب آپ تقریر ختم کرلیں گے تو بخاری صاحب مجمع کو اپنی طرف متوجہ کریں گے۔ آپ نے بغیر لاؤڈ سپیکر مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی حمایت میں اڑھائی گھنٹے باندازِ محققانہ ایسی دھواں دھار تقریر فرمائی کہ بخاری صاحب بھی اپنے ساتھیوں کے زچ ہو کر چلے گئے اور کہنے لگے کہ "مفتی صاحب کا مقابلہ کرنا دشوار ہے"

آپ نے "بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس" منعقدہ ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء میں بھی شرکت کی اور پھر تحریک پاکستان کے لیے وقف ہو گئے۔ پاکستان بننے کے بعد آگرہ میں ہی رہ کر مسلک اہلسنت کی پاسبانی کی۔ جولائی ۱۹۵۵ء میں کراچی تشریف لے آئے اور جناح مسجد برنس روڈ میں خطیب و مفتی رہے۔ پھر کچھ عرصہ بعد دارالعلوم مظہریہ کی بنا رکھی اور آرام باغ کی جامع مسجد کے بالائی خانہ پر افتاء نویسی، درس قرآن اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ خرابی صحت اور آب و ہوا راس نہ آنے کے باعث نومبر ۱۹۵۷ء میں غزالی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی (۱۹۱۳ء۔۱۹۸۶ء) کے اصرار پر مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں بحیثیت ''شیخ الحدیث'' تشریف لے گئے۔ چونکہ طبیعت کی ناسازی بوجہ ریاحی مرض عرصہ دراز سے تھی۔ چنانچہ ۱۹ جون ۱۹۵۸ء کو ''جامعہ نعیمیہ'' لاہور کے افتتاحی جلسہ میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔ ۲۱ جون کو واپسی ہوئی تو راستہ میں ریاحی درد شروع ہو گیا۔ ۵ ذوالحجہ ۱۳۷۷ھ جون ۱۹۵۸ء بروز پیر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ قبرستان حسن پروانہ کالونی ملتان میں مزار پرانوار بنا۔

آپ کے برادر طریقت پروفیسر حامد حسن قادری (۱۸۸۷ء۔۱۹۶۴ء) نے قطعہ تاریخ وصال کہا۔

''ہو اللہ وہاب غفور'' ۱۳۷۷ھ ''مآثر تواریخ'' ۱۹۵۸ء

''غریق رحمت'' ۱۹۵۸ء ''ذو فضل علی العالمین'' ۱۹۵۸ء

مفتی عبدالحفیظ صاحب آج
پردہ فرما کے حق سے ہیں واصل
نیک دل نیک طبع نیک اوصاف
سر بسر پاک جان و روشن دل
واعظ خوش بیان و بحر علوم
صاحب فیض و فاضل کامل
تربت پاک ان کی نورانی
رشکِ خلد انکی اولیں منزل
قادریؔ نے بھی ان کا سال وصال

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

لکھ دیا۔ "وصل ذات کا حاصل" ۱۳۷۷ھ

آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں سے بہت سی زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوئیں اور کافی غیر مطبوعہ حالت میں ہیں۔ چند کتب کے نام: "السیوف الکلامیہ لقطع الدعاوی الغلامیہ" (رد قادیانیت الحسنی والمزید لمحب التقلید، علم غیب، آئینہ سنیت مجموعہ فتوی تکمیل الایمان، تہافت الوہابیہ، متروکہ جائداد پر مساجد کی تقریر، کلمہ طیبہ اور نماز، اوراد غام ہازر بجواب نقش ماہر (ماہر القادری) کے رسالہ "فاران" کراچی کے "توحید نمبر" کے رد میں فضائل معاویہ، الحاویہ شاتم معاویہ، فارقلیط، کلمہ اسلام کی تشریح، حق وصداقت کی آواز (لاؤڈ سپیکر پر نماز کا جواز) حاشیہ مشکوۃ شریف، دیوان مجاز عبادات اسلام، عقائد حقہ اہل سنت و جماعت، تبلیغی جماعت، علم طب، اسلام اور عیسائیت، مفقود النجر، ریڈیو کے اعلان کا شرعی طریقہ وحکم، مرزائیت پر تبصرہ، مودودی پر تنقید، بشارت اسمہٗ احمد وغیرہ وغیرہ

آپ کے شاگردوں میں آپ کے صاحبزادے مولانا محمد حسن حقانی (کراچی) مفتی سید سعادت علی قادری (کراچی) مفتی سید شجاعت علی قادری (کراچی) مولانا مشیر احمد دہلوی (کراچی) مولانا محمد شفیع عرف بکلی اتساہی (بھارت) مولانا عبدالعزیز بورے والا (پنجاب) ودیگر بہت سے علماء شامل ہیں۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

ماخذ

۱۔ "سوانح مفتی اعظم آگرہ" از مولانا محمد جمیل الرحمٰن سعید رضوی (قلمی) مملوکہ مؤلف

۲۔ "قلمی یادداشتیں" از مولانا شبیر احمد دہلوی ثم کراچوی، مملوکہ مؤلف

۳۔ سہ ماہی "تصوف" کراچی اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۴ء ص ۳۳۔

۴۔ ماہنامہ "قومی زبان" کراچی جون ۱۹۶۵ء ص ۸۴۔

۵۔ مکتوب گرامی مولانا محمد حسن حقانی (پسر حقیقی) بنام محمد صادق قصوری (مؤلف) محررہ از کراچی مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۸ء، ۲۲ دسمبر ۱۹۸۸ء۔

۶۔ مکتوب گرامی مولانا محمد جمیل الرحمٰن سعید رضوی بنام محمد صادق قصوری (مؤلف) از کراچی موصولہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۸ء۔

۷۔ "جامع اردو انسائیکلو پیڈیا" جلد دوم مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۸ء ص ۱۹۵۳ء۔

۸۔ "سید ابوالبرکات اپنے مکاتیب کے آئینے میں" از صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری مطبوعہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ ۱۹۹۹ء ص ۴۹ تا ۵۰۔

۹۔ ماہنامہ "سوئے حجاز" لاہور بابت جولائی ۲۰۰۲ء ص ۳۱ تا ۴۵۔ (انٹرویو مولانا محمد حسن حقانی پسر حقیقی مولانا مفتی عبدالحفیظ حقانیؒ)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا قطب الدین جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۶۹ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۵۹ء

مولانا علامہ حکیم محمد قطب الدین مولانا احمد بخش کی ولادت ۱۸۶۹ء میں موضع پیر کوٹ سدانہ ضلع جھنگ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کرنے کے بعد صرف ونحو کے لیے مولانا حافظ جمال اللہ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت حافظ صاحب کے وصال کے بعد شمس العلماء مولانا غلام حسین قریشی ساکن تلیری کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہہ کیا اور قطب البلاد دہلی جا کر طبیہ کالج دہلی میں داخل ہو کر تین سال تک مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاںؒ (۱۸۶۳ء۔ ۱۹۴۸ء) سے استفادہ کر کے ۱۳ جولائی ۱۹۱۵ء مطابق یکم رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ بروز منگل ''فاضل طب وجراحت'' کی سند اور تمغہ حاصل کیا۔

آپ کو دور طالب علمی سے ہی تقریر ومناظرہ سے والہانہ لگاؤ تھا۔ قیام دہلی کے دوران مسلمانِ دہلی نے فوارہ کے مقام پر مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جواب دینے کے لیے آپ ہی کو منتخب کیا تھا۔ آپ نے دہلی، آگرہ اور دیگر شہروں میں عیسائی اور آریوں سے مناظرے کیے اور انہیں شکست فاش دی۔ بڑے بڑے مناظر آپ کے سامنے آنے سے کتراتے تھے۔ ایک دفعہ آگرہ میں ایک آریہ کے ساتھ آپ کا مناظرہ ہوا۔ شرائط

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مناظرہ میں ایک بات یہ طے ہوئی کہ کوئی ایسا مسئلہ پیش نہ کیا جائے جو فریقین میں مشترک ہو۔ آریہ نے اسلام پر اعتراض کیا کہ اس مذہب میں انصاف نہیں ہے مثلاً! جب کسی مسلمان کی ہوا خارج ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا اور پھر لطف یہ ہے کہ جہاں سے ہوا خارج ہوئی اس جگہ کو دھونے کی بجائے دوسرے اعضاء کو دھونا شروع کر دیا جاتا ہے۔ مولانا نے فرمایا:۔

''تم شرائط مناظرہ کی خلاف ورزی کر رہے ہو کیونکہ یہ مسئلہ فریقین'' میں مشترک ہے۔ دیکھو جب تمہارا کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کے چند رشتہ دار چاہے اس سے ہزاروں میل کے فاصلے پر ہوں، خبر سنتے ہی غسل کرتے ہیں، کپڑے دھوتے ہیں، برتنوں اور چوکے کی صفائی کرتے ہیں حالانکہ مرنے والا ہزاروں میل دور ہے اور اس کی پلیدی یہاں اثر کر رہی ہے، وضو کے اعضاء تو پھر بھی قریب ہیں۔''

آریہ مناظر نے دوسرا اعتراض کیا:۔

''تم چند کلمات پڑھ کر جانور کو چھری چاقو سے ذبح کرتے ہو۔ میں پوچھتا ہوں وہ جانور پہلے حلال تھا یا ان کلمات کے پڑھنے سے حلال ہوا۔ اگر پہلے ہی حلال تھا تو ان کلمات کے پڑھنے کی کیا ضرورت؟ اور اگر ان کلمات کے پڑھنے سے حلال ہوا ہے تو چاہے کہ بلی، کتے پر بھی یہی کلمات پڑھ کر ذبح کر کے کھاؤ۔''

مولانا نے فرمایا:۔

پنڈت جی! ذرا ہوش سے بات کرو، تم پھر شرائط کی خلاف ورزی کر رہے ہو کیونکہ یہ مسئلہ بھی فریقین میں مشترک ہے۔ دیکھئے جب آپ بیاہ کرتے ہیں تو آپ کا برہمن ''بھوج'' پڑھتا ہے اور دولہا کو دلہن کے گرد چند چکر دلاتا ہے۔ اب بتایئے کہ بھوج پڑھنے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اور چکر دلانے سے دلہن دولہا پر حلال ہوتی ہے یا پہلے ہی حلال تھی؟ اگر پہلے ہی حلال تھی تو پھر بھوج پڑھنے کی کیا ضرورت؟ اور اگر پڑھنے سے حلال ہوئی ہے تو چاہیئے کہ بھوج پڑھ کر اور چکر کاٹ کر ماں، بہن کو بھی حلال کر کے مصرف میں لے آؤ۔"

غرض مولانا کی سخت گرفت پر آریہ مناظر کو راہ فرار کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا۔

تحصیل علم کے بعد آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ کچھ عرصہ بعد اجازت و خلافت سے بھی نوازے گئے۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد سے غایت درجہ عقیدت و محبت تھی۔ آپ کی استدعا پر حضرت امیر ملتؒ اکثر و بیشتر جھنگ کے علاقہ میں تشریف لاتے اور تبلیغ و ارشاد کی شمعیں فروزاں کر کے گمگشگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن کرتے۔ آپ نے کئی دفعہ حضرت امیر ملتؒ کی معیت میں حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔ حضرت قدس سرہ، سے آپ کی محبت فنافی الشیخ کے درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ حضرت بھی خصوصی شفقت اور توجہ سے نوازتے تھے۔

آپ اچھے انشا پرداز اور صاحب قلم تھے۔ آپ کے مضامین عرصہ تک مجلہ طبیبہ" دہلی، المنبر" "الفقیہہ" امرتسر "شمس الاسلام" بھیرہ ضلع سرگودھا "لمعات الصوفیہ" سیال کوٹ، اور "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ میں چھپتے رہے، بہت سی کتابیں بھی آپ نے تالیف فرمائیں جن میں سے دو زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو چکی ہیں، "فیصلہ شرعیہ در رد روافض" اور "خونی داستان"۔

مسئلہ تقلید شخصی پر آپ نے موضع بدو آنہ تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ میں مولوی ثناء اللہ امرتسری (۱۸۶۸ء۔۱۹۴۸ء) سرخیل فرقہ وہابیہ سے مناظرہ کیا اور فتح مبین حاصل کی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

اس مناظرہ میں احناف کی طرف سے آپ کے علاوہ مولانا غلام حسین تلیری، مولانا غلام محمد گھوٹوی اور مولانا نظام الدین ملتانی شریک تھے اور غیر مقلدین کی طرف سے مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی عبدالحمید بدو آنوی، مولوی عبدالوہاب دہلوی اور مولوی محمد یار حویلی بہادر شاہ ضلع جھنگ موجود تھے۔ ۱۹۲۵ء ستمبر کو ''روڈو چدھڑ''، ضلع فیصل آباد (تب لائل پور) میں مولوی فیض محمد لکھیانوی ''مخالف صحابہ'' سے مناظرہ کیا۔ اور پانچ اہم مسائل پر گفتگو کر کے زبردست فتح حاصل کی۔

آپ بڑے متقی، صالح، بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ مدتوں آپ کی یہ عادت رہی کہ مغرب کی نماز کے فوراً بعد کھانا کھا کر سو جاتے۔ دس بجے کے قریب بیدار ہو کر باجماعت عشاء کی نماز ادا کرتے، اور فجر کی نماز ادا کرتے اور فجر کی نماز تک درود شریف اور اوراد میں مشغول رہنے کے بعد تھوڑی دیر آرام فرماتے۔

قرآن مجید اور علوم دینی سے تو عشق تھا۔ اپنے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کو قرآن مجید حفظ کرایا تھا۔ ایک صاحبزادی کو مشکوٰۃ شریف اور جلالین شریف پڑھا رہے تھے۔ کہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۹ء بروز جمعرات تین بجے بعد دوپہر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ مرقد انور ''قطب آباد چک نمبر ۲۳۴ جوتیانوالہ ڈاک خانہ چک نمبر ۲۳۳ ضلع جھنگ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

آپ نے دو صاحبزادے یادگار چھوڑے۔ ایک حافظ حکیم محمود الحسن جو طب کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور دوسرے مولانا عبدالرشید جھنگوی، دین متین کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں ثانی الذکر نے آپ کے مزار اقدس کے پاس آپ کی یاد میں ''قطبیہ رضویہ'' قائم کیا ہے جو اہلسنت کی معیاری درسگاہ ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت مولانا حکیم خادم علی سیالکوٹیؒ (۱۸۶۶ء۔۱۹۷۱ء) نے تاریخ وصال کہی، چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

عالم و فاضل فقیہ نامدار
بود در دنیا ، ز دنیا بر کنار
ماہر اسرار تفسیر و حدیث
مخزن انوار و شیخ روزگار
در شریعت بد مثال کو ہسار
در طریقت بحر نا پیدا کنار
حامل تاثیر ہا تقریر او
بود تحریرش چو در شاہوار
فیض یاب از آفتاب معرفت
حضرت شاہ جماعت با وقار
از نگاہش قطب دیں ابدال شد
کرد سمیں سینہ اش را زر نگار
آہ ، آں فرخ سیر ، شیریں مقال
شد درون خاک مرقد پردہ دار
ہست در الفاظ سال رحلتش
سیہ صد و ہفتاد و نہ بایک ہزار

۱۳۷۹

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

از ربیع الآخر آمد بست و پنج
چوں بر فت او جانب دالقرار
وقت ظہرش بود وقت انتقال
پنجشنبہ روز بودہ در شمار

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۹۷۔

۲۔ ''تاریخ جھنگ'' از بلال زبیری مطبوعہ جھنگ ۱۹۷۶ء ص ۴۹۷۔

۳۔ ہفت روزہ ''محبوب حق'' لائل پور بابت ۲۰ ستمبر ۱۹۶۳ء ص ۷۶۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

خواجہ محمد کرم الٰہی سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۸۰ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۵۹ء

ماسٹر خواجہ محمد کرم الٰہی ابن میاں غلام قادر نائیک کی ولادت ۱۸۸۰ء میں موضع بڈیانہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے ایک راجپوت گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے پردادا خواجہ عبدالکریم نائیک کشمیر سے ہجرت فرما کر موضع بڈیانہ میں تشریف لا کر رہائش پذیر ہوئے تھے اور بڑی باعزت زندگی گزار کر اللہ کو پیارے ہوئے۔

آپ نے مقامی پرائمری سکول سے پرائمری کا امتحان پاس کرنے کے بعد پسرور سے مڈل پاس کیا اور پھر ۱۸۹۵ء میں سیال کوٹ سے اعلیٰ پوزیشن کے ساتھ میٹرک کیا۔ اس کے بعد بطور مدرس محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو کر کوہاٹ چلے گئے۔ یہاں ملازمت کے ساتھ ساتھ اپنی تعلیم کو بھی جاری رکھا اور ۱۹۰۰ء میں ایف اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۰۲ء میں ''مختاری'' کا امتحان دیا جو کہ ''وکالت'' کا پہلا امتحان ہوتا ہے اور ''مختار'' بنتے ہی ''وکالت'' کا کام شروع کر دیا۔ ۱۹۰۴ء میں بی اے اور ۱۹۰۵ء میں ایل ایل بی کے امتحانات پاس کر لیے اور اسی سال ہی میں دیوانی، فوجداری اور محکمہ مال کے مقدمات کی اجازت مل گئی۔ چونکہ طبعاً آزادی پسند تھے لہذا سرکاری ملازمت کی بجائے سیالکوٹ میں رہائش پذیر ہو کر پریکٹس شروع کر دی اور جلد ہی اپنی محنت، دیانت، لیاقت اور صداقت کی بدولت نامور وکلاء میں شامل ہونے لگے۔ ابتدائی زندگی ''مدرسی'' میں گزارنے کی وجہ سے ''ماسٹر'' کا لفظ نام کا جزو

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بن گیا۔

آپ نے دور طالب علمی میں ہی حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست اقدس پر سعادت بیعت حاصل کرلی تھی اور پھر "فنا فی الشیخ" کی منزل تک جا پہنچے۔ اپنی تمام زندگی اپنے شیخ طریقت پر نثار کردی۔ ۱۱ مئی ۱۹۳۱ء کو بر موقعہ سالانہ اجلاس "انجمن خدام الصوفیہ" علی پور سیداں، حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو شرف خلافت سے نواز کر خلق خدا کی رہنمائی کا فریضہ بھی سونپ دیا۔ آپ نے پیرو مرشد کے ساتھ برصغیر کی تمام تحریکوں مثلاً "تحریک کشمیر" "فتنہ ارتداد" "تحریک خلافت" "سارداا ایکٹ" "مسجد شہید گنج" اور "تحریک پاکستان" میں بھرپور کردار ادا کیا۔ دامے، درمے قلمے، سخنے اور قدمے ہر طرح سے خدمات انجام دیں اور تبلیغی دوروں میں بھی شریک رہے۔ مرزائیوں اور دیگر معاندین نے حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہٗ کے خلاف جو مقدمات دائر کیے آپ ان سب میں بڑی محنت سے، مہارت سے وکالت فرماتے رہے۔

آپ کی گوناگوں خوبیوں کی بنا پر حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے علاوہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء مطابق ۲۹ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ بروز جمعۃ المبارک بر موقعہ عرس شریف حضرت بابا جی فقیر محمد چوراہیؒ (۱۷۹۸ء۔۱۸۹۷ء) سجادہ نشین چورہ شریف ضلع اٹک حضرت پیر سید شاہؒ (۱۸۶۴ء۔۱۹۳۹ء) نے بھی آپ کو دستار خلافت سے نوازا۔ دستار خلافت پیر سید شاہؒ اور حضرت امیر ملتؒ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے باندھی۔ آپ فرط جذبات سے روئے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے قدموں میں گر پڑے۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ "ماسٹر صاحب" بزرگ آدمی ہیں۔" آپ میں انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، دستر خوان بہت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

وسیع تھا، روزانہ کم وبیش چالیس پچاس آدمی آپ کے ہاں کھانا کھاتے تھے۔ آپ کو دینی تعلیم پر بھی کافی عبور تھا اور ہر موضوع پر سیر حاصل بحث کر سکتے تھے۔ زبان کی شیرینی، کڑا کے کی آواز، دینی اور شرعی علم جس کے ساتھ دینوی قانون کی بہرہ مندی کا امتزاج ہوتا، مجمع پرچھا جاتے۔ معترض کا سوال ختم ہونے سے پیشتر ہی جواب حاضر کر دیتے۔

مذہبی اور قانونی مصروفیات کے باوجود آپ نے سیاسی امور میں بھی حصہ لیا۔ برس ہا برس تک سیالکوٹ کے ''میونسپل کمشنر'' رہے۔ دو دفعہ میونسپل کمیٹی کے آنریری سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اس طرح آپ شہری عوام اور اعلیٰ حکام کے مابین ایک مضبوط رابطہ تھے۔

وقت کے ڈپٹی کمشنروں نے آپ کی کارکردگی کو سراہا اور شکریہ ادا کیا۔ میونسپل کمیٹی کی ''تعلیمی کمیٹی'' کی سربراہی کا قرعہ ہمیشہ آپ کے نام ہی نکلتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے اس میدان میں مسلمانوں کی ترقی کے لیے نہ صرف راہ ہموار کی بلکہ اپنی عین حیات میں اپنی کمیونٹی کو پھلتے پھولتے دیکھا۔ بے شمار لڑکے لڑکیوں کو وظائف اور ملازمتیں دلوائیں۔

آپ ''آل انڈیا کشمیر مسلم کانفرنس'' کے سیکرٹری بھی رہے۔ لاہور میں ۲۰ جنوری 1915ء کو مہاراجہ جموں وکشمیر کو جو ایڈریس دیا، اس میں کشمیری مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے مختلف سہولتوں کا مطالبہ کیا۔ ان سب امور نے آپ کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے اور آپ آل انڈیا سطح کے لیڈر بن گئے۔ ۱۹۴۰ء میں آپ انجمن حمایت اسلام لاہور کے آنریری وکیل مقرر ہوئے۔

عشق رسول ﷺ آپ کی رگ و ریشے میں سمایا ہوا تھا۔ پانچ مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز ہوئے اور اٹھارہ حج بدل کروائے۔ شعر و شاعری سے بھی دلچسپی تھی لیکن تازیست نعت و منقبت کے سوا کچھ نہ کہا۔ ایک نعت ملاحظہ ہو:۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

عرش سے بالا ہے اوج آستان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

آدمی تو کیا مَلَک ہیں پاسبان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

کیا کرے انساں ثنا و عزو شانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

جز خدا کوئی نہیں ہے رتبہ دان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

حکم جو اللہ کا ہے ہے وہی حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

ہے زبان اللہ کی گویا زبان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

دنگ ہو جاتے ہیں سنتے ہی فصیحان عرب

کس قدر تھا ابلغ و افصح بیان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

قاب قوسین او ادنیٰ سے ثابت ہو گیا

لا مکاں سے ہے کہیں ارفع مکان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت صدیقؓ اور فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ

تھے یہی چاروں خلیفہ راز دان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

جنتی ہیں جنتی ہیں آپ کے سب دوستدار

دوزخی ہیں۔ دوزخی ہیں دشمنان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

جیسا کہ ابتداء میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ آپ فنافی الشیخ کی منزل تک پہنچے ہوئے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کا اسم گرامی سنتے ہی ان کی آنکھیں اشکوں کے ہار پرونا شروع کر دیتی تھیں۔ لیجیے بطور ثبوت منقبت ملاحظہ فرمائیے:۔

شاہ جماعت شہہ علی محبوب رب ذوالجلال

نیک دل نیکو سیر نیک رو نیکو خصال

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

خوبرو و پاک باطن ، پاک جان و پاک دل
مخزن کشف و کرامت صاحب حسن و جمال
سید السادات مقبول خدائے دوسرا
نام پاکش دافع رنج و بلاء وہر ملال
مصدر لطف و عنائت مخزن جودو سخا
معدن رشد و ہدایت منبع لطف و کمال
مظہر نور نبی ﷺ و پر تو خلق عظیم
قاسم ایمان و ایقان آں شہہ فرخندہ حال
ہر دُعائش می شود مقبول پیش از التجا
التجابت زود می آید رب ذوالجلال
اُو مجدد ہم محدث بود قیوم زماں
معطی انوار ایماں قاسم جاہ جلال
اے خدا ایں دود ماں را تاابد محفوظ دار
از ہمہ فکر و بلا و از ہمہ رنج و ملال
ایں دعائے بینوا کرم الٰہی کُن قبول
از طفیل خواجگاں محبوب رب ذوالجلال

حافظ ظفر علی پسروریؒ (۱۸۷۰ء۔۱۹۱۸ء) کی رحلت کے بعد حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو انجمن خدام الصوفیہ ہند کا جنرل سیکرٹری مقرر کیا اور تازیست اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ حضرت مولانا امام الدین رائے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پوریؒ (۱۸۶۷ء۔۱۹۵۲ء) کی رحلت کے بعد ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ کے تازیست ایڈیٹر بھی رہے۔ کم و بیش چالیس سال تک "انوار الصوفیہ" کا دفتر آپ کے دفتر وکالت میں رہا۔

آپ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے زمانہ قیام میں ہر ہفتہ کی شام علی پور سیداں پابندی کے ساتھ حاضری دیا کرتے تھے اور اتوار کا دن مرشد عالی مقام کے قدموں میں گزار کر واپس سیال کوٹ جاتے تھے۔ ایک دفعہ کسی خاص مجبوری کی بنا پر حاضر نہ ہو سکے۔

جس کا تازیست افسوس رہا۔ اس واقعہ کی تفصیل حضرت جوہر ملت سید اختر حسین شاہ علی پوریؒ (۱۹۱۱ء۔۱۹۸۰ء) کی زبان فیض ترجمان سے سُنیئے:۔

"حضرت قبلہ عالم اپنی آخری بیماری میں ہفتہ کے دن ماسٹر صاحب کو بہت یاد کرتے رہے مگر بعض مجبوریوں کے سبب اس دفعہ ماسٹر صاحب اتوار کی صبح حاضر ہوئے تو حضور نے برجستہ یہ شعر پڑھا۔

نزع میں بھی ذوقؔ کو تیرا ہی بس ہے انتظار جانب در دیکھتا ہے جبکہ ہوش آ جائے ہے

ماسٹر صاحب تڑپ گئے اور قدموں سے لپٹ کر رونے لگے اور عرض کیا، "بندہ خطاوار ہے، معافی کا خواستگار ہے"۔

آپ کو تصنیف و تالیف اور شعر و شاعری کا بھی خاصا ذوق تھا۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" میں آپ کے بے شمار مضامین شائع ہوئے"۔ "آداب مرید" کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی جس کے مطالعہ سے حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے آپ کی محبت و شیفتگی کا پتہ چلتا ہے۔ نعتوں اور منقبتوں کے بھی کئی دفتر چھوڑے جو آپ کے سچے عاشق رسول ﷺ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اور فنافی الشیخ ہونے کا بین ثبوت ہے۔

آپ کی رحلت ۲۵ دسمبر ۱۹۵۹ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۷۹ء بروز جمعتہ المبارک بوقت شام بعرضہ چند روزہ بخار ہوئی اور سیال کوٹ میں آخری آرامگاہ بنی۔ دو صاجزادے اور دو صاجزادیاں یادگار چھوڑیں۔ چھوٹے صاجزادے خواجہ محمود علی جون ۱۹۶۶ء اور بڑے صاجزادے خواجہ محمد حیدر علی اکتوبر ۱۹۷۱ء میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

راقم السطور محمد صادق قصوری نے یہ قطعہ تاریخ وفات کیا۔

"گہر علم خواجہ محمد کرم الٰہی" ۱۳۷۹ء۔

داغ فراق دے کر دنیا سے چل دیئے ہیں

جانِ امیرملت خواجہ کرم الٰہی

صادقؔ قصوری کہدو سال وفات ان کا

"ہیں حق شناس جنت خواجہ کرم الٰہی"

۱۹۵۹ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' ص ۲۶۴، ۴۹۷، ۷۱۸، ۷۱۹۔

۲۔ ''تذکرہ شبیہ جماعت'' ص ۷۷۔

۳۔ ''اقبال اور انجمن حمایت اسلام'' از محمد حنیف شاہد مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ ص ۹۵۔

۴۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ دسمبر ۱۹۳۱ء ص ۳۶، اپریل ۱۹۳۸ء ص ۱۶، مئی ۱۹۳۹ء ص ۱۳۔ اپریل ۱۹۵۳ء ص ۳، دسمبر ۱۹۵۴ء ص ۲۲، دسمبر ۱۹۵۹ء ص ۳۱۔

۵۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور ستمبر ۱۹۶۰ء ص ۵۔

۶۔ مکتوب گرامی حضرت حافظ عبدالحمید خان آف ظفروال بنام مؤلف محررہ ۴ اگست ۱۹۷۶ء۔

۷۔ مکتوب گرامی جناب فرخ سعید از راولپنڈی بنام مؤلف محررہ ۱۹ فروری ۱۹۷۷ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

الحاج نصیب خان رہتکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۷۹ء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۶۰ء

الحاج نصیب خاں کی ولادت موضع کاہنی تحصیل گوہانہ ضلع رہتک (مشرقی پنجاب بھارت) میں ۱۸۷۹ء میں ہوئی۔ بڑے ہوکر فوج میں ملازم ہوگئے۔

۱۹۰۵ء میں جب آپ کا رسالہ لورالائی چھاؤنی سے سیال کوٹ چھاؤنی آیا تو اس وقت حضرت امیر ملت قدس سرہ، حج و زیارت کی سعادت حاصل کر کے واپس تشرف لائے تھے۔ آپ نے حاضر ہوکر شرف بیعت حاصل کیا۔ ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد اکثر علی پور شریف حاضر خدمت رہتے تھے یا پھر تبلیغی دوروں میں حضرت امیر ملتؒ کے ہمرکاب ہوتے تھے۔ بلند آواز اور خوش الحان تھے، نعت خوانی بڑے ذوق و شوق سے فرماتے تھے۔ خود کہتے تھے کہ ''جوانی میں میری آواز'' میل میل بھر تک سنائی دیتی تھی'

۱۲ مئی ۱۹۳۹ء بروز جمعۃ امبارک سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں کے موقعہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا۔

۱۲ مئی ۱۹۳۹ء بروز جمعۃ المبارک سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں کے موقعہ پر حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا۔
لیکن آپ نے مرتے دم تک اس مرتبے کی نمود و نمائش نہیں کی۔ فتنہ ارتداد کے زمانہ میں آپ نے حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہ کی معیت میں بڑا کام کیا۔ آپ بڑے عابد و زاہد اور متقی بزرگ تھے۔ کئی بار پیرومرشد کے قدموں کے ساتھ حج و زیارت کی سعادت سے بہرہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ور ہوئے۔ تلاوتِ کلام پاک روزانہ کا معمول تھا جس میں کبھی ناغہ نہ ہوا۔ پہلی جنگ عظیم میں فوج کے ساتھ یورپ کا سفر بھی کیا لیکن معمولات میں کوئی فرق نہ آیا۔ انگریزی خوب جانتے تھے۔ شاعر نہ تھے لیکن سخن فہم نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ نعت شریف ایسے والہانہ انداز سے پڑھتے تھے کہ سماں بندھ جاتا تھا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے محبوب ومقبول خلیفہ تھے۔

قیام پاکستان کے بعد منڈی بورے والا ضلع ملتان میں رہائش پذیر ہو گئے اور سلسلہ عالیہ کی مقدر بھر خدمت کرتے رہے۔ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز جمعۃ المبارک ۸۱ برس کی عمر میں رحلت فرمائی اور بورے والا ہی میں آخری آرامگاہ بنی۔

آپ کے برادر طریقت پروفیسر حامد حسن قادریؒ (۱۸۸۷ء۔۱۹۶۴ء) نے مندرجہ ذیل تواریخ وصال کیں۔

ا۔

آہ رخصت ہو گئے بھائی نصیب
چھپ گیا خورشید گویا زیر خاک
کیا شغف رکھتے تھے عشق شیخ میں
کس قدر حب نبی ﷺ میں انہماک
ایسا خوش اوقات ، خوش دل، خوش مزاج
مل نہیں سکتا سمک سے تا سماک
رحمت رب ان کی روح پاک پر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نور رب سے ان کی تربت تا بناک

قادری نے سال ہجری وفات

لکھ دیا: ''حاصل وصال ذات پاک''۱۳۸۰ھ

۲۔

ناگاہ آہ کر گئے رحلت نصیب خاں

تھے جامع فیوض و فضیلت نصیب خاں

محبوب بارگاہ سیادت نصیب خاں

مقبول آستان رسالت نصیب خاں

گو اپنے آپ کو وہ چھپائے ہوئے تھے

تھے صاحب اجازت بیعت نصیب خاں

ان کو جوار رحمت رب میں جگہ ملے

پائیں خلود خلد کی نعمت نصیب خاں

تاریخ انتقال جو لکھنی ہو قادری

کہدو ''ہیں آج داخل جنت نصیب خاں''۱۹۶۰ء

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۲۳۷۔

۲۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۶۔

۳۔ ''پنج گنج قصوری'' از محمد اویس خاں غوری مطبوعہ لاہور ۱۹۵۶ء ص ۴۴۔

۴۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیالکوٹ بابت مئی ۱۹۳۹ء ص ۱۳۔

۵۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور دسمبر ۱۹۶۰ء ص ۲۶، جنوری ۱۹۶۱ء ص ۲۳، ۳۳۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا محمد عظیم فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۷۷ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۶۱ء

مولانا صوفی محمد عظیم بن مولانا شاہ محمد کی ولادت ۱۸۷۷ء میں موضع رجی والا ضلع فیروز پور (مشرقی پنجاب، بھارت) کے ایک دیندار ارائیں گھرانے میں ہوئی۔ والد گرامی فیروز پور چھاؤنی میں معلم تھے اور نہایت پرہیز گار، ولی اللہ اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ ان کی بلند کرداری کی بناء پر عوام و خواص جان چھڑکتے تھے۔

مولانا محمد عظیم نے میٹرک کا امتحان فیروز پور چھاؤنی سے فرسٹ ڈویژن میں پاس کر کے کمشنری بھر میں اول پوزیشن حاصل کی۔ اس کے بعد ایف سی کالج لاہور میں داخل ہو کر بی اے کیا اور ملازمت کی تلاش میں سرگرداں ہوئے۔ فیروز پور میں تحصیلداری کی پیشکش ہوئی۔ مگر فقیر منش طبیعت نے منظور نہ فرمایا۔ ازاں بعد اکاؤنٹینٹ جنرل لاہور کے دفتر میں کلرک کی آسامی کے لیے منتخب ہو گئے۔ مگر جب میڈیکل کے لیے کپڑے اتارنے کو کہا گیا تو آپ نے کہا کہ

"یہ خلاف شریعت ہے مجھے ایسی نوکری کی ضرورت نہیں۔"

اس کے بعد آپ شیرانوالہ گیٹ ہائی سکول لاہور میں مدرس ہو گئے اور بڑی محبت و مشقت سے طلباء کو پڑھا کر اپنی علمی سرفرازیوں، فکری بلندیوں اور نظریاتی عظمتوں کا لوہا منوایا۔ ۱۹۱۴ء میں اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ لاہور معرض وجود میں آیا تو اپنی ٹرانسفر اس

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سکول میں کروا لی اور تمام ملازمت اس سکول میں ہی پوری کر کے ۱۹۳۷ء میں ریٹائر ہوئے۔ اس دوران مختلف ملازمتوں کی پیشکش ہوتی رہی۔ ایک دفعہ انسپکٹر آف سکولز کی آسامی بھی پیش کی گئی مگر آپ نے قبول نہ کی۔ اسی طرح ایکدفعہ ہیڈ ماسٹر بنا کر گوجرانوالہ بھی بھیجا گیا مگر قنات پسند طبیعت جلد ہی مستعفی ہو کر واپس آ گئے۔

۱۸۹۵ء میں بی اے کی طالبعلمی کے دوران آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست اقدس پر سعادت بیعت حاصل کی تھی۔ اس کے بعد جوں جوں جذبہ محبت روبہ ترقی ہوتا گیا، تعلق خاطر بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ ''تو من شدی من تو شدم'' والا معاملہ بن گیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، جب بھی لاہور تشریف لاتے تو آپ سے ملنے کے لیے اسکول میں ضرور جاتے، آپ بھی حق المقدور حاضر خدمت ہونے کی کوشش کرتے رہتے۔ ایک دفعہ ایک ماہ کی رخصت لے کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر رہے اور کثرت وظائف و مراقبہ میں مصروف رہتے تھے۔

ایک دفعہ ۱۹۰۲ء میں بیٹھے بیٹھے بے چینی سی ہوئی اور علی پور شریف حاضر ہونے کی خواہش مچلنے لگی۔ چنانچہ درخواست رخصت دے کر بغیر منظوری کے انتظار کے علی پور شریف حاضر ہو گئے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے فرمایا: ''مولوی صاحب! آج رات کو اس کمرے میں سونا'' چنانچہ آپ سو گئے اور رات کو خواب میں دیکھا کہ ''ایک دربار لگا ہوا ہے اور کرسیوں پر مختلف اولیاء بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک کرسی خالی تھی، ایک بزرگ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو آپ اس کرسی پر بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں آنکھ کھل گئی۔''

اس کے بعد حضرت قدس سرہ، نے خادم کو بھیج کر بلوایا۔ چنانچہ آپ حاضر ہو کر دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت اقدس نے بکمال شفقت و مہربانی شرف خلافت سے نواز کر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بیعت لینے کا حکم دیا۔ چند وظائف کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے ارشاد کیا:

''مولوی صاحب! آج صبح کی نماز آپ پڑھائیں گے اور نماز کے بعد فوراً لاہور واپس چلے جائیں۔ کیونکہ میں نماز کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ وظائف میں مشغول رہتا ہوں اور کسی سے بات نہیں کرتا:۔

پھر گلے مل کر خدا حافظ کہا۔ آپ حسب الحکم صبح کی نماز پڑھا کر لاہور واپس تشریف لے آئے۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ آپ کو ملازمت سے معطل کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ بغیر رخصت منظوری کرائے چلے گئے تھے۔ چنانچہ آپ اپنے بچوں کو لے کے اپنے گاؤں موضع ر.جی والا ضلع فیروز پور (حال بھارت) میں آ گئے۔

یہاں لوگ جوق در جوق حاضر خدمت ہو کر بیعت ہونے لگے، آپ حیران تھے کہ اتنے لوگ کہاں سے آ رہے ہیں رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت بابا فقیر محمد چوراہیؒ (۱۷۹۸ء ۔ ۱۸۹۷ء) پیرو مرشد حضرت امیر ملت قدس سرہ) ہاتھ میں تلوار لیے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ''گھبرائیے مت! یہ سب لوگ یہاں آنے والے میرے یار ہیں''۔

چند یوم بعد حضرت امیر ملت قدس سرہ، کا والا نامہ موصول ہوا کہ:۔

''ہم نے تجھے یہ نہیں کہا تھا کہ تم نوکری چھوڑ کر چلے جاؤ اور دنیا سے یوں منہ موڑ لو۔ فوراً لاہور پہنچو''۔ چنانچہ آپ لاہور واپس آ گئے۔ متعلقہ اسکول سے ملازمت پر بحالی کا خط آ چکا تھا۔ آپ باعزت طور پر بحال ہو گئے اور معطلی کے عرصہ کی تنخواہ بھی مل گئی۔ اسکول کے سیکرٹری جس نے مجلس عاملہ کی منظوری کے بغیر آپ کو معطل کیا تھا، اس کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا اور یوں آپ پیرو مرشد کی کرامت سے بحال ہو گئے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آپ جب بھی حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو جہاں جگہ مل جاتی وہیں بیٹھ جاتے اور کبھی لوگوں کو پھاندتے ہوئے آگے بڑھ کر بیٹھنے کی کوشش نہ کرتے۔ جب حاضر ہوتے تو فوراً اسلام عرض کرنے کے بعد دوزانو بیٹھ کر مراقبے میں مشغول ہو جاتے۔ ۱۹۳۰ء میں سعادت حج بیت اللہ حاصل کرنے کے لئے تشریف لے گئے تو اس سال حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہ بھی تشریف لے جا چکے تھے۔ چنانچہ وہاں مقدور بھر پیرو مرشد کی خدمت کرتے رہے۔ واپس پر قرآن مجید اور دلائل الخیرات کی چند جلدیں بطور تبرک لا کر اپنے بچوں کو دیں۔

آپ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ رات بارہ بجے کے بعد کبھی نہیں سوئے۔ ہمیشہ بارہ بجے رات اٹھ بیٹھتے اور عبادت میں مصروف ہو جاتے۔ نماز فجر کے بعد مراقبہ میں چلے جاتے اور ایک گھنٹہ تک کسی سے بات نہ کرتے۔ اس کے بعد دلائل الخیرات و دیگر وظائف پڑھتے۔ بزرگان دین کے مزارات پر حاضری زندگی کا مقصد وحید تھا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر ہر روز بعد نماز عشاء حاضری لازمی تھی۔ علاوہ ازیں ہر سال اجمیر شریف، پاکپتن شریف، سرہند شریف، اور دہلی وغیرہ حاضری دی۔ اپنی اولاد کو ہمیشہ حضرت داتا گنج بخش ؒ کے مزار اقدس پر حاضر ہونے کی تلقین کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے ازراہ مذاق پوچھا کہ آپ ہر روز دربار داتا صاحب ؒ میں بیٹھے رہتے ہیں، کبھی داتا صاحب کی زیارت بھی کی ہے، یہ سن کر آپ جوش میں آگئے اور فرمایا:-

"تم بے وقوف ہو، جب تک حضور داتا صاحب ؒ مجھے اجازت نہیں دیتے، میں وہاں سے اٹھتا ہی نہیں ہوں۔"

آپ کو تحریر و تقریر میں یکساں عبور حاصل تھا۔ بیگم شاہی مسجد لاہور میں مدت تک

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اپنی خطابت کے جوہر دکھاتے رہے۔ علی پور سیداں شریف میں برموقعہ سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند آپ کی تقریر ہزاروں کے اجتماع کو مسحور کیے بغیر نہ رہ سکتی تھی۔ مدت تک آپ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور کے مدیر اعلیٰ بھی رہے۔ اپنے تحقیقی اور با مقصد مضامین کے ذریعے قارئین کو روحانی سکون بہم پہنچاتے رہے علاوہ ازیں بہت سی کتابیں بھی لکھیں مگر ہمیں صرف دو کتابوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں۔

۱۔ گلزار مدینہ:۔ یہ کتاب ۱۳۳۷ھ میں گلزار محمدی سٹیم پریس لاہور سے طبع ہوئی اس کا ایک نسخہ حضرت الحاج حافظ نور احمد قصوریؒ (۱۹۰۷ء۔۱۹۸۶ء) کے ہاں دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔

۲۔ نور کا ظہور:۔ یہ کتاب ۱۹۲۴ء میں طبع ہو کر بلا قیمت تقسیم ہوئی۔ اس میں زیادہ تر بیان حضور سید عالم ﷺ کے معجزات کا ہے۔

وفات سے چند روز پہلے اپنی بچیوں سے فرمایا کہ: ''دیکھو! اب میرا آخری وقت آ چکا ہے، جمعہ کا انتظار مت کرنا، شائد منگل کو میں اس جہان سے کوچ کر جاؤں۔''

اسی طرح آپ کے ایک مرید محمد انور قریشی انجینئر حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے ان سے کچھ باتیں کیں اور دعا کے بعد الوداع کہا۔ قریشی صاحب نے عرض کیا کہ میں فلاں تاریخ کو لاہور آؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اب ملاقات مشکل ہے۔ چنانچہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۱ء مطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ بروز منگل ذکر الٰہی کرتے ہوئے واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دوسرے دن پانچ بجے شام میانی صاحب کے قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

راقم الحروف صادق قصوری نے قطعہ تاریخ وفات کہا۔

ہے قیامت کا سماں پیش نظر
دل پہ ٹوٹا آہ کیسا کوہ غم
مولانا محمد عظیم عالی جناب
دار دنیا سے گئے سوئے عدم
ڈوبتی ہے کشتی صبر و شکیب
ہر بشر ہے غرق دریائے الم
صادقؔ نے کی فکر جو تاریخ وصال کی
بولا ہاتف ! کہہ دو ناں "شام غم"

۱۳۸۱ھ

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۳۶۰، ۷۴۳۔

۲۔ "گلزار مدینہ" مطبوعہ لاہور ۱۳۴۷ھ ص ۶۵۔

۳۔ "تذکرہ شہہ جماعت" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۴۷۔

۴۔ "وفیات مشاہیر پاکستان" از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۲۵۶۔

۵۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ مئی ۱۹۴۰ء ص ۱۷۔

۶۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور دسمبر ۱۹۶۲ء ص ۲۷ تا ۳۳، جولائی ۱۹۶۵ء ص ۱۴۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید محمد حسین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۷۸ء ــــــــــــــ ۱۹۶۱ء

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین تو از تنگی داماں گلہ دارد

سراج الملت والدین حضرت پیر سید محمد حسین شاہ ابن امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) ابن حضرت پیر سید کریم شاہ (۱۷۷۷ء۔۱۹۰۲ء) کی ولادت عالم اسلام کے مشہور و معروف روحانی مرکز علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ میں ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۸ء میں ہوئی۔ آپ کی پیدائش پر حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے بڑی خوشی منائی۔ آپکو گود میں لے کر اذان واقامت کہی۔ ساتویں روز آپکے بال منڈوائے اور صدقہ وخیرات کیا۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد حسین رکھا اور دو بکرے ذبح کر کے عقیقہ کیا۔ آپ دو تین مہینے کے تھے کہ باباجی حضرت خواجہ فقیر محمد فاروقی چوراہی (۱۷۹۸ء۔۱۸۹۷ء) علی پور شریف تشریف لائے اور آپ کو دم کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ بڑا امرد ہوگا اور ہمیشہ خوش وخرم رہے گا۔"

آپ نے بہت چھوٹی عمر ہی میں قرآن پاک حفظ کر لیا اس کے بعد گاؤں کے پرائمری سکول سے پرائمری کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کر کے قلعہ سوبھا سنگھ سے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مڈل پاس کیا۔ اور دینیات کی تعلیم کے لیے مولانا عبدالرشید صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور زانوئے تلمذ طے کیا۔ ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد استاذ العلماء حضرت مولانا نور احمد امرتسریؒ (۱۸۵۰ء۔۱۹۳۰ء) کے پاس امرتسر جا کر اکتساب علم کرتے رہے۔ امرتسر میں تحصیل علم کے بعد آپ نے دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور اور پھر مدرسہ امینیہ دہلی میں داخلہ لیا۔ درس نظامی کی تمام اعلیٰ کتابیں تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ وغیرہ کی تکمیل وہیں سے کی۔ قیام دہلی کے دوران ہی مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاںؒ (۱۸۶۳ء۔۱۹۲۸ء) کے طبیہ کالج دہلی میں داخلہ لے کر طب کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔ آپ حکیم صاحبؒ موصوف کے لائق ترین شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔ حصول تعلیم کے بعد آپ علی پور سیداں شریف واپس تشریف لے آئے۔ تو بیس برس کی عمر مبارک میں آپ کی شادی آپ کے تایا جان حضرت پیر سید نجابت علی شاہؒ (ف ۱۹۱۸ء) کی دختر نیک اختر سے انجام پائی۔ انہیں ایام میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے علی پور شریف میں مدرسہ نقشبندیہ کا اجراء فرمایا تو آپ کو مہتمم مقرر کیا گیا۔ آپ مدرسہ کے انتظام و انصرام کے علاوہ طلبا کو علوم و فنون کی کتابیں بھی پڑھاتے تھے۔ عربی و فارسی پر آپ کو مہارت تامہ اور شہرت عامہ حاصل تھی۔ تحریر و تقریر میں اہل زبان کی طرح ید طولی حاصل تھا۔ تمام عمر کبھی بول چال میں رکاوٹ نہ آئی۔ آپ کی فصاحت و بلاغت پر بڑے بڑے علماء و فضلاء کو حیرانی ہوتی تھی اور بے ساختہ داد دینے پر مجبور ہوتے تھے۔ آپ کے پڑھانے کا انداز نہایت شائستہ اور نرالا تھا۔ طلباء کے ساتھ نہایت شفقت فرماتے تھے۔ جمعۃ المبارک کی رات طالب علموں کو لے کر مغرب کی نماز کے بعد ''مسجد نور'' کے صحن میں بیٹھ جاتے اور نماز عشاء تک سوال و جواب اور مناظرہ آرائی ہوتی رہتی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ابتداء میں آپ نے حضرت باباجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ اور اجازت وخلافت سے بھی سرفراز کیے گئے تھے۔ ان کی رحلت کے بعد والد گرامی یعنی حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے بیعت ہو کر ۱۱ مئی ۱۹۱۴ء کو برموقعہ سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور شریف، خرقہ خلافت حاصل کیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی حیات ظاہری ہی میں آپ کے علم وعرفان کی دھوم مچ گئی تھی۔ ہزاروں لوگ آپ سے بیعت کر کے گمراہی و گمگشتگی سے نجات حاصل کر کے صراط مستقیم پر گامزن ہو گئے۔ راقم الحروف نے بھی اپریل ۱۹۵۶ء میں اپنے گاؤں کی ''جامع مسجد امیر ملتؒ'' میں بعد نماز ظہر آپ کے دست اقدس پر بیعت کر کے شرف غلامی حاصل کیا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، کو جب فرصت نہ ہوتی تو لوگوں کو بیعت کے لیے آپ کی خدمت میں بھیج دیتے۔ یہ شرف حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں خاندان کے کسی اور فرد کو حاصل نہیں ہوا۔ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

آپ عالم، فاضل، پیر، ادیب، حکیم ہونے کے علاوہ ایک بہت بڑے مناظر بھی تھے۔ آپ کو اکثر تحریری مناظروں کے مواقع ملے۔ آپ نے مخالفین کی تحریروں میں ہمیشہ غلطیاں نکالیں، جس کی وہ کبھی توجیہ نہ کر سکے۔ مگر آپ کی تحریر میں ان کو نکتہ چینی اور خوردہ گیری کی جرأت نہ ہوئی۔ آپ نے بارہا چیلنج بھی کیا مگر معاندین کو چپ سادھ لینے ہی میں عافیت نظر آئی۔ آپ کے بیسیوں مناظروں میں سے ایک مناظرہ کی مختصر جھلک پیش خدمت ہے۔

ایک بار جامع از ہر مصر کے ایک استاد، علی پور سیداں آئے، بعض مسائل پر ان سے اختلاف ہوا تو مستقل بحث ومناظرہ ہونے لگا۔ تین دن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت اس دوران برابر عربی میں گفتگو فرماتے رہے۔ مدرسہ کے اساتذہ طلباء محفل میں موجود ہوتے اور ان کی علمی بحث سے استفادہ کرتے۔ آپ نے دلائل و براہین سے حنفی مسلک کی صحت و افادیت ثابت کی اور اس مصری عالم کو قائل کر لیا۔ اسے آپ کی فصیح اور شستہ عربی گفتگو پر سخت حیرت تھی۔ آخر اس نے دریافت کیا کہ آپ نے ملک عرب میں کتنی مدت گزاری ہے؟ آپ نے ارشاد کیا کہ حج کے زمانے کے علاوہ مجھے کبھی وہاں رہنے کا شرف حاصل نہیں ہوا" یہ سن کر وہ حیرانی سے کہنے لگا کہ ہندوستان میں رہتے ہوئے آپ کو پھر کس طرح لسانی مہارت حاصل ہو گئی۔

آپ کو کتابوں کی خریداری کا بہت شوق تھا۔ جب حج بیت اللہ شریف کا فریضہ ادا کرنے کے لیے جاتے تو نایاب کتب خرید کر لاتے۔ آپ ہزاروں روپے صرف کر کے عربی کتب خرید کر لائے اور انہیں علی پور سیداں کے کتب خانے کی زینت بنایا۔ آپ کے اس ذوق و شوق کی حضرت امیر ملت قدس سرہ،، بڑی قدر فرمایا کرتے تھے۔ کئی بار تحسین و آفرین کے کلمات ارشاد فرمائے۔

ایک بار فرمایا کہ:۔

"لوگ ایسے تبرکات خریدتے ہیں جو فنا ہو جاتے ہیں، صاحبزادہ نے ایسی چیزیں خریدی ہیں جن کو بقا ہے۔" حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہ نے کتابوں کی کثرت دیکھ کر یہ بھی ارشاد کیا کہ:

"صاحبزادہ نے مکہ شریف کے تمام کتب خانے خرید لیے ہیں۔"

آپ کو فتویٰ نویسی میں خاص مہارت حاصل تھی۔ آپ کے صاحبزادے حضرت جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ (۱۹۱۱ء۔۱۹۸۰ء) رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآرا تصنیف "

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سیرت امیر ملت'' میں رقمطراز ہیں کہ:۔

''آپ مشکل سے مشکل مسائل پر قلم برداشتہ فتویٰ لکھ دیتے تھے۔ حدیث وفقہ کی کتابوں پر ایسا عبور حاصل تھا کہ آپ کے فتوے قوی اور مضبوط دلائل اور حوالہ جات سے مزین ہوتے تھے، علم الفرائض بہت مشکل چیز ہے مگر آپ کو اس میں بھی کامل مہارت حاصل تھی۔ میراث کے مسائل کا جواب برجستہ دیتے اور ترکہ کی تقسیم کے معاملات مدلل طور پر قرآن وحدیث کی روشنی میں فوراً حل فرمادیتے تھے''۔

ایک بار آپ کلکتہ (بھارت) تشریف لے گئے۔ وہاں اس وقت طلاق کے ایک مسئلہ نے سب کو پریشان کر رکھا تھا۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''اگر تو نے ہنڈیا چاٹی تو تجھ پر طلاق''۔ مفتیوں سے رجوع کیا گیا تو سب نے کہا کہ اس کی بیوی کو طلاق ہو گئی۔ اس شخص نے آپ سے رجوع کیا۔ آپ نے اس کی بیوی سے دریافت فرمایا کہ ''تم نے ہنڈیا کس طرح چاٹی ہے؟ اس نے جواب''۔ یوں انگلیوں سے پونچھ پونچھ کر''۔ آپ نے ارشاد کیا: جا! تجھ کو طلاق نہیں ہوئی تو نے اپنی انگلی چاٹی ہے، ہنڈیا نہیں چاٹی۔ کلکتہ کے تمام علماء آپ کی فراست وذہانت پر انگشت بدنداں رہ گئے۔

آپ جتنے جلیل القدر عالم تھے، اتنے ہی پابندی شریعت اور اتباع سنت کے حامل تھے۔ شب بیداری، تہجد گزاری اور آہ وزاری تو ان کا معمول تھا۔ عشق رسول ﷺ تو رگ رگ میں سمایا ہوا تھا۔ راقم الحروف نے بچشم خود بارہا نام مصطفیٰ ﷺ اور نعتیں سنتے انہیں جھومتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہمارے غریب خانہ پر آپ نے کئی دفعہ قدوم میمنت لزوم فرمایا۔ میرے جدامجد مہر جیون بخش نقشبندی مجددی جماعتیؒ (۱۸۷۱ء۔ ۱۹۶۶ء) جن کو حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی غلامی کا شرف حاصل تھا، آپ کے عاشق زار تھے اور آپ کی خاطر و

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مدارت میں کوئی کمی نہیں آنے دیتے تھے۔ ہمارے غریب خانہ پر میلا کی محفلیں، مجالس نعت خوانی اور حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی تقریبات منعقد ہوتیں تو آپ کا صوفیانہ وعظ حاضرین و سامعین کو بے حد متاثر کرتا تھا۔ تحمل بردباری اور شفقت و غمگساری تو آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ طبیعت میں بڑی سادگی تھی۔ جس کا اظہار لباس اور غذا وغیرہ سے ہوتا تھا۔ آپ صحیح معنوں میں درویش خدا مست تھے۔

آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی قیادت میں تمام دینی، ملی، مذہبی اور سیاسی تحریکوں میں بھی حصہ لیا۔ انجمن خدام الصوفیہ، فتنہ ارتداد، تحریک خلافت، سارد ا ایکٹ، تحریک کشمیر، تحریک شہید گنج تحریک پاکستان اور دیگر تحریکوں میں بھرپور کردار ادا کیا۔ فتنہ ارتداد کے زمانہ میں عرصہ تک آگرہ میں رونق افروز رہے اور ارد گرد کے علاقوں میں تبلیغ کر کے ہندوؤں کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملایا۔ تحریک شہید گنج میں بڑی جانفشانی سے کام کیا اور اس تاریخی جلوس میں نمایاں طور پر حصہ لیا جو حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی زیر قیادت ۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو بادشاہی مسجد لاہور سے ننگی تلواروں کے ساتھ نکلا تھا، اور جس سے انگریز حکومت کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔

تحریک پاکستان کا دور آیا تو حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحبزادوں اور عقیدتمندوں کے ساتھ میدان میں نکل آئے اور ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ لوگ عش عش کرا ٹھے۔ حضرت سراج الملت رحمۃ اللہ علیہ نے شب وروز کی محنت شاقہ سے مسلم لیگ کی تائید و حمایت کر کے یاران طریقت اور عامۃ المسلمین کو تحریک پاکستان کا ہمنوا بنا لیا۔ ۱۹۴۶ء کے تاریخی الیکشن میں ضلع رہتک (حال مشرقی پنجاب، بھارت) میں مسلم لیگی امیدواروں کی حمایت میں دل کھول کر کام کیا کہ مخالفین بھی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ پھر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

فیروز پور (حال بھارت) میں نواب افتخار حسین ممدوٹ (۱۹۰۶ء۔۱۹۶۹ء) کے حلقہ میں اس خوبی سے کام کیا کہ معاندین کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ قصور میں میاں افتخار الدین (۱۹۰۷ء۔۱۹۶۲ء) کے حلقہ میں اس انداز سے اپنی تمامتر صلاحیتوں کو بروئے کار لائے کہ عوام و خواص نے آپ کے قدم چومے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا کہ آپ کے تینوں امیدوار غالب اکثریت سے کامیاب و کامران ہوئے۔

اس سے قبل ۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء کو حضرت پیر صاحب مانکی شریفؒ (۱۹۲۲ء۔۱۹۶۰ء) نے مانکی شریف تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور (صوبہ سرحد) میں حضرت قائداعظمؒ (۱۸۷۶ء۔۱۹۴۸ء) کی ایک شاندار دعوت کی تو ایک عدیم المثال جلسہ عام کا انعقاد بھی کیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی خدمت میں جلسہ کی صدارت کے لیے درخواست کی گئی۔ مگر حضرت ناسازی طبع کے باعث تشریف نہ لاسکے اور اپنی جگہ حضرت سراج الملت رحمۃ اللہ علیہ کو قائداعظمؒ کے لیے سونے کا تمغہ تین سو روپے کی ایک تھیلی اور کئی دوسرے تحائف دے کر بھیجا۔

پیر صاحب مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سراج الملت قدس سرہ، کی بڑی عزت افزائی کی اور جلسہ کی صدارت آپ کے سپرد کی۔ جب قائداعظم جلسہ گاہ میں آئے تو حضرت سراج الملتؒ آگے بڑھے اور سونے کا تمغہ (جس پر کلمہ طیبہ کندہ تھا) قائداعظمؒ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ ''میرے والد ماجد (حضرت امیر ملتؒ) نے یہ تمغہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے''۔ یہ سن قائداعظمؒ بہت خوش ہوئے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور سینہ تان کر کہا:۔

''پھر تو میں کامیاب ہوں، آپ تمغہ میرے سینے پر آویزاں کیجیے''۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اس پر مسلم لیگی کارکن ملک شاد محمد نے آگے بڑھ کر حضرت سراج الملت ؒ کے ہاتھ سے تمغہ لیا اور قائد اعظمؒ کی شیروانی کی بائیں طرف سینے پہ ٹانک دیا۔ قائد اعظمؒ نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا۔ اور بیٹھ گئے۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی داد و دہش کی داستانیں تو زبان زد عام ہیں۔ عرب کے لوگ انہیں ''ابوالعرب'' کہتے تھے۔ آپ بھی ان کی طرح بڑے سخی اور جواد تھے۔ یتیموں اور بیوہ عورتوں کی خاص طور خبر گیری فرماتے تھے۔ مدرسہ کے طلباء کی ہر قسم کی ضروریات کا اہتمام فرماتے۔ ان تمام کاموں پر جو روپیہ خرچ ہوتا۔ اس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہ ہوتا۔

ایک دفعہ آپ، حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی معیت میں حج بیت اللہ و زیارت روضہ رسول ﷺ کے لیے گئے ہوئے تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک دن حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنیؒ (۱۸۷۷ء۔۱۹۸۱ء) سے دریافت کیا کہ ''آپ نے صاحبزادہ سے ملاقات کی''؟ انہوں نے جواب دیا، ''جی ہاں! ملاقات ہوئی، میں ان سے مل کر بہت خوش ہوا ہوں۔ وہ بڑے عالم اور فاضل ہیں آپ کے صحیح جانشین ہوں گے''۔

حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

''مولانا صاحب! بعض باتوں میں وہ مجھ سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ میں کسی کو کچھ دیتا ہوں تو لوگ ایک کے چار بتاتے ہیں مگر وہ دائیں ہاتھ سے دیتا ہے تو بائیں کو خبر نہیں ہونے دیتا''۔

آپ کی تقریر بہت دلپذیر اور پر اثر ہوا کرتی تھی۔ دقیق سے دقیق مسائل کو بھی آسان

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

فا نا حل فرما دیتے تھے۔ آپ کی شیریں کلامی سے غیر بھی کھنچے چلے آتے تھے۔ وعظ وتقریر میں عموماً ترک دنیا، سعی عمل اور تصوف کی باتیں ہی ارشاد فرماتے تھے۔ ابلے ہوئے چاول اور سادہ گوشت بہت پسند فرماتے تھے۔ سنت نبوی کے مطابق کدو خصوصی طور پر مرغوب تھا۔

آپ کا لباس سفید ہوتا تھا۔ کرتہ بہت کھلا (اکثر و بیشتر چکن کا کپڑا استعمال فرماتے تھے) سفر میں سفید شلوار، حضر میں سفید چادر، سر پر سفید پگڑ، پاؤں میں کھسہ، ہاتھ میں عصا۔ آپ والد گرامی کے مظہر اتم تھے۔ چہرہ پر نور، جسے دیکھ کہ خدا یاد آ جاتا تھا۔ گفتگو فقیروں جیسی، چال شہنشاہوں جیسی، نرم دم گفتگو گرم دم جستجو، سخاوت میں اپنے وقت کے حاتم طائی تھے۔ آخیر عمر میں بصارت میں فرق آ گیا تھا مگر صحت قابل رشک تھی۔ تہجد کی نماز کبھی قضا نہیں کی۔ رات کا اکثر و بیشتر حصہ بیدار رہتے تھے۔ عموماً نصف رات مطالعہ کتب اور حل مسائل میں صرف ہوتا تھا۔ بعد ازاں تھوڑا سا لیٹ کر تہجد پڑھتے تھے۔ صبح کی نماز کے بعد طلباء کو درس قرآن دیتے تھے۔

آپ تقریر و تدریس کے علاوہ میدان تحریر کے بھی شاہسوار تھے۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' (لاہور، سیالکوٹ اور قصور) میں آپ کے گرانقدر مضامین زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر علماء وفضلاء سے خراج تحسین حاصل کرتے رہے۔ آپ نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں جن میں سے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر لکھی جانی والی تحقیقی اور تاریخی کتاب ''افضل الرسل'' کئی بار منصہ شہود پر جلوہ گر ہو کر اپنی جامعیت اور انفرادیت کے لحاظ سے اپنی عظمت کا لوہا منوا چکی ہے۔ چار ایڈیشن اس خاکسار راقم الحروف کی زیر نگرانی چھپ کر عاشقان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی روحانی تسکین کا سامان بہم پہنچا چکے ہیں۔

احباب و یاران طریقت کے نام آپ کے خطوط تصوف، روحانیت، اسلامیات،

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تاریخ متذکرہ اور اخلاق کا بہترین نمونہ ہوتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت اقدس ہمارے سامنے تشریف فرما ہو کر گفتگو فرما رہے ہیں۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۶ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء بروز پیر بوقت ساڑھے پانچ بجے شام بعمر شریف تراسی سال ہوئی۔ نماز جنازہ حضرت خواجہ محمد شفیعؒ (۱۸۹۸ء۔ ۱۹۶۶ء) سجادہ نشین چورہ شریف ضلع اٹک نے پڑھائی اور اپنے والد گرامی حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے پہلو میں آرام فرما ہوئے۔

عمر ہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

آپ کی رحلت پر متعدد شعرائے کرام نے قطعات تاریخ وصال کہے، چند ایک درج ذیل ہیں:۔

ا۔

(از مولانا پروفیسر حامد حسن قادری جماعتیؒ۔ کراچی)

''معدن تواریخ'' ۱۹۸۱ھ

یا ایها النفس المطمنة ارجعی الی ربک ۱۳۸۱ھ

(۱)

وہ صاحب سجادۂ دربار علی پور
دل جن کا ہے آئینہ انوار الٰہی
پردے میں ہیں گو دیدۂ عالم سے بظاہر
ہر لحظہ ہیں مستغرق دیدار الٰہی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تاریخ وصال ان کی ہے اوصاف سے ان کے

"کشاف سرا پردۂ اسرارِ الٰہی"١٣٨١ھ

(٢)

شہ محمد حسین قبلہ دیں

سیدو شیخ و مرشد کامل

حاجی و حافظ و خدا آگاہ

ہادی پاک جان و روشن دل

جان نثار رسول علیہ ﷺ ہر دوسرا

یہی اُلفت خمیر آب و گل

راز دان رموز علم لدنی

نور باطن سے ان کی مہر تجل

اک نظر سے صفائے قلب سیاہ

اک توجہ سے حل ہر اک مشکل

جیسے خذ ما صنعا اساس عمل

یوں ہی دع ما کدر پہ بھی عامل

ورع دین و شرع و رشد ھدیٰ

ان کی سیرت میں ہر قدم شامل

فقرو زہد و رضا و عرفاں میں

ان کا قلب اک عیار تھا کامل

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مہر و صدق و صفا و جود سخا
فضل پر ان کے شاہد عادل
انجمن میں وجود پاک ان کا
جس طرح ابر رحمت بادل
خلوت خاص میں توجہ خاص
جیسے ظلمت میں اک مہ کامل

(ق)

ان کی صحبت میں وہ سکوں گویا
پائی گم کردہ راہ نے منزل
آ گئی جیسے کشتی عصیاں
غرق سے بچ کے قالب ساحل
وہ عدیم النظیر بحر کرم
وہ فقید المثال دریا دل
پردہ فرما کے چشم عالم سے
رحمت خاص میں ہوئے داخل
گرچہ تھا انک تراہ بھی حال
گرچہ تھے زندگی میں بھی واصل
ان کا سال وصال بھی ہے یہی
"وصل ذات احد ہوا حاصل"

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۳۸۱ھ

(۲)

(از جناب سید مختار احمد اجمیری صدر بزم ضیاء۔ کراچی)

جماعت علی شاہ کے راحت جاں
ہوئے آہ صد حیف نظروں سے پنہاں
یہاں ان کے خدام محو الم ہیں
وہ قصر جناں میں ہیں جنت بد اماں
ہوئی فکر تاریخ رحلت جو مجھ کو
ہوا غیب سے بالیقین اس کا سامان
صدا آئی ہاتف کی مختارؔ لکھئے
"امیر شریعت گیا پاک داماں"

۱۳۸۱ھ

(۳)

(از حضرت مولانا حسین ضیا القادری بدایونیؒ۔ کراچی)

راہی ہوئے بہشت بریں کو ہزار حیف
بزم جہاں سے آج محمد حسین شاہ
نور نگاہ پیر جماعت علی تھے آپ
تھے آپ شیخ کامل و اکمل خدا گواہ
تھے نقشبندیوں کے اعظم و اشرف بزرگ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بے مثل تھے جہاں میں باندازۂ نگاہ
بعد از وصال ان کی خدا مغفرت کرے
مثل جہاں جناں میں بھی ہو عزو جاہ
سال وصال کہئے ضیاؔ آنجناب کی
"جنت نصیب میر محمد حسین شاہ" ۱۳۸۱ھ

(۴)

(از صوفی مسعود احمد رہبرؔ چشتی کشمیری ضیائی۔ کراچی)

گئے خلد میں ہم سے ہو کر وہ رخصت
تھی جن کی مسلم زمانہ میں عظمت
جدائی قیامت سے کیا کم ہے ان کی
وہ وجہ سکون تھے، وہ تھے دل کی راحت
سنائیں کسے حال دل اپنا اپنا
ہیں صرف الم آج اہل عقیدت
کہو عیسوی سن میں تاریخ رہبرؔ
"گیا مہر تاباں امیر شریعت" ۱۹۶۱ء

(۵)

(از حضرت صابر براری صاحبؒ۔ کراچی)

خلد آشیاں ہیں آج محمد حسین شاہ
ہر اہل حق کے لب پہ ہے آواز آہ آہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

چمکے ''سراج ملت و دیں'' بن کے مثل ماہ
ہر راہر و نے پائی ہے جلووں سے ان کے راہ
حق گوئی امتیاز تھا مرحوم پیر کا
کرتے تھے اس ادا پہ مخالف بھی واہ واہ
روشن تھا چہرہ آپ کا بعد از وصال بھی
ظاہر تھی جس سے شان ولایت خدا گواہ
صابرؔ سن وصال یہ کہتے ہیں اہل خلد
ہیں اک '' گل شگفتہ محمد حسین شاہ''۱۳۸۱ء

(۶)

(از جناب سید محمد عبدالسلام قادری باندویؒ۔ کراچی)

در ماندہ سینوں کے لیے تھے جو دستگیر
ہر اک جماعتی کی جماعت کے لیے تھے جو میر
شیخ طریق سلسلہ شاہ نقشبند
حامئی سنت نبوی ﷺ پیر بے نظیر
سجادہ نشیں شاہ علی پور نامدار
آل شبہ جماعت علی میں جو تھے کبیر،
واصل بحق ہوئے سن رحلت لکھو سلامؔ
''شبہ جنتی مقام محمد حسین پیر''۱۳۸۱ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔ ذیل میں حرف وان کرامات کا ذکر کیا جارہا ہے۔ جو راقم الحروف کی چشم دید ہیں:۔

(۱)۔ ایک دفعہ آپ ہمارے غریب خانہ میں جلوہ افروز تھے۔ میری والدہ ماجدہ حاجن غلام فاطمہ اور ایک اور عورت مائی بی بی رانی مرحومہ نے آپ کے کپڑے مبارک دھوئے۔ اب سوال پیدا ہوا کہ پانی کہاں بہایا جائے کیونکہ کپڑے دھونے کے بعد پانی کو یوں ہی بہا دینا بے ادبی تھی۔ ہمارے گھر کے صحن میں ایک کیکر کی جڑوں میں ڈال دیا۔ دوسرے دن صبح یہ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ سوکھے کیکر کے درخت نے کونپلیں نکالی ہوئی تھیں اور چند دن بعد ہرا بھرا ہو گیا۔ (اللہ اکبر! کیا شان تھی میرے پیر و مرشد کی۔)

(۲)۔ اسی طرح ایک مرتبہ پھر آپ ہمارے ہاں فروکش تھے کہ ایک پیر بھائی محمد اسمٰعیل حجام مرحوم نے آپ کی دعوت کی۔ جب نماز مغرب کے بعد آپ دعوت کھانے کے لیے بمعہ یاران طریقت تشریف لے گئے تو وہ کثیر تعداد دیکھ کر گھبرا گیا۔ آپ نے اپنا رومال مبارک دیگ کے منہ پر ڈلوا کر کھانا تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام حاضرین نے سیر ہو کر کھانا کھایا لیکن پھر بھی کافی بچ رہا۔

(۳)۔ ایک دفعہ ہمارے گاؤں (برج کلاں ضلع قصور) میں بہت سے آدمیوں اور مویشیوں کو باؤلے کتے نے کاٹ کھایا۔ اتفاق سے آپ ہمارے ہاں تشریف فرما تھے لوگوں نے فوراً حاضر ہو کر دم کروایا اور صحت یاب ہو گئے۔ مگر ایک شخص اللہ بخش کمہار کا لڑکا مہناز دم نہ کرواسکا تو وہ باؤلا ہو کر مر گیا۔

ارشادات قدسیہ:۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی اتباع جملہ کمالات کا سرچشمہ ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۲۔ زنا اور بدکاری، خرابی و بربادی کا باعث ہے۔

۳۔ صالح ماں باپ کا صدقہ اس کی اولاد کی سات پشتوں تک حفاظت کرتا ہے۔

۴۔ ایمان کے بعد نجات کا انحصار اعمال صالحہ پر ہے۔

۵۔ درود شریف، اللہ کی رحمت پانے کا ذریعہ ہے۔

۶۔ محبوب کی یاد اس کے دیکھنے کے قائمقام ہے۔ اگر محبوب نظر نہ آئے تو اس کی یاد سے غافل نہ رہو۔ کیونکہ ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

۷۔ قصیدہ بردہ اور قصیدہ بانت سعاد بڑی متبرک کتابیں ہیں۔

۸۔ نماز تہجد کی مداومت کرنی چاہیے۔ جو فیض اس سے حاصل ہوتے ہیں وہ کسی دوسری چیز سے حاصل نہیں ہوتے۔

۹۔ زبان دل کی ترجمان ہے۔ جس طرح دل کا پاک رکھنا واجب ہے، اسی طرح زبان کا پاک رکھنا بھی واجب ہے۔

۱۰۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم وتکریم کے بغیر نجات ناممکن ہے۔

۱۱۔ قرآن شریف کی عزت و حرمت تمام سماوی اور غیر سماوی کتابوں سے بہت زیادہ ہے۔

۱۲۔ اہل سنت و جماعت کا طریق حق ہے۔

۱۳۔ ادب، فرائض و واجبات و سنن و محرمات و حدود اللہ و احکام شرعیہ الیہ کے مطابق عمل کرنے کا نام ہے۔

۱۴۔ تحمل و بردباری اللہ کے نیک بندوں کا شیوہ ہے۔

۱۵۔ دین کا علم بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کے حصول میں کوشش کرنی بہت بڑا جہاد ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۴۲۹، ۴۸۶۔

۲۔ ''تذکرہ اولیاء علی پور سیداں'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ برج کلاں ۱۹۹۸ء ص ۶۷ تا ۷۷۔

۳۔ ''اکابر تحریک پاکستان'' جلد دوم از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۲۹۵ تا ۲۹۷۔

۴۔ ''افضل الرسل'' از سراج الملت سید محمد حسین علی پوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۱ء ص ۱۰ تا ۲۳۔

۵۔ ''حضرت سراج الملت اور ان کے خلفاء'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ برج کلاں ضلع قصور ۱۹۹۴ء ص ۱۰ تا ۴۳۔

۶۔ ''تذکرہ مشائخ نقشبندیہ'' از مولانا نور بخش توکلیؒ (تکملہ از محمد صادق قصوری) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۵۷۴ تا ۵۷۵۔

۷۔ ''انسائیکلو پیڈیا تحریک پاکستان'' از اسد سلیم شیخ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء ص ۹۹۰۔

۸۔ ''حضرت امیر ملت اور ان کے خلفاء'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ سیال کوٹ ۱۹۸۳ء ص ۱۹۴ تا ۴۰۴۔

۹۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور بابت جون ۱۹۱۴ء ص ۵۔

۱۰۔ جامع اردو انسائیکلو پیڈیا جلد دوم مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۸ء ص ۱۴۶۔

۱۱۔ ''تحریک پاکستان اور مشائخ عظام'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۰ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بابا فیروز خاں گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۸۵ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۶۳ء

بابا فیروز خاں بن ملک سید خاں اعوان (علوی) کی ولادت موضع بڑیلہ ضلع ایبٹ آباد (صوبہ سرحد) میں ۱۸۸۵ء میں ہوئی۔ آپ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ آبائی پیشے زمینداری کے برعکس فوج میں بھرتی ہو گئے۔ ۱۹۱۹ء میں برما میں ڈاکٹر محمد اللہ دتہ کنجاہیؒ (۱۸۸۶ء۔۱۹۵۸ء) سے ملاقات ہوئی اور ان سے شرف بیعت حاصل کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے تمام مراحل کی تکمیل کے بعد آپ کو حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت نے بھی بکمال مہربانی خرقہ خلافت سے نوازا لیکن آپ نے ڈاکٹر صاحب کی رحلت کے بعد ہی سلسلہ بیعت شروع کیا۔ اور ان کے مشن کو خوب پھیلایا۔ آپ کے مریدین کا سلسلہ لاہور، راولپنڈی، ملتان، جہلم اور دیگر علاقوں تک پھیلا ہوا ہے۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۱ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۶۳ء بروز جمعۃ المبارک ہوئی۔ گجرات شہر کی آبادی فیروز آباد (سرگودھا روڈ) میں آخری آرامگاہ بنی جو مرجع خلائق ہے۔

کسی نے یوں تاریخ وفات کہی۔

یاز دہ شوال روز جمعہ کردہ ارتحال
تا ابد بر مرقدش رحمت بفضل ذوالجلال
سال رحلت کردہ نعمانیؔ رقم

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

"یا بدیع غفرہ" از لطف و کرم ۱۳۸۲ء۔

ایضاً

زبدۂ اہل بصیرت صاحب صدق و صفا
قطب عالم مرد کامل طالب راہ ہدٰی
عاشق مردان خدا درویش خدا مست
بابا جی فیروز خاں" بد نام اُوست ۱۹۶۳ء

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۱۷

۲۔ "انوار طالب" از ڈاکٹر محمد اللہ دتہ کنجاہی مطبوعہ کنجاہ ضلع گجرات ۱۹۷۵ء ص ۴

۳۔ "تاریخ گجرات" از شیخ کرامت اللہ مطبوعہ گجرات ۱۹۷۷ء ص ۳۴۴۔

۴۔ "تصوف" از ڈاکٹر محمد اللہ دتہ کنجاہی مطبوعہ ضلع گجرات ۱۹۸۰ء ص ۲۱، ۲۹، ۳۲، ۳۳۔

۵۔ "وفیات مشاہیر پاکستان" از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۱۹۵۔

۶۔ "خفتگان خاک گجرات" از ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ مطبوعہ گجرات ۱۹۹۶ء ص ۱۸۳۔

۷۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ بابت جنوری ۱۹۵۳ء ص ۲۱۔

۸۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور بابت مارچ ۱۹۶۳ء ص ۲، اپریل مئی ۱۹۶۳ء ص ۶۱۔

۹۔ "سیرت طالب کنجاہی" از کیپٹن محمد امین عاصی کنجاہ ضلع گجرات ۱۹۹۱ء ص ۳۳۹ تا ۳۷۲۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

قاری محمد شہاب الدین حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۷۳ء ـــــــــــــــ ۱۹۶۳ء

فدائے امیر ملت حضرت الحاج قاری چوہدری محمد شہاب الدین ۱۸۷۳ء میں حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔اوائل عمری میں حضرت مسکین شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی لیکن وہ بہت جلد رحلت فرما گئے۔پھر کچھ عرصہ بعد حضرت امیر ملت قدس سرہ حیدر آباد دکن تشریف لائے تو قاری صاحب اپنے جمیع اہل خانہ کے ہمراہ حاضر خدمت ہو کر بیعت کی سعادت سے مشرف ہوئے۔اس کے بعد حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی خاص توجہ نے قاری صاحب کی حالت میں غیر معمولی تبدیلی کے ساتھ ترقی کی راہوں کو آسان بنا دیا اور جلد ہی اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔قاری صاحب کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ سات مرتبہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی ہمرکابی میں سفر حج وزیارت حرمین الشریفین کی سعادت حاصل فرمائی نیز دو مرتبہ حضرت قدس سرہ کے وصال کے بعد بھی اس سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

قاری صاحب روزانہ تقریباً اڑھائی بجے شب بیدار ہوتے اور نماز تہجد سے فارغ ہو کر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے بعد ذکر مبارک نماز فجر ادا کرتے۔پھر وظائف تسبیح فرما کر تلاوت قرآن حکیم میں منہمک رہتے اور روزانہ پانچ پارے تلاوت فرماتے۔ان مشاغل مبارکہ سے فراغت پا کر دیگر امور خانہ وغیرہ پر توجہ دیتے اور پھر نماز ظہر ادا فرما کر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تناول ماحضر سے فارغ ہو کر قیلولہ فرماتے۔ قبل از نماز عصر دلائل الخیرات شریف کی تلاوت فرمایا کرتے اور عصر کی نماز سے فارغ ہو کر دیگر وظائف میں مصروف ہو جاتے اور مغرب تک مصروف رہتے، کسی کو شرف تکلم نہ بخشتے۔ بعد فراغت وظائف نماز مغرب ادا کرتے اور ماحضر نوش فرماتے کہ مشغول وظائف رہتے حتیٰ کہ نماز عشاء کا وقت ہو جاتا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد وظائف خاص کرتے، پھر صحاح ستہ میں سے ایک ایک حدیث شریف کا مطالعہ فرماتے اور نیز سیرت النبی ﷺ و سیرت خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و سیرت صحابہ کرامؓ و سیرت خواجگانؒ و سیرت اولیاء کا مطالعہ فرماتے۔ ان مصروفیات کے بعد تقریباً ایک اشاعت شب استراحت فرماتے۔

قاری صاحب کا یہ معمول تھا کہ ہر پیروار، جمعرات اور جمعۃ المبارک کو نفلی روزہ رکھتے۔ علاوہ ازیں ہر ہلالی ماہ کی پہلی، چھٹی اور دس تا پندرہ و بائیس و چھبیس اور ستائیس کو نفلی روزے رکھتے۔ ۱۹۴۷ء سے تمام امور دنیوی سے دست کش ہو کر شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ ہر نماز تازہ وضو کے ساتھ باجماعت ''مسجد نقشبندیہ'' میں ادا فرماتے بزرگان عظام و اولیائے کرام کی زیارت کا بے حد شوق تھا۔ اسی شوق میں آپ نے برصغیر ہندو پاکستان کے تمام آستانوں کی زیارت معہ محلات و اعزہ و اقرباء فرمائی اور حج و زیارت حرمین الشریفین کے موقعہ پر بھی تنہا نہ ہوتے بلکہ آپ کے ساتھ آپ کے محلات و اقرباء کی خاصی تعداد ہوتی۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ آپ بڑی کثرت سے روزے رکھتے تھے اور کئی سال ایسے گزارے ہیں کہ تول کر ایک چھٹانک آٹے کی روٹی ایک وقت اور ایک چھٹانک چاول دوسرے وقت کھایا کرتے تھے۔ آخر عمر میں پانی پینا بالکل بند کر دیا تھا۔ تقریباً پچیس

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سال یا زیادہ مدت پانی بالکل نہیں پیا۔ ہر ماہ گیارھویں شریف کا ختم کیا کرتے تھے اور بڑی گیارھویں پر سو سو دیگ بریانی پکواتے جس میں سب کے لیے صلائے عام ہوتی تھی۔ واضح رہے کہ حیدر آباد دکن کی بریانی میں سیر بھر چاولوں میں دو سیر گوشت ڈالا جاتا ہے اور اسی تناسب سے گھی بھی ہوتا ہے۔ غرض بڑی گیارھویں پر ہزار ہا روپیہ خرچ کیا کرتے تھے۔

خواجہ حمید الدین شاہد (۱۹۱۹ء۔۲۰۰۱ء) ایڈیٹر ماہنامہ ''سب رس'' کراچی اپنی کتاب ''حکیم الشعراء حضرت امجد حیدر آبادیؒ'' کے صفحہ ۱۰۸ پر قاری صاحب کی دعوتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

''قاری حاجی شہاب الدین بڑے تاجر اور مخیّر شخص تھے۔ وہ رمضان، ربیع الاول اور ربیع الثانی کے مہینوں میں عام دعوت کرتے تھے جن میں امراء اور غرباء بلا امتیاز ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھاتے تھے۔ ان کے بارے میں (حضرت امجد حیدر آبادیؒ نے)'' کہا:

وَ یُطْعِمُوْنَ اطعامَ علیٰ حُبِّہٖ مِسْکِیْناً وَّ یَتِیْماً وَّ اَسِیْراً

بیچاروں پر رحم فضل رحمانی ہے
بندوں پر کرم عین خدا دانی ہے
اطعام مساکین ہے غذائے روحی
اپنا کھانا غذائے جسمانی ہے

(تحفہ امجد برائے قاری حاجی شہاب الدین صاحب زاد دام فیضہ۔ ماہ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ) قاری صاحب کو حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے غایت درجہ عقیدت و محبت تھی۔ ہر سال علی پور شریف عرس شریف پر حاضر ہوتے اور یہاں سے ایک بوری چاول

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اور ایک بوری گندم اپنے استعمال کے لیے لے جاتے تھے جو سال بھر کفایت کرتی تھی۔

حضرت اقدس امیر ملتؒ بھی آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ ابتدا میں حضرت قدس سرہ حیدر آباد دکن تشریف لے جاتے تو ''بنی خانہ'' میں قیام فرماتے تھے۔ پھر قاری صاحب کو میزبانی کی عزت حاصل ہوتی رہی اور حضرت ہمیشہ آپ ہی کے گھر قیام فرماتے رہے۔ غرض آپ اپنے شیخ کے سچے عاشق تھے۔

آپ کا ذریعہ معاش بکریوں کی تجارت تھا۔ کئی شادیاں کیں مگر کسی سے بھی اولاد نہ ہوئی۔ پاکستان بننے کے بعد صرف ایک دفعہ علی پور شریف حاضر ہو سکے۔ وصال سے چھ سال قبل علیل رہنے لگے۔ علاج ہوتا رہا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ اور روز بروز کمزور ہوتے گئے۔ آخر کار ۲۶ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز جمعۃ المبارک (شب معراج) تین بجے شب اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے شہزادۂ اصغر شمس الملت پیر سید نور حسینؒ (۱۸۸۹ء۔۱۹۷۸ء) جو اس وقت حیدر آباد دکن میں موجود تھے، نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور مسجد الماس کے صحن میں حضرت مسکین شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے پائیں میں ۳۵ سال قبل کی تیار شدہ قبر میں دفن کر دیئے گئے۔

۲۹ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز پیر نماز ظہر مجلس فاتحہ سوم کا انعقاد ہوا۔ بعد فاتحہ وقرآن خوانی حضرت شمس الملت رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس ھذا سے خطاب فرمایا اور قاری صاحب کے اوصاف حمیدہ کی ستائش فرماتے ہوئے۔ مغفرت وترقی مقامات کی دعا فرمائی۔ اور اپنی دستار مبارک سر اقدس سے اتار کر قاری صاحب کے حقیقی ہمشیر زاد الحاج محمد خواجہ میاں جماعتی (ف ۱۹۶۹ء) کے سر باندھ کر اجازت وخلافت سے نوازا اور قاری صاحب کا جانشین مقرر فرمایا۔ بعد ازاں تمام حضرات بچشم پرنم مسجد الماس سے رخصت ہوئے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۴۴۷۔

۲۔ ''فیضان امیر ملت'' از مرزا ذوالفقار علی بیگ جماعتی مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۹۵۹ء ص متعدد صفحات

۳۔ ''تذکرہ شبیہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۶۔

۴۔ ''حکیم الشعراء حضرت امجد حیدر آبادی'' از خواجہ حمید الدین شاہد مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء ص ۱۰۸۔

۵۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور بابت جنوری ۱۹۶۴ء ص ۳۴، اپریل ۱۹۶۴ء ص ۲۰، اگست ۱۹۶۹ء ص ۱۳۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حکیم سید محمد قمر احمد اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۸۶ء ـــــــــــــــ ۱۹۶۴ء

حکیم سید محمد قمر احمد بن سید مقبول حسین کی ولادت ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۶ء میں گلاب خانہ آگرہ (بھارت) میں ہوئی۔ والد گرامی بہت درویش صفت، صاحب دل صوفی اور آگرہ کے قدیم حکیم خاندان سے متعلق تھے۔ حصول تعلیم کے بعد اپنے بڑے بھائی سے طب سیکھی۔ پھر کچھ عرصہ دہلی رہ کر حکیم محمد اجمل خاں (۱۸۶۳ء۔ ۱۹۲۸ء) سے بھی استفادہ کیا۔ بڑے اچھے نباض اور معالج تھے۔ آگرہ میں آپ کی دھوم تھی۔

آپ کی طبیعت میں سادگی اور قلندری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ خوش اخلاقی، مروت، خدمت خلق اور فیض رسائی آپ کی فطرت بن چکی تھی۔ خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کی دنیا اور عاقبت سنوارنے میں کوشاں رہتے تھے۔ بہت سے پیر بھائیوں کو وعظ و نصیحت میں لگائے رہتے تھے۔ جب رات کے بارہ بج جاتے تو تہجد پڑھوا کر گھر جانے دیتے۔ اس طرح آپ نے بہت سے لوگوں کو تہجد گزار بنا دیا۔ آگرہ کے یاروں میں سے سب سے پہلے آپ ہی نے حضرت امیر ملت قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا تھا۔ حضرت اقدس نے آپ کو اجازت و خلافت سے بھی نوازا تھا۔

آپ کو حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہ، سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ جب علی پور شریف حاضر ہوتے تو اسٹیشن سے جوتا اتار لیتے اور دربار شریف میں مستقل ننگے پاؤں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

رہتے تھے۔ واپسی کے وقت ریل میں سوار ہو کر دوبارہ جوتا پہنتے تھے۔ اسی طرح جب حضرت امیر ملتؒ آگرہ تشریف لاتے تو آپ خدمت اقدس میں حاضری کے وقت گھر ہی سے جوتا اتار کر باہر نکلتے تھے۔ حضرت اقدس سے والہانہ شیفتگی کی بدولت حکیم صاحب میں جذب اور کشف کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ جب حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے وصال فرمایا تو آپ کو اس قدر شدید صدمہ ہوا اور تین دن تک نہ کسی سے بات کی نہ کچھ کھایا پیا۔ حالانکہ آپ طبعاً بڑے صابر اور شاکر بزرگ تھے۔

آپ بڑے عابد و زاہد اور ریاضت کرنے والے بزرگ تھے۔ دوسروں کی مقصد براری کے لیے آپ مشکل قسم کے روحانی عمل بھی فرماتے تھے جس کا مقصد فیض رسانی اور خدمت خلق ہوا کرتا تھا۔ آپ عام طور پر مغرب اور عشاء کی نمازیں اکبری مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور نماز کے بعد جو یار یا احباب مل جاتے ان کو پند و موعظمت سے فیضیاب کرتے تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد بھی خاصی تھی۔ ایک جگہ بیٹھ کر کبھی مطب نہیں کیا مگر جاننے والے آتے رہتے تھے اور آپ ان کو نسخہ لکھ کر دے دیتے تھے جو دوائیں خود بنا کر دیتے وہ ان کی آمدنی کا واحد ظاہری ذریعہ تھا۔

ایک دفعہ یاروں میں سے مولوی نواب صاحب پیش امام مسجد عالم گنج نے ذکر کیا کہ ”میری سالی (مولوی حشمت علی صاحب کی دوسری لڑکی) نابینا ہے، کوئی اس سے شادی کرلے تو بیچاری کی دنیا و آخرت سدھر جائے“۔ حکیم صاحب کی پہلی بیوی موجود تھیں مگر آپ فوراً اس معذور اور نادیدہ بی بی سے نکاح کرنے پر راضی ہوگئے۔ آپ کی پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہ تھی۔ خدا نے یہ فضل کیا کہ اس نابینا عفیفہ سے ان کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔

بڑے صاحبزادے ڈاکٹر نور محمد سرور کراچی میں پروفیسر ہیں اور دوسرے صاحبزادے نور

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

احمد بھی کراچی ہی میں زردوزی کا کام کرتے ہیں۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۶۴ء بروز جمعۃ المبارک آگرہ (بھارت) میں ہوئی۔ اور حضرت مولانا عابد حسن فریدی جمائتی (۱۸۷۹ء۔۱۹۴۵ء) کے مزار اقدس کے قریب درگاہ سیدنا ابوالعلاء رحمۃ اللہ علیہ میں دفن ہوئے۔ جہاں ہر سال عرس مبارک کا اہتمام ہوتا ہے۔

آپ کے صاحبزادے ڈاکٹر نور محمد سرور اکبر آبادی ثم کراچوی نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ وصال کہا۔

فرشتہ سیرت و معصوم صورت
قمر احمد تھے بے شک نیک خصلت
ریاضت ان کی آخر رنگ لائی
خلافت قبلہ عالم سے پائی
وہ سولہ شب تھی رمضاں کا مہینہ
سلامت لے گئے اپنا سفینہ
گئے دنیا سے کرنے خلا کی سیر
ہوئی تاریخ رحلت "عاقبت خیر" ۱۳۸۳ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۴۶۷۔

۲۔ "تذکرہ شہہ جماعت" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۶۔

۳۔ "مشاہیر اکبر آباد" از مفتی انتظام اللہ شہابی مطبوعہ کراچی ص ۱۳۴۔

۴۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" بابت جنوری ۱۹۶۵ء ص ۱۸۔

۵۔ مکتوب گرامی پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی بنام مؤلف از پشاور محررہ ۹ جون ۱۹۷۷ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا حکیم محمد خوب احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۸۸ء ــــــــــــ ۱۹۶۴ء

مولانا محمد خوب بن شمس الدین عرف حاجی میاں بن محمد میاں بن محمد جمال بن محمد عثمان بن محمد قاسم محمد یحیٰ عرف شیخ فاروقی کی ولادت ۱۸۸۸ء محمد احمد آباد (بھارت) میں ہوئی۔ محمد یحیٰ بن محمد امین بن محمد عارف موصل شہر (عربستان) سے ہجرت کر کے احمد آباد میں تشریف لائے تھے اور یہاں درس وتدریس کا سلسلہ جاری کرنے کی وجہ سے "بڑے اخوند" کے نام سے مشہور ہوئے۔ احمد آباد میں ہی مزار بنا۔ ۱۳ ربیع الاول کو عرس ہوتا ہے۔

مولانا محمد خوب لڑکپن میں ہی حضرت امیر ملت قدس سرہ سے بیعت ہو گئے تھے۔ آپ نے متواتر دس سال تک پیر ومرشد کی بے مثال خدمت سفر وحضر میں کی۔ گجرات (بھارت) کے علاقہ میں تبلیغ اسلام اور توسیع سلسلہ کے لیے بہت کام کیا۔ آپ کی انہی خدمات سے خوش ہو کر حضرت اقدس نے آپ کو ۱۰ مئی ۱۹۱۳ء کو بر موقعہ سالانہ جلسہ علی پور سیداں شریف اجازت وخلافت سے نوازا تھا۔ آپ نے بہت سے لوگوں کو راہ راست حضرت سے بیعت کرایا اور ہزاروں لوگوں کو خود بیعت کیا۔ آپ "طبیب صادق" بھی تھے اور "نقشبندی دواخانہ" کے نام سے "مطب" بھی کرتے تھے۔

آپ بڑی پابندی کے ساتھ علی پور سیداں حاضر ہوا کرتے تھے۔ سالانہ جلسہ کے موقع پر بڑے عشق ومحبت اور ذوق وشوق سے تقریر کرتے تھے۔ آپ کی تقریر کا ایک لفظ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

لوگوں کے دلوں پر ثبت ہو جاتا تھا۔ تبلیغی جلسوں اور عرسوں کی تقاریب میں شرکت آپ کا محبوب مشغلہ تھا جو تادمِ زیست جاری رہا۔ آپ نے حضرت امیرِ ملت قدس سرہ، کی معیت میں فتنہ ارتداد، تحریک خلافت اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔

آپ رسالہ ''انوار الصوفیہ'' میں نظم و نثر کے ذریعے دینِ حق کی اشاعت کا فریضہ بھی انجام دیتے تھے۔ قدرت نے تقریر و تحریر میں یکساں مہارت عطا فرمائی تھی۔ ذیل میں بطور تبرک نواب مرزا داغؔ (۱۸۳۱ء۔۱۹۰۵ء) کی ایک نظم پر آپ کی تضمین درج کی جا رہی ہے جس سے آپ کی اپنے شیخ کامل حضرت امیرِ ملت قدس سرہ سے والہانہ وابستگی اور عقیدت و محبت اظہر من الشمس ہے۔ یہ تضمین ۱۳ مئی ۱۹۴۲ء کو آپ نے پیر و مرشد کے حضور پڑھ کر دادِ تحسین اور انعام حاصل کیا تھا۔

مرشدی ! مجھ کو کیا دیا تو نے
رنج و غم سے چھڑا دیا تو نے
کیا کہوں کیا صلہ دیا تو نے
سبق ایسا پڑھا دیا تو نے
دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے
ہیں بھلے یا برے زمانے کے
نہ رہے لائق آزمانے کے
صدقے کھاتے ہیں پیر خانے کے
ہم نکمے ہوئے زمانے کے
کام ایسا سکھا دیا تو نے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

فکر دنیا نہ فکر عقبیٰ ہے
رنج و غم ہے نہ کوئی کھٹکا ہے
اس سے کیا بڑھ کے تجھ سے لینا ہے
لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دل بے مدعا دیا تو نے

جب کبھی میں گیا ہوں پیر کے پاس
ہو گئی میرے دل کی پوری آس
سنی نعت حبیب ﷺ رب الناس
ہادی خضرؑ و رہبر الیاسؑ
مجھ کو وہ رہنما دیا تو نے

دل لگایا ہے جب سے آقا سے
ہوئے آزاد فکر عقبیٰ سے
ایک غرض ہے تو ذکر مولا سے
کچھ تعلق رہا نہ دنیا سے
شغل ایسا بتا دیا تو نے

حاجیوں میں ہوں شامل لبیک
در حضرت پہ شاغل لبیک
ہو گیا دل سے قائل لبیک
تھا مرا منہ نہ قابل لبیک

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کعبہ مجھ کو دکھا دیا تو نے
ایک نعمتِ نبی بطحا تھا
ایک دولت یہ پیر میرا تھا
خوبؔ: کیا خوب کوئی کہتا تھا
داغؔ کو کون دینے والا تھا
جو دیا اے خدا دیا تو نے

ایک دفعہ آپ علی پور شریف حاضر تھے۔ ایک عورت حضرت امیر ملت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر کی گئی جس پر جن کا سایہ تھا۔ حضرت اقدس نے اس عورت کی جن سے نجات دلائی اور وہ جن حضرت کا مرید ہو گیا۔ آپ نے اپنے ایک قصیدہ میں اس واقعہ کی طرف یوں اشارہ کیا ہے۔

ایک عورت کے سر پر تھا جن کا اثر
آپ کے پاس لایا گیا کھینچ کر
اس پہ کی آپ نے فیض گستر نظر
وہ دو زانو ہو بیٹھا جھکا اپنا سر
المدد پیر سید جماعت علی
مشکلیں حل کرو اے خدا کے ولی!
جن سے باتیں کیں آپ نے جس قدر
حاضروں پر کھلا راز والا گہر
جن نے بیعت کی پھر آپ کے ہاتھ پر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اس لئے آپ ہیں پیر جن و بشر
المدد پیر سید جماعت علی
مشکلیں حل کرو اے خدا کے ولی!

یکم محرم الحرام ۱۳۸۴ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۶۴ء بروز جمعرات آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور احمد آباد (بھارت) آپ کی آخری آرامگاہ بنی جو مرجع خلائق ہے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را آپ نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں مگر ہمیں صرف ایک کتاب ''کرشمہ قدرت'' کا ہی علم ہو سکا ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے محمد عبداللہؒ صاحب سجادہ ہوئے۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۲۹۵، ۳۵۹، ۷۳۵۔

۲۔ ''گلزار مدینہ'' مطبوعہ لاہور ۱۳۳۷ھ ص ۶۵۔

۳۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۵۔

۴۔ ''کرامات امیر ملت'' مطبوعہ کراچی ۱۹۶۵ء ص ۱۲۱، ۱۴۸ء (حاشیہ)، ۱۵۹، ۱۵۱۔

۵۔ ''شجرہ نقشبندیہ جماعتیہ'' مرتبہ پروفیسر حامد حسن قادری مطبوعہ کراچی ص ۲۶۔

۶۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور جون ۱۹۱۲ء ص ۱۰۔

۷۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیالکوٹ مئی ۱۹۴۲ء ص ۱۵، ۳۴۔

۸۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور جولائی اگست ۱۹۶۴ء ص ۱۴، ۳۷۔

۹۔ مکتوب گرامی حضرت مرزا ذوالفقار علی بیگ جماعتی بنام مؤلف از حیدرآباد دکن محررہ ۱۶ اپریل ۱۹۷۷ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا پروفیسر حامد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۸۷ء ------------- ۱۹۶۴ء

مولانا پروفیسر حامد حسن قادری بن مولوی احمد حسن (المتوفی ۲۸ جنوری ۱۹۱۳ء) کی ولادت باسعادت ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۰۴ھ مطابق ۲۵ مارچ ۱۸۸۷ء کو قصبہ بچھراؤں ضلع مراد آباد (یوپی بھارت) میں ہوئی۔ والد گرامی ریاست رامپور میں وکالت کرتے تھے، بلند پایہ عالم دین اور محدث سے لقب سے مشہور تھے۔ سلسلہ نسب زہد الانبیاء حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر ملتا ہے۔

ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد اسٹیٹ ہائی سکول رامپور سے ۱۹۰۹ء میں میٹرک پاس کیا۔ پھر مدرسہ عالیہ رامپور میں داخل ہو کر فارسی اور عربی کی تحصیل میں مصروف ہو گئے ا پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور اردو فاضل کے امتحانات پاس کرنے کے بعد ایف اے کیا۔ اپنے مطالعہ کے شوق اور محنت سے جلیل القدر عالم بن گئے۔ غالباً ۱۹۲۳ء میں ندوۃ العلماء لکھنو کا سالانہ جلسہ حلیم مسلم ہائی سکول کانپور میں منعقد ہوا جس کی صدارت مسیح الملک حکیم اجمل خاںؒ (۱۸۶۳ء۔ ۱۹۲۸ء) فرما رہے تھے۔ ان دنوں آپ مذکورہ اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ آپ نے عربی لسانیات پر ایک بلند پایہ علمی مقالہ پڑھا جس سے حاضرین عش عش کر اٹھے۔ نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی (۱۸۶۷ء۔ ۱۹۵۰ء) نے جوش طرب میں آپ کی پیشانی چوم لی۔ حکیم اجمل خاںؒ نے کرسی صدارت سے اٹھ کر بے اختیار گلے سے لگا لیا اور پر جوش الفاظ میں داد دی۔ مولانا سید

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سلیمان ندوی (۱۸۸۴ء-۱۹۵۳ء) نے کہا، "جزاک اللہ! آپ نے ہمارا کام انجام دیا ہے"۔ دیگر اکابر نے بھی آگے بڑھ کر دادو تحسین سے نوازا۔

آپ نے کانپور، مہو چھاؤنی، اٹاوہ، اور بڑودہ میں بڑی شاندار تعلیمی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۷ء میں سینٹ جانسن کالج آگرہ میں پروفیسر ہو گئے۔ ۱۹۴۵ء میں اپنے برادر اکبر مولانا پروفیسر عابد حسن فریدی (۱۸۷۹ء-۱۹۴۵ء) کے وصال کے بعد اسی کالج میں صدر شعبہ اردو اور فارسی بن گئے۔ ۱۹۵۱ء میں ریٹائر ہوئے۔

دسمبر ۱۹۲۷ء میں علی پور سیداں شریف حاضر ہو کر حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست حق پرست پر سعادت بیعت سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ کے برادر گرامی پروفیسر عابد حسن فریدی کی رحلت پر حضرت امیر ملت قدس سرہ، آگرہ تشریف لائے تو ۷ جولائی ۱۹۴۵ء کو آپ کو خلعت خلافت سے نوازا۔ آپ نے آگرہ میں سلسلہ عالیہ کی خوب اشاعت کی۔ پیرو مرشد کی خدمت واطاعت میں کمال حاصل تھا۔ جب بھی حضرت اقدس آگرہ تشریف لاتے تو میزبانی کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوتا۔

آپ عالم، فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ بلند مرتبہ شاعر بھی تھے۔ حضرت امیر مینائیؔ (۱۸۲۸ء-۱۹۰۰ء) کے شاگرد رشید منشی امتیاز علی رازؔ رامپوری سے شرف تلمذ تھا۔ غزل تو صرف آپ نے اوائل عمری میں ہی کہی۔ اس کے بعد نظم، نعت اور منقبت کہتے رہے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی منقبت میں آپ نے کئی غزل نما نظمیں کہی ہیں۔

فن تاریخ گوئی میں استادی کا درجہ رکھتے تھے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف سے بے مثال اور برجستہ تاریخ نکالتے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ کے وصال کی تاریخ قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے نکالی ہے:۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

يَا اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ" (پارہ: ۳۰ سورہ الفجر: ۲۷) ۱۳۷۰ھ

آپ کی کہی ہوئی تاریخوں کی کئی جلدیں اب تک غیر مطبوعہ حالت میں ہیں۔

جب تحریک پاکستان کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور تقسیم برصغیر کا اعلان ہوا تو آپ نے مندرجہ ذیل "قطعہ تاریخ پاکستان" کیا۔

"تاریخ اساس نیک پاکستان" ۱۹۴۷ء
كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ (سوہ آل عمران: ۱۱) ۱۳۶۶ھ
ہوا قائم جو پاکستان آخر
بھلی قسمت تھی ہندوستان کی واللہ
سمجھتے ہیں اسے وہ مژدہ امن
جو اسلام اور مسلم سے ہیں آگہ
یہ دنیا کو ہے آزادی کا پیغام
شب تاریخ میں ہے مشعل راہ،
مساوات و اُخوت کا علمبردار
سکون و عافیت کا پیش خیمہ
ریاست کی مثال بے مثالی
سیاست کا زمانے کو نمونہ
سناؤں قادری قرآں سے تاریخ
بتاؤں اس کی اک وجہ موجہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مسلمانوں کا پاکستان حق تھا

کہ تھا ارشاد "کنتم خیر امۃ" ۱۳۶۶ھ

۱۹۵۵ء میں آپ ہندوستان سے ہجرت کر کے کراچی تشریف لے آئے۔ تمام وقت عبادت و ریاضت میں صرف فرماتے۔ اور "سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ" کی توسیع و اشاعت میں کوشاں رہتے تھے۔ ہر ہفتہ با قاعدگی سے آپ کے گھر پر حلقہ ذکر ہوتا تھا۔ بہت کم گو اور خاموش مزاج تھے۔ تواضع، مہمان نوازی، بردباری، انکساری اور راستبازی آپ کی طبیعت ثانیہ تھی۔ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے مگر اخفاء کے قائل تھے اور ظاہر کرنا بالکل پسند نہیں کرتے تھے کہ آپ اہلِ دل، روشن ضمیر اور ولایت کے مرتبہ پر فائز تھے۔

آپ نے بہت سی تعلیمی، تدریسی، مذہبی، علمی، ادبی، تنقیدی، افسانوی، سوانحی، اور منظوم و منثور کتابیں لکھیں۔ جن کی تعداد 90 تک جا پہنچتی ہے۔ ان میں ۴۵ زیور طباعت سے آراستہ و پیراستہ ہوئیں اور باقی منتظر طباعت ہیں۔ مطبوعہ کتب میں سے چند ایک کے نام کچھ یوں ہیں۔ داستانِ اُردو، نقد و نظر تاریخ و تنقید، تاریخ مرثیہ گوئی، کمال داغ، انتخاب مومن، شاہکار انیس، مجمع الکرامات، مرثیہ شور محشر، قصیدہ لمطار، گلدستہ اخلاق، ماہ اردو، جمال اردو، جواہر اردو، نہال فارسی، انتخاب مراثی انیسؔ و دبیرؔ وغیرہ وغیرہ۔

ان کتب کے علاوہ علم البیان و علم البدیع پر انگریزی میں بڑی معرکۃ الآرا کتاب لکھی جس میں عربی، فارسی، اردو اور انگریزی چاروں زبانوں کی مثالیں درج کیگئی ہیں مختلف رسالوں میں شائع ہونے والے مضامین اس کے سوا ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے ایک طالب علم نے ایم اے کے امتحان کے لیے آپ پر ایک علمی مقالہ لکھا تھا۔ سندھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

یونیورسٹی سے ایک صاحب نے آپ پر پی ایچ ڈی کا مقالہ بھی لکھا ہے۔

۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ مطابق ۶ جون ۱۹۶۴ء بروز ہفتہ کراچی میں آپ کا انتقال ہوا اور پاپوش نگر کے قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے۔ جہاں ہر سال آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔

۱۔

مندرجہ ذیل حضرات نے تاریخ وصال کے قطعات کہے:۔

(پروفیسر شاہ عبدالغنی نیازیؒ۔ کراچی)

اب بے جان ہو گئیں علم و ادب کی محفلیں
کیونکہ تھے ان محفلوں کی زندگی حامد حسنؒ
عالم تحقیق اردو پر اندھیرا چھا گیا
اس جہاں کی لے گئے کیا روشنی حامد حسنؒ
معدن تاریخ گوئی پر تصرف تھا انہیں
اس خزانے کے تھے جوہری حامد حسنؒ
مسلک عشق حقیقی سے بھی نسبت تھی انہیں
اس لئے مشہور تھے وہ ”قادری“ حامد حسنؒ
صدمہ جانکاہ کی تاریخ یہ لکھے غنی
”گوہر افشاں و اصل حق قادری حامد حسنؒ“ ۱۳۸۴ھ

۲۔

(حضرت صابر براری ثم کراچوی۔ کراچی)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

"غم قادری پاک ادا" ۱۳۸۴ھ

"روشن چراغ مطلع امید" ۱۹۶۴ء

مقبول خلق حامد حسن قادریؒ ۱۳۸۴ھ

آہ ہم سے آج رخصت ہو گئے حامد حسنؔ

تھے ادیب العصر جو اور شاعر روشن دماغ

سال غم ہے ان کا صابرؔ "عالم دانا" کے ساتھ ۱۹۷

"بجھ گیا علم وادب کا ایک نورانی چراغ" ۱۹۷+۱۶۷=۱۹۶۴

ایضاً

حیف کہ صابرؔ : شہ حامد حسن

کرد سفر سوئے ریاض جناں

سال وصالش بہ زباں آمدہ

"مسکن خلداست ایب زماں" ۱۳۸۴ھ

۳۔

(راشد علی بچھرانوی (۱۹۱۵ء۔۱۹۸۲ء)۔بچھراؤں ضلع مراد آباد (بھارت)

حق سے واصل جو ہو گئے حامدؔ

ہے وہاں ان پہ رحمت و برکت

گوشہ قبر میں سکون ملا

"اب ملی ان کو خلد کی نعمت" ۱۳۸۴ھ

ایضاً۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہوا تاریک آنکھوں میں زمانہ
نہاں اب آفتاب دیں ہوا آج
"کہی" تاریخ بر جستہ یہ میں نے ۳۵
"ندا آئی چراغ دیں بجھا آج" ۱۳۴۹+ ۳۵=۱۳۸۴ھ

۴۔

(راشد حسن قادری۔ کراچی)

"جناب مولانا مولوی حامد حسن قادری جماعتی نقشبندی مجددی" ۱۹۶۴ء

تھا عشق رسولؐ میں ہمیشہ جو شغف
مائل رہا دل سدا مدینے کی طرف
واصل جو ہوئے رب سے وہ رحلت کے بعد
"حاصل ہوا قبر میں زیارت کا شرف"

۱۷۶۴+ ۲۰۲=۱۹۶۴ء

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۳۰۔"

۲۔ "جامع اردو انسائیکلو پیڈیا" جلد اول مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۷ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ص ۵۳۴۔

۳۔ ''تذکرہ نقشبندیہ'' از مولانا نور بخش توکلیؒ (تکملہ از محمد صادق قصوری) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۵۷۶۔

۴۔ ''تذکرہ شبہ جماعت'' از سید حیدر حسین علی پوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۶۔

۵۔ ''وفیات مشاہیر پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۵۹۔

۶۔ ''خفتگان کراچی'' از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء ص ۱۵۹ تا ۱۶۰۔

۷۔ ''تاریخ رفتگاں'' جلد اول از صابر براری مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء ص ۸۰۔

۸۔ سہ ماہی ''تصوف'' کراچی بابت جولائی تا ستمبر ۱۹۸۴ء ۱۱۰ کتوبر تا دسمبر ۱۹۸۴ء ص ۵۔اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۴ء ص ۵۔ جنوری تا مارچ ۱۹۸۵ء ص ۴۶، ۵۴، ۶۵، اپریل تا جون ۱۹۸۷ء ص ۴۹ تا ۵۴۔

۹۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور بابت جولائی ۱۹۶۴ء ص ۱۴۔ مارچ ۱۹۷۲ء ص ۱۹۔

۱۰۔ ماہنامہ ''قومی زبان'' کراچی بابت جون ۱۹۶۵ء ص ۷۷، ۷۸، ۸۷۔

۱۱۔ ہفت روزہ ''دبدبہ سکندری'' رام پور (انڈیا) بابت ۲ جولائی ۱۹۴۷ء ص ۲۔

۱۲۔ ہفت ''الہام'' بہاولپور بابت ۱۲۷ اگست ۱۹۷۶ء ص ۳۔

۱۳۔ ماہنامہ ''نور اسلام'' شرقپور شریف، اولیاء نقشبند نمبر جلد دوم، مارچ اپریل ۱۹۷۹ء ص ۱۷۱۔

۱۴۔ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور بابت ۴ جولائی ۱۹۷۶ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مفتی محمد عمیر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۹۳ء-----------۱۹۶۶ء

تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی بن محمد صدیق کی ولادت باسعادت ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ مطابق اکتوبر ۱۸۹۳ء میں مراد آباد (بھارت) میں ہوئی۔ حضرت الحاج حافظ محمد حسینؒ سے قرآن پاک پڑھا۔ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ (۱۸۸۳۔ ۱۹۴۸ء) کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اکتساب علم کرنا شروع کیا اور بہت جلد جملہ علوم و فنون اور حدیث شریف کی تکمیل کے ساتھ ساتھ علم طب میں مہارت تامہ حاصل کیا۔ ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں سند فضیلت حاصل کی، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ (۱۸۵۶ء۔ ۱۹۲۱ء) نے دستار بندی فرمائی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ سے جدائی گوارا نہ ہو سکی اور جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے مدرس و مہتمم مقرر ہوئے۔ ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں حضرت شاہ علی حسین کچھوچھویؒ (۱۸۵۰ء۔ ۱۹۳۶ء) کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ حضرت امیر ملت نے بھی سنی کانفرنس مراد آباد مارچ ۱۹۲۵ء کے موقع پر خلعت خلافت سے بہرور فرمایا تھا۔ حضرت صدر الافاضل کو بھی آپ سے از حد محبت تھی۔ حضرت کی خدمت میں رہ کر آپ نے شب و روز کی محنت شاقہ سے ''فتاویٰ نویسی'' سیکھی۔ آخر میں آپ کو صدر مدرس اور شیخ الحدیث مقرر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کر دیا گیا تھا۔

قیام مراد آباد کے دوران ۱۳۳۸ھ مطابق 1919ء میں ماہنامہ ''السواد اعظم'' جاری کیا۔ یہ پرچہ ربع صدی سے زیادہ عرصہ تک سنیت کا پرچم بڑی جرأت واستقامت کے ساتھ لہراتا رہا۔ اور آسمان صحافت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکتا رہا۔ آپ نے شدھی تحریک کے انسداد میں بھی حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں مقدور بھر حصہ لیا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا نائب ناظم کی حیثیت سے نمایاں خدمات انجام دیں ۱۹۴۶ء میں بنارس کے تاریخی اجلاس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور حصول پاکستان کی منزل کو قریب ترلانے میں بھی شب و روز کام کیا۔

قیام پاکستان کے بعد حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ پاکستان تشریف لائے اور کراچی میں حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی (۱۸۹۳ء۔۱۹۵۴ء) کے اصرار پر قیام پذیر ہو گئے۔ اولا جامعہ مظہری آرام باغ کراچی کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ بعد میں ''مخزن بحر العلوم'' کے نام سے اپنا علیحدہ دار العلوم قائم کیا اور جامع مسجد آرام باغ میں اعزازی طور پر خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

عمر بھر مذہب وملت کی گرانقدر خدمات سرانجام دینے کے بعد ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۶۶ء بروز بدھ کراچی میں داعی اجل کو لبیک کہا اور ''مسجد دار الصلوۃ'' ناظم آباد کراچی'' میں آخری آرام گاہ بنی۔ ''''مفتی جنت محمد عمر'' (۱۳۸۵ھ) تاریخ وصال ہے۔

حضرت مولانا شاہ ضیاء القادری بدایونی ثم کراچوی (۱۸۸۳ء۔۱۹۷۰ء) نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ وصال کہا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

عالم ذی جاہ ، مولینا عمر
تھے سراجِ علم، مثل مہر و مہہ
اے ضیاؔ ہے آپ کا سالِ وصال
عالی ہمت رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۸۵ھ۔

حضرت صابؔر براری ثم کراچوی (۱۹۶۸ء۔ زندہ) نے یوں تاریخ وفات کہی۔

ہو کیوں نہ چشمِ حق ہیں یوں اشکبار صابؔر
عالم سے اُٹھ گیا ہے اِک عالم قدیمی
تھا جس کا فیض جاری دنیائے علم و دیں میں
تھی جس کی عطر پاشی خوشبوئے صد شمیمی
شیخ الحدیث تھے وہ اس دورِ حاضرہ کے
اسلاف ذی شرف کے مجموعہ عمیمی
پہنچا دے ان کو یارب دربار مصطفیٰ میں
دے خلدان کو ، تیری ہر شان ہے کریمی
سال وصال صابؔر لکھ ''فقر'' کو ملا کر ۳۸۰
''ہادئی اہلسنت مفتی عمر نعیمی'' ۱۵۸۶ + ۳۸۰ = ۱۹۶۶ء

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۷۰۴۔
۲۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۷۔
۳۔ ''تذکرہ علماء اہلسنت'' مطبوعہ کانپور (بھارت) ۱۳۹۱ھ ص ۱۸۸۔
۴۔ ''یادِرفتگاں'' جلداول'' از صابر براری مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء ص ۹۱۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا محمد واصل جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۶۶

مولانا محمد واصل ضلع جھنگ کے رہنے والے تھے۔ حضرت امیر ملتؒ کے مخلص مرید، متقی، پرہیزگار اور صالح بزرگ تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی آخری علالت میں علی پور سیداں حاضر ہوئے اور حج وزیارت کے مبارک سفر کی اجازت چاہی۔ حضرت قدس سرہ، نے اجازت مرحمت فرمائی اور شرف خلافت سے نواز کر تلقین فرمائی کہ:-

''خلق خدا کو اللہ کا نام بتایا کرو اور باقی عمر سلسلۂ عالیہ کی خدمت میں صرف کرو''۔ آپ کو حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے والہانہ محبت تھی۔ بطور ثبوت ہم ایک خیر مقدمی نظم درج کر رہے ہیں جو آپ نے ۱۹۴۹ء میں حضرت کی جھنگ تشریف آوری پر کہی تھی۔

بعافیت الٰہی! یار آید
بیاراں قافلہ سالار آید
شود عیدم چو بینم روئے محبوب
سلامت در نظر دلدار آید
سود فرحاں و شاداں تشنہ دید
چوں بیروں زابر مہ رخسار آید

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

بحالم سر بپائے اقدس او
چو از سیر دیار آں یار آید
فسبحان اللہ اسری بعبدہ
ز معہ اجش چنیں باکار آید
مبارک مرحباء و صد مبارک
کہ شاہ از فضل شہ سر شار آید
بنور حیدرا شاہ جماعت
بہ مجمع قافلہ سالار آید
چہ گو یم عبدرحمان و بلقمان
چگو نہ بخت شاں بیدار آید
شُدند اقر ب بخدمت پیر اقدس
کہ اعلیٰ ترازیں چہ کار آید
شدند حیراں ملائک عرش اعلیٰ
عجب ایں اسعداں ایں بار آید
بہر یک صد مبارک ہدیہ تسلیم
آں خرم کہ با سرکار آید
بنظرِ شہہ شود واصلؔ چہ غافل
برائش بس ہمیں درکار آید

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۶ء مطابق ۲۳ دسمبر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۹۶۶ء بروز جمعۃ المبارک موضع ترک تحصیل وضلع جھنگ میں ہوئی اور وہیں مزار مقدس بنا۔

[1] مراد معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت مطبوعہ علی سیداں ۱۹۷۵ء ص ۲۴۶۔

۲۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۷۔

۳۔ ''وفیات مشاہیر پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۲۶۷۔

۴۔ ماہنامہ ''لمعات الصوفیہ'' سیال کوٹ بابت نومبر دسمبر ۱۹۴۹ء ص ۲۷۔

۵۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور بابت جولائی ۱۹۶۷ء ص ۳۹۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

چوہدری غلام عباس کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۰۴ء ــــــــــــــــــ ۱۹۶۷ء

کتابی چہرہ، کھلتا ہوا سرخ و سفید رنگ، کشادہ پیشانی، عقابی آنکھوں پر گھنی بھنویں ، تیکھے نقوش، سر پر چاندی کے تاروں کی طرح سفید بال اور سفید اجلے کھدر کے پاجامہ قمیض میں ملبوس کسرتی جسم، نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو، رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاکباز" یہ تھے تحریک آزادی کشمیر کے بانی قائد ملت چوہدری غلام عباس خاں،، جو اپنے انداز فکر اور کردار کے اعتبار سے ایک مرد قلندر تھے۔ جس کا سینہ خلوص ایمان سے منور تھا۔ اقبالؒ کا یہ مرد مومن قائداعظم محمد علی جناحؒ بانی پاکستان کا منظور خاص تھا۔ چوہدری صاحب مسلک اہلسنت اور نقشبندی سلسلے کے پیرو تھے۔ امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مرید اور خلیفہ تھے اور خرقہ خلافت بھی حاصل کیا تھا۔ شب بیدار اور عبادت گزار تھے۔ ساری زندگی میں صرف دو تہجد کی نمازیں قضا ہوئیں۔ اور وہ بھی معدے کے اپریشن کے بعد عالم بے ہوشی میں طبیعت میں انتہائی نفاست تھی اور بقول کشمیری رہنمائے آرسا غران سے ستھرا آدمی شائد ہی کہیں ملے۔

چوہدری صاحب ۴ فروری ۱۹۰۴ء کو جموں شہر کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام چوہدری نواب خاں (ف ۱۹۴۳ء) تھا جو کشمیر ہائی کورٹ کے دفاتر سے منسلک تھے اور ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد عرائض نویس تھے۔ چوہدری

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

صاحب کی ابتدائی پرورش اپنے ماموں سید اسد اللہ شاہ ایڈووکیٹ (ف ۱۹۳۲ء) کے ہاں ہوئی جو ایک دیندار اور مخیر شخص تھے، حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے مرید باصفا، میونسپل کمشنر اور صدر انجمن اہل سنت و جماعت جموں تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بھی دیندار، پابند صوم وصلوٰۃ اور حضرت امیر ملتؒ کی مرید خاص تھیں۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مشن ہائی سکول جموں سے حاصل کی۔ ۱۹۲۱ء میں گورنمنٹ ہائی سکول جموں سے میٹرک کیا اور پرنس آف ویلز کالج میں داخل ہو گئے۔ ۱۹۲۲ء میں ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن کا احیاء کیا۔ جس کی بنیاد ۱۹۰۹ء میں پڑ چکی تھی لیکن اس کی سیاسی اور دینی سرگرمیاں ماند پڑ چکی تھیں۔ ۱۹۲۴ء میں اس ایسوسی ایشن کے صدر چنے گئے۔

اس زمانے میں ایک ہندو لیڈر سوامی شردھانند نے "شدھی تحریک" شروع کر رکھی تھی جس کا مقصد ان مسلمانوں کو جن کے اباؤ اجداد ہندو تھے اور انہوں نے بر رضا و رغبت اسلام قبول کیا تھا، شدھ کر کرے دوبارہ ہندو بنایا جائے۔ اس پروگرام کو کشمیر میں بھی چلانے کی کوشش کی گئی۔ چوہدری صاحب اور ان کے ساتھی اس تحریک کے انسداد کے لیے میدان عمل میں آ گئے اور ۱۶۔ ۱۷ فروری ۱۹۲۴ء کو ایک عظیم الشان تبلیغی کانفرس منعقد کی۔ اس کے بعد حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے انجمن خدام الصوفیہ ہند اور مولانا سید غلام بھیک نیرنگ انبالویؒ (۱۸۷۶۔ ۱۹۵۴ء) نے انجمن تبلیغ الاسلام کی طرف سے مبلغ بھیجے جنہوں نے ایسوسی ایشن کے اشتراک سے مختلف علاقوں کا دورہ کر کے مسلمانوں کو ارتداد سے بچایا۔ ایسوسی ایشن نے مذہبی تقاریب کے لیے ایک جلسہ گاہ اور نماز جنازہ کے لیے ایک جنازگاہ تعمیر کرائی۔ لاوارث لاشوں کے کفن دفن کا انتظام بھی ایسوسی ایشن نے اپنے ذمہ لیا۔ سیاسی، دینی، سماجی و تعلیمی سرگرمیوں کیلئے مسلمانوں کو بیدار کیا اور ان میں اجتماعی ملی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شور پیدا کیا۔

۱۹۲۵ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ ۱۹۲۹ء میں لاء کالج لاہور میں داخلہ لیا اور ۱۹۳۱ء میں ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۳۱ء میں ''توہین قرآن'' کا المناک واقعہ پیش آیا۔ چوہدری صاحب نے جامع مسجد جموں میں زبردست تقریر کی۔ ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو سنٹرل جیل سری نگر کے سامنے ڈوگرہ فوج نے نہتے کشمیری مسلمانوں پر گولی چلادی جس سے بائیس مسلمان شہید ہوئے۔ چوہدری صاحب فوراً سری نگر پہنچے۔ احتجاجی مظاہرہ کا زبردست پروگرام مرتب کیا لیکن ۱۳ جولائی کو راتوں رات ڈوگرہ پولیس نے آپ کو گرفتار کر کے فوجی ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا، جہاں آپ کی جامہ تلاشی لی گئی۔ ڈوگرہ فوج کے ایک افسر نے آپ سے کہا، بوٹ کے تسمے کھولو تاکہ جوتوں کی تلاشی بھی لی جائے۔ آپ نے اپنا پاؤں اس افسر کے سامنے کر دیا اور کہا کہ تسمے تم ہی کھولو، اس ڈیوٹی پر تم ہی مامور ہو۔ اس پر ہنگامہ کھڑا ہو گیا، بڑی مشکل سے معاملہ رفع دفع ہوا۔

۱۵۔۱۶۔۱۷ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو سرینگر میں مغلیہ دور کی تاریخی پتھر مسجد میں آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی بنیاد رکھی گئی۔ اس پہلے اجلاس میں شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ (۱۹۰۵ء۔۱۹۸۲ء) کو صدر، قائد ملت چوہدری غلام عباس کو سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔ بخشی غلام محمد کو رضا کاروں کا سالار اعلیٰ چنا گیا۔ دسمبر ۱۹۳۲ء میں اسلامیان ریاست کا ایک عظیم الشان اجلاس خانقاہ معلیٰ سرینگر میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں چوہدری غلام عابس کی بے لوث قیادت، جرأت و بہادری اور بے باکی کی بنا پر ''رئیس الاحرار'' کا خطاب دیا گیا۔

اپریل ۱۹۳۲ء میں ڈوگرہ حکومت نے بغاوت کے الزام میں آپ کو گرفتار کر لیا اور چھ ماہ بعد اکتوبر میں رہا کر دیا لیکن آپ کے رویہ میں کسی قسم کی تبدیلی نہ آئی تو نومبر میں پھر گرفتار کر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

لیے گئے۔

۱۹۳۳ء میں آپ کو مسلم کانفرنس کا صدر اور شیخ عبداللہ کو جنرل سیکرٹری چنا گیا۔ ۹ مارچ ۱۹۳۴ء کو ''یوم کشمیر'' منانے کے سلسلے میں آپ کو ایک سال قید کی سزا ہوئی۔ ۱۹۳۶ء میں ریاستی اسمبلی کے رکن بنے۔ ۱۹۳۸ء میں ریاستی مسلمانوں کے مستقبل نے مخدوش حالات کا سامنا گیا۔ شیخ عبداللہ کی ذہنی کیفیت نے جب اپنی حقیقت ظاہر کی تو اس نے مسلم کانفرنس کو ختم کر کے نیشنل کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ جب آپ نے دیکھا کہ شیخ صاحب، نیشنل کانفرنس کے روپ میں کانگرس کے پروگرام کو ریاست میں لا رہے ہیں۔ تو آپ نے ۱۹۴۰ء میں دوبارہ مسلم کانفرنس کا احیاء کیا۔ اور ریاست کے چپہ چپہ میں نیشنل کانفرنس کے پروگرام کا پردہ چاک کیا۔ یہاں سے شیخ صاحب اور آپ کے راستے جدا ہو گئے۔ اور نیشنل کانفرنس اور مسلم کانفرنس کے درمیان ''دو قومی نظریہ'' کی بنیاد پر جو معرکہ آرائی ہوئی وہ تاریخ کا ایک ناقابل فراموش باب ہے۔ اس کشمکش سے ہماری قومی تحریک کو جو دھچکا لگا وہ ایک خونچکاں داستان ہے۔ یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ اگر شیخ صاحب اس وقت کانگرس کی جھولی میں نہ گرتے تو آج ریاست کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ اور ریاست کے بدقسمت مسلمانوں کو حق خود ارادیت کے لیے اسقدر طویل اور کٹھن مصائب کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

آپ کی کئی بار مسلم کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے۔ ۹ فروری ۱۹۴۲ء کو آپ نے مسلم کانفرنس کے تاریخی سالانہ اجلاس کے موقعہ پر خطبہ صدارت میں تحریک پاکستان کی مکمل اور پرزور حمایت کرتے ہوئے اعلان کیا کہ

''۳۵ لاکھ مسلمانان ریاست جموں و کشمیر کو پاکستان کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی راستہ انہیں قبول و منظور نہیں ہے۔''

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مئی ۱۹۴۴ء میں جب قائد اعظمؒ کشمیر کے دورہ پر تشریف لائے تو مسلم کانفرنس نے قائد اعظمؒ کا شاندار استقبال کیا۔ اور چوہدری صاحب کی ہی معیت میں قائد اعظمؒ نے جموں و کشمیر کے طول و عرض میں عوامی اجتماعات سے خطاب کیا۔ ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے اعلان کیا کہ:۔

"خوش قسمت ہے وہ قوم جسے چوہدری غلام عباس جیسا رہنما میسر ہے"۔

اور آپ کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ ۱۷ جون ۱۹۴۴ء کو قائد اعظمؒ نے آپ کی صدارت میں مسلم کانفرنس کے سالانہ اجتماع سے خطاب کیا۔

آپ نہایت ہی درد دل رکھنے والے مسلمان، پابند صوم وصلوٰۃ اور درویش طبع انسان تھے۔ ۱۹۴۴ء میں جب قائد اعظمؒ کشمیر کے دورہ پر تشریف لائے تو انہی دنوں حضرت امیر ملت قدس سرہ، بھی سری نگر میں جلوہ افروز تھے۔ آپ قائد اعظمؒ کو ساتھ لے کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے قائد اعظمؒ کی شاہانہ دعوت کی اور پھر مسلم لیگ اور قائد اعظمؒ کی کامیابی کے لیے دعا کی دعوت کے بعد شام کو قائد اعظمؒ نے خاموشی کے ساتھ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست حق پرست بیعت کی سعادت بھی حاصل کر لی۔ یہی وجہ ہے کہ قائد اعظمؒ مکمل طور پر شریعت کے احکام کے پابند ہو گئے تھے۔ اب آہ سحر گاہی اور دعائے نیم شبی ان کا وظیفہ بن چکا تھا۔

آپ کی عمر عزیز کا بیشتر حصہ ڈوگرہ جیل میں گزرا مگر آپ نے کبھی اپنے نصب العین، حریت کشمیر اور الحاق پاکستان سے منہ نہ موڑا، اور ریاست میں دو قومی نظریہ کی تحریک کے علم کو بلند رکھا ہے آپ کی جماعت کا مسلک آل انڈیا مسلم لیگ کے اصولوں پر مبنی تھا۔ اس لیے انہوں نے مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم سے ہر برانڈ کی نیشلسٹ تحریکوں کی بڑی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پامردی سے خلافت کی اور جہاں ڈوگرہ حکومت کی اذیتیں برداشت کیں وہاں آپ نے نام نہاد نیشلسٹ لیکن دراصل پاکستان کی مخالف قوتوں کا بھی نہایت جرأت اور استقلال سے سامنا کیا۔

۲۷ جولائی ۱۹۴۶ء کو مسلم کانفرنس کے ایک خصوصی کنونشن میں جس کی صدارت آپ نے کی) قرارداد آزادی کشمیر پاس کرتے ہوئے ریاست کے مسلمانوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا آزادنہ حق دینے کا مطالبہ کیا اور ساتھ ہی واضح کیا کہ اگر یہ مطالبہ تسلیم نہ ہوا تو مسلم کانفرنس پوری قوت سے آزادی کشمیر کے لیے جدوجہد کرے گی۔ قرارداد کے منظور ہوتے ہی ڈوگرہ ایوان میں لرزہ طاری ہو گیا اور آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔

آپ کے حکم کے مطابق ریاستی عوام نے پاکستان کے لیے بیش بہا قربانیاں دیں اور شیخ عبداللہ کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد نومبر ۱۹۴۷ء میں جموں میں لاکھوں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ قیام پاکستان کے وقت اگرچہ آپ جیل میں تھے مگر آپ کے دیوانوں اور پروانوں نے آپ کی اسیری کے دوران ہی آزاد کشمیر کا علاقہ ڈوگرہ غلامی سے آزاد کرالیا۔ ۱۹۴۸ء میں آپ کی اسیری دوران ہی آزاد کشمیر کا علاقہ ڈوگرہ غلامی سے آزاد کرالیا۔ ۱۹۴۸ء میں آپ قیدیوں کے تبادلہ میں پاکستان آگئے تو قائداعظمؒ نے آپ کو آزاد کشمیر کا سپریم ہیڈ بنادیا۔ آپ نے ہزاروں مہاجرین کے قافلوں کی دیکھ بھال اور آزاد کشمیر حکومت کی تشکیل کے لیے بے پناہ کام کیا۔

۱۹۴۹ء میں کراچی میں پاکستان کی مرکزی کابینہ کا اجلاس بلایا گیا جس کا مقصد کشمیر کی جنگ بندی پر غور کرنا تھا۔ آپ یہ سمجھتے تھے کہ یہ تجویز ریاست کے مستقبل کو مخدوش بنا دے گی۔ اس لیے کہ جب ۱۹۴۶ء میں آپ کی صدارت میں قرارداد آزادی کشمیر منظور ہوئی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اور آپ نے اعلان کیا کہ ریاستی عوام نے تحریک پاکستان کے خطوط پر اپنی جانیں قربان کر دیں گے تو بے سروسامانی کے عالم میں کشمیر کی پہاڑیاں "پاکستان زندہ باد" کے نعروں سے گونج اٹھیں اور آزاد کشمیر کا فیصلہ اسی تحریک کا نقطہ آغاز تھا۔ چنانچہ آپ نے کراچی پہنچ کر جنگ بندی کی شدید مخالفت کی۔ اور کہا کہ:۔

اگر جنگ بند کر دی گئی تو یہ جذبہ سرد ہو جائے گا اور ہم مسئلہ کشمیر حل نہ کرا سکیں گے۔"

لیکن بدقسمتی سے سردار محمد ابراہیم خاں صدر آزاد کشمیر نے وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان (۱۸۹۵ء۔۱۹۵۱ء) کو جنگ بندی کا مشورہ دیا، جس پر آپ واک آوٹ کر گئے۔ کچھ عرصہ بعد سپریم ہیڈ کے عہدے سے مستعفی ہو گئے اور سیاست سے علیحدگی اختیار کر لی۔

کچھ عرصہ بعد آزاد کشمیر کی سیاست اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کی حالت زار نے انہیں دوبارہ سیاست کی پرخار وادی میں قدم رکھنے پر مجبور کر دیا۔ آپ نے حد مقار کہ کے اس ظرف مسلم کانفرنس کو منظم کیا۔ ۱۹۵۸ء میں جب ملک فیروز خاں نون (۱۸۹۳ء۔ ۱۹۷۰ء) پاکستان کے وزیر اعظم تھے۔ پاکستان اور بھارت، کے وزراء خارجہ کے مابین دہلی اور کراچی میں ملاقاتیں ہوئیں اور ایسا نظر آیا کہ کشمیر کو تقسیم کیا جا رہا ہے تو آپ نے وزیر اعظم کو خطوط لکھے مگر مایوسی ہوئی۔ پھر آپ نے ۱۵ جنوری ۱۹۵۹ء کو کے ایل ایم کی مشہور تحریک کا آغاز کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ:۔

"کشمیری عوام سیز فائر توڑ کر ریاست کی حفاظت کریں گے"۔

اس تحریک کا آغاز ہوتے ہی سارے آزاد کشمیر اور پاکستان میں جذبات بھڑک

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اٹھے اور ہزاروں مسلم کانفرنسی رضا کاروں نے حد متارکہ کی جانب مارچ شروع کیا۔ آزاد کشمیر میں اس وقت سردار محمد ابراہیم خاں صدر تھے۔ انہوں نے اس تحریک کی حوصلہ افزائی کرنے کی بجائے اسے اپنے خلاف قرار دیا۔ رضا کاروں پر تشدد اور گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ آپ دس ہزار رضا کاروں کے ہمراہ گرفتار ہو گئے۔

اکتوبر ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء کے نفاذ کے بعد ایوب خان (۱۹۰۷ء۔۱۹۷۴ء) برسر اقتدار آئے تو آزاد کشمیر میں سردار محمد ابراہیم خان کی بجائے آپ نے مسٹر خورشید الحسن خورشید (کے ایچ خورشید صاحب) سے اپنا راستہ الگ کر لیا۔ پاکستان کے بعض ارباب اقتدار و اختیار نے بھی آپ سے جو ناروا رویہ اپنائے رکھا اور وزارت امور کشمیر کے ذریعے آپ کو جو ذہنی اور فکری پریشانیاں اٹھانی پڑیں، شاید وہی انہیں کینسر کے موذی مرض میں مبتلا کرنے کا موجب بنیں۔ باوجود ان حالات کے آپ نے کبھی بھی کسی حاکم کے سامنے سرنگوں نہیں کیا۔

قوموں کی تقدیر وہ مردِ درویش
جس نے نہ ڈھونڈی سلطان کی درگاہ

اس درویش منش عظیم رہنمائے پاکستان میں کوئی جائیداد بنانیکی بجائے ریاست جموں و کشمیر کا مستقبل پاکستان سے وابستہ کرنے کے لیے اپنی جوانی کو بڑھاپے میں تبدیل کیا۔ گوناگوں مصائب و آلام کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ انتہائی ناساعد حالات کا سامنا کرنے کے باوجود کشمیری مسلمانوں اور بالخصوص مسلم کانفرنس کے کارکنوں کو ہمیشہ یہ درس دیا کہ:۔

"غلام عباس پہلے پاکستانی ہے اور پھر کشمیری"

اے کاش! پاکستان کے ارباب اقتدار قائد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مقام، فکر اور

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ان کے مشن کو سمجھنے کی کوشش کرتے۔

آخر عمر میں آپ کینسر جیسے موذی مرض کا شکار ہو گئے۔ بغرض علاج لندن بھی گئے مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ اور آخر کار اسلامیان کشمیر کا یہ عظیم اور محبوب رہنما، مسرور ایام کی صاعقہ ریزیوں اور اپنوں کی زیادتیوں کا شکار ہو کر ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۶۷ء بروز پیر گیارہ بج کر چالیس منٹ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میٹھی نیند سو گیا، جس کی ساری زندگی علامہ اقبالؒ کے اس شعر کی مکمل تصویر بنی رہی۔

نگہ بلند سخن دلنواز، جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

آپ کی آخری آرامگاہ ۱۹ دسمبر کو فیض آباد کے قریب راولپنڈی میں بنائی گئی جہاں چھ بجے شام افطاری کے بعد سپرد خاک کر دیئے گئے۔ آپ کی وصیت کے مطابق قرآن پاک، جائے نماز اور تسبیح ساتھ ہی دفن کر دی گئی۔ ملک بھر کے اخبارات و رسائل اور مذہبی و سیاسی شخصیات نے بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ شعرائے کرام نے مرثیے اور قطعات تاریخ وفات لکھے۔ رئیس امروہوی نے یہ قطعہ تاریخ وصال کہا۔

سکہ فتح بنام عباس
خطبہ جنگ پیام عباس
قید کی شام تھی عباس کی صبح
عزم کی صبح تھی شام عباس
آہ! وہ وادی کشمیر کا شیر
روضہ خلد مقام عباس

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

زندگی عالم مرگ مرحوم

موت ہے عمر دوام عباس

اشک روداد زعیم کشمیر

"آہ! عنوان غلام عباس" ۱۳۸۷ھ

حضرت صابر براری ثم کراچوی نے بھی تاریخ وفات کہی۔

ہو گئے وہ بھی نگاہوں سے ہماری اوجھل

مرد حق صاحب توقیر غلام عباس

جن سے تھا ڈوگرہ ایوان میں لرزہ طاری

تھے وہی مرد جری میر غلام عباس

آپ نے مادر ملت کی حمایت میں لکھی

اپنے ہی خون سے تحریر غلام عباس

کہہ دے اے صابر خستہ سن رحلت ان کا

"ہیں احد قائد کشمیر غلام عباس" ۱۹۶۷ء

ماخذ

۱۔ "قائد کشمیر" از بشیر احمد قریشی مطبوعہ مظفر آباد (آزاد کشمیر) طبع چہارم ۱۹۹۴ء متعدد صفحات

۲۔ "اکابر تحریک پاکستان" جلد دوم از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۲۱۰ تا ۲۱۶۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۳۔ ''تاریخ رفتگاں'' جلد دوم از صابر براری مطبوعہ کراچی ۱۹۹۸ء ص ۵۸۔

۴۔ ''کشمکش'' از چوہدری غلام عباس مطبوعہ لاہور ۱۹۵ء متعدد صفحات

۵۔ ''سیرت امیر ملت'' از سید اختر حسین مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۴۸۴۔

۶۔ ''بھٹو اور کشمیر'' احمد سلیم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۲ء متعدد صفحات

۷۔ ''شہاب نامہ'' از قدرت اللہ شہاب مطبوعہ لاہور، طبع یازدہم ۱۹۹۲ء ص ۱۱۰، ۱۱۱، ۳۲۳ تا ۳۲۵، ۳۶۶۶۔

۸۔ ''حضرت امیر ملت اور تحریک پاکستان''، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۴ء ص ۴۶۔

۹۔ ''انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا'' از سید قاسم محمود مطبوعہ کراچی طبع دوم ۱۹۹۸ء ص ۶۹۸۔

۱۰۔ ''جامع اردو انسائیکلو پیڈیا'' مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور جلد دوم ۱۹۸۸ء ص ۱۰۳۶ء

۱۱۔ ''فیروز سنز انسائیکلو پیڈیا'' مطبوعہ لاہور طبع دوم ۱۹۸۷ء ص ۱۶۷۔

۱۲۔ ''شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا'' از مقصود ایاز، محمد ناصر مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء ص ۵۱۴۔

۱۳۔ ''انسائیکلو پیڈیا تحریک پاکستان'' از اسد سلیم شیخ لاہور ۱۹۹۹ء ص ۷۶۶۔

۱۴۔ ''افکار راولپنڈی ڈائریکٹری'' مرتبہ سید غلام مصطفیٰ خالد گیلانی مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۶۴ء ص ۲۹۷۔

۱۵۔ ''پنجاب کی سیاسی تحریکیں'' از عبد اللہ ملک مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء ص ۱۶۴۔

۱۶۔ ''ظہور پاکستان'' از چوہدری محمد علی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۳۳۸، ۳۳۹۔

۱۷۔ ''کاروانِ احرار'' جلد اول از جانباز مرزا مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء ص ۳۱۸،

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۳۷۲، ۴۲۱۔

۱۸۔ ''مکاتیب بہادر یار جنگ'' مطبوعہ بہادر یار جنگ اکادمی کراچی ۱۹۶۷ء ص ۵۷۸۔

۱۹۔ ''عالمی معلومات'' از زاہد حسین انجم مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء ص ۴۰۸۔

۲۰۔ ہفت روزہ ''زندگی'' لاہور بابت ۱۹ جنوری ۱۹۷۰ء ص ۲۱۔

۲۱۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ بابت اپریل ۱۹۳۲ء ص ۲۶۔

۲۲۔ ہفت روزہ ''طاہر'' لاہور بابت اپریل ۱۹۳۲ء ص ۲۶۔

۲۳۔ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور متعدد شمارے

۲۴۔ روزنامہ ''نئی روشنی'' کراچی، استقلال نمبر بابت ۱۴ اگست ۱۹۵۸ء ص ۲۲۔

۲۵۔ روزنامہ ''جنگ'' کراچی بابت ۲۱ دسمبر ۱۹۶۷ء۔

۲۶۔ مجلہ ''پتن'' گورنمنٹ ڈگری کالج بھمبر، آزاد کشمیر، ''چوہدری غلام عباس نمبر ۱۹۹۰ء متعدد صفحات

۲۷۔ ''کشمیر آزادی کی دہلیز پر'' (یادوں کے چراغ از غلام احمد پنڈت) مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء ص ۲۷۵ تا ۲۸۷، ۳۳۲، ۳۳۳، متعدد صفحات

۲۸۔ ''اوراق پارینہ'' (کشمیریات) از خواجہ غلام احمد پنڈت مطبوعہ مظفر آباد (آزاد کشمیر) سن طباعت ندارد ص ۴۲ تا ۵۱۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حوالدار ممتاز علی خاں رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۰۵ء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۶۹ء

حوالدار ممتاز علی خاں ابن محمد عمر خاں کی ولادت ۱۹۰۵ء میں رتیرہ ضلع حصار (بھارت) کے ایک راجپوت خاندان میں ہوئی۔ مڈل تک تعلیم گاؤں ہی میں حاصل کی۔ چند اسلامی کتب بھی گاؤں میں پڑھیں۔ حصول علم کے بعد کچھ عرصہ سکول ماسٹر رہے اور پھر پولیس میں بھرتی ہو گئے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے حکم پر پولیس کی ملازمت چھوڑ دی اور حضرت کی غلامی میں ہی رہتے تھے۔

۱۹۱۶ء میں گیارہ برس کی عمر میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے شرف بیعت حاصل کیا۔ تمام عمر پابند صوم وصلوٰۃ رہے۔ نو سال کی عمر سے ہمیشہ باوضو رہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ پولیس کی ملازمت ترک کرنے کے بعد آپ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی خدمت بابرکت میں رہنے لگے تھے۔ بعد ازاں فوج میں بطور کلرک بھرتی ہو گئے۔ اور ۲۴ سال بحسن وخوبی اپنے فرائض کی بجا آوری کے بعد ۱۹۶۳ء میں بطور حوالدار کلرک پنشن حاصل کی۔ ۱۹۶۵ء میں بھارت نے پاکستان پر اچانک حملہ کر دیا تو آپ کو پھر بلا لیا گیا۔ ۱۹۶۷ء میں دوبارہ فارغ ہو کر گھر آئے اور ۱۹۶۸ء میں کھاد فیکٹری داؤد خیل ضلع میانوالی میں کلرک بھرتی ہو گئے اور تادم زیست اپنی خدمات انجام دیتے رہے۔

آپ کی پابندی شریعت، راست گوئی، راستبازی و دیگر گونا گوں خوبیوں کے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پیش نظر حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو شرف خلافت سے بھی نوازا تھا۔ لیکن آپ نے تمام عمر کسی کو بیعت نہیں کیا۔ اس سلسلے میں آپ کے صاحبزادے نائیک عزیز احمد راوی ہیں کہ

''ایک مرتبہ میں نے والد صاحب سے پوچھا کہ جب آپ کو حضرت قبلہ عالم سرکار علی پوری سے خلافت حاصل ہے تو پھر آپ بیعت کیوں نہیں لیتے۔ اس پر آپ نے ارشاد کیا، ٹھیک ہے کہ مجھے خلافت حاصل ہے لیکن میں نے حضرت قبلہ عالم سے سن رکھا ہے کہ ''جس پیر میں اتنی طاقت نہ ہو کہ وہ ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر اپنے مرید کو نہیں دیکھتا اور نہیں سنبھالتا، اس کے ہاتھ پر بیعت حرام ہے''۔ لہذا میں اپنے اندر اتنی طاقت نہیں پاتا۔ اس لیے کسی کو بیعت نہیں کرتا''۔

آپ صحیح معنوں میں ''فنافی الشیخ'' تھے۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیالکوٹ و قصور میں تازیست نظم و نثر میں عشق رسول ﷺ اور محبت شیخ کا اظہار فرماتے رہے۔ ذیل میں ان کا ایک قصیدہ در شان ''علی پور سیداں شریف'' نقل کیا جاتا ہے جس کے ایک ایک لفظ سے عشق و محبت کے دھارے بہتے نظر آتے ہیں۔

مجھے دین و دنیا سے پیارا علی پور
کہ ہے میری آنکھوں کا تارا علی پور
علی پور میں ایک پور علیؓ ہے
اسی سے ہوا آشکارا علی پور
نہیں کوئی میرا مصیبت میں ساتھی
اگر ہے تو ہے سہارا علی پور

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مرے پیرو مرشد ہیں واں جلوہ افگن
تبھی تو بنا ماہ پارا علی پور
زمانہ تمام ان کے گن گا رہا ہے
کہ ہے میر ملت دلارا علی پور
یہ ہے مبدا فیض سر ہندو تیراہ
شہہ نقشبندی کا تارا علی پور
ہوئی شانِ چورہ دوبالا یہاں سے
کہ ہے بابا جی کو بھی پیارا علی پور
علی پور مسکن ہے آل نبیؐ کا
علیؓ کا بھی ہے ماہ پارا علی پور
ہے ممتازؔ کا تو یہ ملجا و ماوا
بلا شک ہے قسمت کا تارا علی پور

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کی ضیافت طبع کے لیے ایک اور قصیدہ درج کر دوں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے پیرو مرشد کے عشق میں کس قدر بے خود تھے۔

مجھے اپنے در پر بلا شہہ جماعت
میرے دل کی حسرت مٹا شہہ جماعت
ترے در پہ عاشق کھڑے دست بستہ
میں تڑپوں گا اس جا پڑا شہہ جماعت
ترے سچے زائر تو پہنچیں گے آخر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مجھے بھی خدا را بلا شہہ جماعت

میرے دل نے ٹھانی ہے پہنچوں علی پور

ترا چاہیئے آسرا شہہ جماعت

تیرے عشق نے اب بنایا ہے بے خود

گلے سے تو مجھ کو لگا شہہ جماعت

تصور میں تیرے ہی رہتا ہوں اکثر

مگر چاہیئے اب لقا شہہ جماعت

بنایا ہے دیوانہ الفت نے تیری

ذرا اور یہ مے پلا شہہ جماعت

میں رو رو کے تکتا ہوں آب راہ تیری

مجھے بھی تو سینے لگا شہہ جماعت

فوج سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ کو چک نمبر ۱۰ ایم ایل ضلع میانوالی میں حکومت کی طرف سے ایک مربعہ زمین ملی تھی، لہذا یہیں مستقل رہائش اختیار کرلی کاشتکاری کے ساتھ ساتھ داؤد خیل کھاد فیکٹری میں بطور کلرک ملازمت بھی کر رہے تھے کہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ مطابق ۷ رجون ۱۹۶۹ء بروز نماز عصر ادا کرتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون . چک نمبر ۱۰ ایم ایل ضلع میانوالی میں ہی آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔ تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیوں یادگار چھوڑیں۔ نعتوں اور قصائد کا ایک قلمی مجموعہ یادگار ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''کرامات امیر ملت'' از بخشی مصطفیٰ علی خاں مطبوعہ کراچی ۱۹۶۵ء ص ۳۵۔

۲۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور بابت اپریل مئی ۱۹۶۳ء ص ۵۳۔ ستمبر ۱۹۶۳ء ص ۱۶ اکتوبر نومبر ۱۹۶۹ء ص ۲۴۔

۳۔ مکتوب گرامی صاحبزادہ نائیک عزیز احمد خاں بنام مؤلف محررہ ۱۹ اگست ۲۹ ستمبر ۱۹۷۶ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پیر سید ولائیت شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۸۸ء ۱۹۷۰ء

پیر سید ولایت شاہ بن عارف ربانی سید احمد شاہؒ کی ولادت ۱۸۸۸ء میں رانیوال سیداں ضلع گجرات (پنجاب، پاکستان) میں ہوئی۔ شجرۂ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن جنڈ شریف سے حفظ قرآن کر کے گجرات تشریف لا کر استاذ العلماء مولانا غلام حیدر فتو پورہ گجرات سے دینی اور قاری غلام نبی آف للہ شریف سے قرآت و تجوید کی کتابیں پڑھیں۔ پھر درس نظامی، تفسیر و حدیث اور فقہ میں مزید ید طولیٰ حاصل کرنے کے لیے مولانا غلام محمد گھوٹوی (۱۸۸۶ء۔۱۹۷۸ء) شیخ الجامعہ آف جامعہ اسلامیہ بہاولپور (جامعہ نعمانیہ لاہور) کی خدمت میں حاضر ہو کر زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ اور سند فراغت حاصل کی۔

حصول تعلیم کے بعد مسجد خضریہ اندرون شاہدولہ چوک گجرات میں قرآن پاک کا درس کھولا۔ بعد ازاں ۱۸۔۱۹۱۷ء میں مسجد حاجی پیر بخش مرحوم میں باقاعدہ مدرسہ تعلیم القرآن جاری کیا۔ لیکن ابھی آپ صرف قرآن پاک ہی حفظ کراتے تھے۔ بعد میں اپنے پیر و مرشد حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے ارشاد گرامی پر مدرسہ انجمن خدام الصوفیہ قائم کیا جو آج تک جاری و ساری ہے اور ہزار ہا تشنگان علم یہاں آ کر اپنی علمی پیاس بجھا چکے ہیں

۱۹۱۵ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست حق پر بیعت کی اور پھر دل و

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جان سے مرشد کامل کے ارشادات کو عملی جامہ پہنایا۔ اسی وجہ سے حضرت اقدس آپ پر خصوصی نظر فرماتے تھے۔ اور بڑے فخر سے فرمایا کرتے تھے کہ:

"میں نے گجرات میں ایک ایسا خوشبودار پودا لگایا ہے جس کی خوشبو سے ساری دنیا مہک اٹھے گی۔"

۱۲ مئی ۱۹۳۹ء کو بر موقع سالانہ اجلاس انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں آپ کو خلافت عظمیٰ میں سے نواز کر خلق خدا کی روحانی تربیت کی ہدایت فرمائی۔ اور اپنے دست اقدس سے دستار خلافت باندھ کر سلسلہ عالیہ کی تبلیغ و ترویج کا حکم دیا۔

آپ مسجد حاجی پیر بخش مرحوم میں خطبہ جمعۃ المبارک بھی دیا کرتے تھے۔ ارد گرد کے علاقوں تبلیغی جلسوں کا اہتمام کر کے فرقہ ہائے باطلہ کی سرکوبی میں بھی وافر کام کیا۔ آپ کا طرز بیاں نہایت سادہ، بااثر اور پروقار ہوتا تھا۔ ایک دفعہ "انجمن حزب الاحناف لاہور" کا سالانہ جلسہ تھا جس کی صدارت حضرت امیر ملت قدس سرہ فرمارہے تھے اور جلسہ میں مندرجہ ذیل مشاہیر اہلسنت جلوہ افروز تھے۔ سید علی حسین اشرفی کچھوچھوی المعروف اشرف میاںؒ (۱۸۴۰ء۔۱۹۳۶ء) شاہ حامد رضا خاں بریلویؒ (۱۸۷۵ء۔۱۹۴۲ء) صدرالا فاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ (۱۸۸۳ء۔۱۹۴۸ء) مولانا حشمت علی خاں لکھنویؒ (۱۹۰۲ء۔۱۹۶۰ء) مولانا قطب الدین برہمچاریؒ (۱۸ء۔۱۹۳۲ء) اور مولانا خلیل داس وغیرہم، آپ نے اس جلسہ میں ایسی پراثر تقریر فرمائی کہ تمام اکابر علماء کو وجد آگیا اور آنکھیں پر نم ہوگئیں۔ جذب و مستی کے اس عالم میں مولانا حشمت علی خاں لکھنویؒ اپنے تکیے سے اچھلے اور فرمایا:

"کاش! آج میں پنجابی جانتا ہوتا۔"

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

گونا گوں علمی مصروفیات کے باوجود آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی معیت میں تحریک خلافت، تحریک شہید گنج اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے سید محمود شاہ ؒ (۱۹۲۲ء۔ ۱۹۸۷ء) تو مسلم لیگ کے باقاعدہ ممبر تھے۔

جنہوں نے تحریک پاکستان میں بے مثال قربانیاں دیں اور قید و بند کی صعوبتوں سے بھی نبرد آزما ہوئے اور تازیست جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے ''نظام مصطفےٰ'' کے نفاذ اور ''مقام مصطفےٰ ﷺ'' کے تحفظ کے لیے سر دھڑ کی بازی لگائے رہے۔

پیر ولایت شاہ ؒ نے گجرات میں ایک عالی شان مسجد ''مسجد شاہ ولایت'' کے نام سے بنوائی جو بہت خوبصورت اور بڑی خصوصیات کی حامل ہے۔ آپ سادہ خوراک کھاتے اور لباس بھی سادہ زیب تن فرماتے تھے۔ عشق رسول ﷺ تو آپ کی رگ و پے میں سمایا ہوا تھا۔ حضور سید عالم علیہ التحیۃ والثناء کا نام سنتے ہی آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں اس بات کا مشاہدہ راقم الحروف نے بھی اکتوبر ۱۹۶۴ء میں جمعیت اہل سنت سرگودھا کے اجلاس میں کیا تھا۔ آپ نے اپنی تمام زندگی اپنے پیر طریقت حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے نقش قدم پر چل کر گزار دی۔ پاکستان کے طول و عرض میں آپ کے مریدوں اور عقیدتمندوں کا جال بچھا ہوا ہے۔

آپ کی رحلت ۲۶ جمادی الاول ۱۳۹۰ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۷۰ء بروز جمعۃ المبارک بحالت نماز سنت ہوئی اور اپنی بنا کردہ ''مسجد شاہ ولایت'' میں دفن ہوئے۔ نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے سید احمد شاہ (۱۹۳۲ء۔ ۱۹۸۱ء) نے پڑھائی۔

ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور نے اپنے شمارہ اگست ستمبر ۱۹۷۰ء ص ۷ پر آپ کو یوں خراج تحسین پیش کیا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

"مولانا الحاج واعظ خوش بیاں خطیب ذیشاں صوفی کامل واکمل پیر طریقت اعلیحضرت پیر سید ولایت شاہ صاحب نقشبندی گجراتی خلیفہ اعظم حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علیشاہ علی پوری قدس سرہ، گزشتہ ماہ جولائی میں اس دار فانی سے انتقال فرما گئے۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ اپنے نزدیک ان کے مراتب کو بلند فرمائے۔ مرحوم اپنے زمانہ کے اولیا اللہ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے ساری عمر دین کی خدمت اور تبلیغ اسلام میں گزاردی۔ بدمذہبوں کے ساتھ کامیاب مناظرے کیے مؤثر وعظ فرما کر ہزاروں قلوب کو ہدایت کی روشنی بخشی آپ کی ذات مجمع صفات حسنہ اور خلق کا مجسمہ اور منبع فیوضات اور معدن برکات تھی۔ زہد وریاضت آپ کا شعار تھا۔ اتقاء و پارسائی کی دلکش تصویر تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب کو جنت کے بلند مقام میں جگہ دے۔ آمین۔"

ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ نے بھی اپنی اشاعت اگست ۱۹۷۰ء ص ۳ پر ہدیہ عقیدت کا اظہار کیا۔

"۲۶ جمادی الاولیٰ مطابق ۳۱ جولائی بروز جمعہ پیر طریقت مولانا الحاج سید ولایت علی شاہ صاحب گجراتی کے انتقال فرمانے کی افسوس ناک خبر وصول ہوئی۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون

حضرت شاہ صاحب، صاحب علم وفضل، زاہد و عابد اور بڑے متواضع و منکسر المزاج بزرگ تھے۔ آپ کا انداز رقت انگیز اور وعظ شریف پند ونصائح پر مشتمل ہوتا تھا۔ آپ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و مرید صادق تھے۔ اور آپ کو اپنے پیر خانہ سے بڑی عقیدت ولگاؤ تھا۔ اور اپنے شیخ کی زیر قیادت تحریک پاکستان میں مجاہدانہ کردار ادا کیا تھا۔ دعا ہے کہ مولا تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ کے جملہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

متعلقین کو حسن عقیدہ و حسن عمل میں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ نماز جمعہ پڑھنے کے دوران آپ کا انتقال ہوا۔

کیپٹن محمد رمضان تبسم قریشی قلعہ داری گجراتیؒ (۱۸۹۹ء۔۱۹۷۳ء) نے یہ قطعہ تاریخ وصال کہا۔

چوں گزشتہ روح صوفی از فنا
بر در جنت بدیدہ اولیاء
مرحبا گفتند و استقبال کرد
"متقی سید ولایت شاہ بیا" ۱۳۹۰ء

حضرت ابو الطاہر فدا حسین فداؔ ایڈیٹر ماہنامہ "مہر و ماہ" لاہور نے بھی تاریخ کہی۔

سید پاکباز دھر فانی سے
آج رخصت بسوئے جنت ہے
آلیا مرگ ناگہاں نے انہیں
نقش ہر دل پہ جن کی عظمت ہے
وہ خداا و رسولؐ کے شیدا
مفتخر جن پہ دین و ملت ہے
یاد بھی ان کی اہل دل کے لیے
رہنمائے راہ حقیقت ہے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کیوں نہ غمگیں ہوں حامد و محمود
اٹھ گیا سر سے ظل شفقت ہے
فیض عشق نبی ﷺ کے جلووں سے
بقعہ نوران کی تربت ہے
بولا ہاتف سن وصال فدا
"کہہ دو رحلت شہہ ولایت ہے" ۱۳۹۰ھ

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے سید محمود شاہ (۱۹۲۲ء۔۱۹۸۷ء) سجادہ نشین ہوئے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے سید سعید احمد شاہ سجادہ نشین ہوئے جو تا حال مسند سجادگی پر فروکش ہیں۔

ماخذ

۱۔ "حیات شاہ ولایت" از سید محمد یونس شاہ کاظمی مطبوعہ گجرات ۱۹۷۲ء ص ۲۲، ۳۰۔

۲۔ "نقش حیات" از پروفیسر وقار حسین طاہر مطبوعہ گجرات ۱۹۷۸ء ص متعدد صفحات

۳۔ "تذکرہ شہ ولایت" از محمد نواز شاہد مطبوعہ گجرات ۱۹۸۰ء متعدد صفحات

۴۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۵۷۔

۵۔ "تذکرہ شہہ جماعت" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۴۷۔

۶۔ "اکابر تحریک پاکستان" جلد اول از محمد صادق قصوری مطبوعہ گجرات ۱۹۷۶ء ص ۲۴۹۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۷۔ ''تذکرہ مشائخ نقشبندیہ'' از مولانا نور بخش توکلی (تکملہ از محمد صادق قصوری) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۵۸۵۔

۸۔ ''وفیات مشاہیر پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۳۰۹

۹۔ ''خفتگان خاک گجرات'' از ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ مطبوعہ گجرات ۱۹۹۶ء ص ۲۹۰ تا ۲۹۲۔

۱۰۔ ''گجرات تاریخ کے آئینے میں'' از ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ مطبوعہ گجرات ۱۹۹۶ء ص ۲۹۰ تا ۲۹۲۔

۱۱۔ ''معدن التواریخ'' از ابوالطاہر فدا حسین فداؔ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۲ء ص ۲۹

۱۲۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیالکوٹ بابت مئی ۱۹۳۹ء ص ۱۴۔

۱۳۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور بابت اگست ستمبر ۱۹۷۰ء ص ۷۔

۱۴۔ ماہنامہ ''رضائے مصطفےٰ'' گوجرانوالہ بابت اگست ۱۹۷۰ء ص ۳۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ملک سرور خاں کوہاٹی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۶۰ء ---------- ۱۹۷۰ء

ملک سرور خاں بن ملک لطیف خاں کی ولادت ۱۸۶۰ء میں موضع میر احمد خیل متصل کوہاٹ چھاؤنی میں ہوئی۔ آپ بڑے متقی، پرہیزگار، اور صالح شخص تھے۔ زبردست نعت خوان اور میر مجلس میلاد شریف تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے سچے عاشق اور جاں نثار مرید تھے۔ عرس شریف پر کھانا کھلانے اور پانی بھرنے کا انتظام آپ کے ذمہ ہوتا تھا۔ بڑے منتظم شخص تھے۔ جب بھی حضرت امیر ملت قدس سرہ، کو کوہاٹ کی دعوت دینی مقصود ہوتی تو علی پور شریف حاضر ہو جاتے اور کئی کئی ہفتے حضرت اقدس کے ساتھ سفر و حضر میں حاضر رہ کر خدمت کرنے کی سعادت حاصل کرتے اور آخر کار حضرت کو ہمراہ لے کر واپس کوہاٹ جاتے۔ اور بڑی تندہی اور جانفشانی سے حضرت کی خدمت کرتے۔ سفر و حضر میں نعت خوانی سے حضرت کو شادکام کرتے۔

۱۲ مئی ۱۹۳۹ء کو سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں کے موقعہ پر حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا۔ حصول خلافت کے بعد آپ نے کوہاٹ کے علاقہ میں سلسلہ عالیہ کی بہت خدمت کی۔ یاران کوہاٹ آپ سے کامل محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ اور آپ بھی ان کے احوال کی اصلاح میں پوری توجہ دیتے تھے۔ آپ کی آواز میں بلا کا سوز تھا۔ جب خوش آوازی اور شیریں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

بیانی سے میلاد و نعت پڑھتے تو سامعین پر وجد طاری ہو جاتا۔

آپ کی رحلت ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۰ء مطابق ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۹۰ء بروز منگل کوہاٹ میں ہوئی اور وہیں آخری آرام گاہ بنی۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ھ ص ۷۴۰۔

۲۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ جون ۱۹۳۷ء ص ۲۲، مئی ۱۹۳۹ء ص ۱۳۔

۳۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور بابت دسمبر ۱۹۷۰ء ص ۳۰۔

۴۔ مکتوب گرامی حاجی میاں احمد مرحوم بنام مؤلف از کوہاٹ محررہ ۲۱ مئی ۱۹۷۷ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید سعید شاہ بنوری کوہاٹی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۹۳ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۷۰ء

حضرت پیر سید سعید شاہ بن سید اعظم شاہ کی ولادت باسعادت ۱۸۹۳ء میں خانوادۂ سادات بنوری سکنہ گڑھی بنوریاں کوہاٹ میں ہوئی۔ گورنمنٹ ہائی سکول کوہاٹ سے ابھی مڈل تک تعلیم حاصل کی تھی کہ والد گرامی کی رحلت ہوگئی۔ اور تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ والد گرامی کی چھوڑی ہوئی جائیداد کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کرتے رہے۔ عالم شباب میں ہی حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست حق پر بیعت کر لی تھی۔ اور پچیس برس کی عمر میں مرشد گرامی کی معیت میں حج بیت اللہ و زیارت روضہ رسول اللہ ﷺ سے مشرف ہوئے۔ جب آپ روحانیت کی منازل طے کر چکے تو ۱۲ مئی ۱۹۳۹ء بروز جمعۃ المبارک بر موقعہ سالانہ جلسہ علی پور سیداں حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو دستار خلافت سے نوازا اور خلق خدا کی روحانی تربیت کا حکم فرمایا۔

آپ نے تحریک ہجرت، تحریک خلافت اور تحریک مسجد شہید گنج میں نمایاں کردار ادا کیا۔ فروری ۱۹۳۸ء میں کوہاٹ میں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی۔ مولانا شوکت علی (۱۸۷۲ء۔۱۹۳۸ء) مسلم لیگ کی تنظیم کے سلسلے میں صوبہ سرحد کے دورے پر آئے تو آپ نے پشاور جا کر انہیں اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا اور کوہاٹ آنے کی دعوت دی۔ مولانا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شوکت علی کوہاٹ تشریف لائے اور آپ کے ہاں مقیم ہوئے۔ مسجد حاجی بہادرؒ میں ایک عظیم الشان جلسے کا اہتمام کیا گیا جس سے مولانا شوکت علی نے خطاب کیا اور آپ کو کوہاٹ مسلم لیگ کا صدر چنا گیا۔ یہ وہ دور تھا کہ لوگ مسلم لیگ میں شامل ہونے سے ہچکچاتے تھے۔ آپ نے مسلم لیگ کے پیغام کو گھر گھر پہنچانے کے لیے انتھک جدو جہد کی اور کسی بھی قسم کی مالی و جانی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ تمام صوبہ سرحد کا طوفانی دورہ کیا اور اپنی شعلہ نوائی سے صوبہ سرحد کو مسلم لیگ کا ناقابل تسخیر قلعہ بنا دیا۔

آپ بڑے بے باک اور جادو بیاں مقرر تھے۔ بلا خوف اور بلا دھڑک حق کی بات کہہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ کوہاٹ میں مولانا ظفر علی خاں (۱۸۷۲ء۔ ۱۹۵۶ء) اور احراری لیڈر سید عطاء اللہ شاہ بخاری (۱۸۹۱ء۔ ۱۹۶۱ء) جیسے مقرروں کو بھرے جلسے میں دوران تقریر ہی ڈانٹ دیا اور وہ تقریر جاری نہ رکھ سکے۔

صوبہ سرحد میں احراریوں اور سرخپوشوں کے زور کو توڑنے کے لیے اپنی تمام تر مساعی صرف کر دیں۔ بنوں، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، مردان، ہزارہ اور پشاور کے علاقوں میں خصوصی دورے کر کے ''مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ'' کا نعرہ مستانہ بلند کیا جس کے نتیجے میں مسلم لیگ عوام و خواص کے دلوں کی دھڑکن بن گئی۔ مسلم لیگ نے جب صوبہ سرحد میں سول نافرمانی کی تحریک کا آغاز کیا تو آپ نے ان سب مشکلات و مصائب کا بڑی جرأت و شجاعت سے مقابلہ کیا اور قائداعظم اور مسلم لیگ کے پیغام کو کوچہ کوچہ اور قریہ قریہ پہنچانے کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ اس سلسلے میں حضرت قائداعظمؒ نے آپ کو تعریف و ستائش کے جو خطوط لکھے وہ آپ کی ان تھک جدو جہد کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

تحریک سول نافرمانی کے دوران آپ نے اپنے رضا کاروں کو ساتھ لے کر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کوہاٹ کی سرکاری عمارتوں سے یونین جیک اتار کر مسلم لیگ کا سبز ہلالی پرچم لہرایا۔ تحریک پاکستان کے دوران دو دفعہ گرفتار ہوئے۔ ایک دفعہ ایک تقریر کے سلسلے میں چھ ماہ کے لیے قید کیا گیا جبکہ دوسری دفعہ مئی ۱۹۴۷ء میں جب آپ نے اپنے ساتھیوں فضل کریم آصف ایڈوکیٹ سید قاموس شاہ ایڈوکیٹ، رسول شاہ بخاری ایڈوکیٹ اور آغا حسین وغیرہم کے ساتھ کوہاٹ کچہریوں پکٹنگ کی، گرفتار کر کے چھ ماہ کیلیے نظر بند کر دیا گیا۔

آخر کار دوسرے سب مسلم لیگیوں کی طرح آپ کی قید و بند کی صعوبتیں بھی رنگ لا کر رہیں اور انگریز کو برصغیر سے اپنا بوریا بستر گول کرنا پڑا اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کا وہ تاریخی لمحہ آپہنچا جب وطن عزیز پاکستان دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے مخلص روحانی فرزند اور مسلم لیگ کے اس جری رہنما کی زندگی کے سب سے قیمتی اور یادگار لمحے وہ تھے جب ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو رہائی کے بعد قلعہ کوہاٹ پر سبز ہلالی پرچم لہرایا۔ چونکہ آپ ۱۹۳۸ء سے تا قیام پاکستان، مسلم لیگ کے ضلعی صدر رہے تھے۔ اس لیے یونین جیک اتروا کر اس کی جگہ پاکستان کا سبز ہلالی پرچم لہرانے کی سعادت آپ کے مبارک ہاتھوں کو نصیب ہوئی۔ اس روز انسانوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جو اس پر مسرت تقریب کا نظارہ کرنے کے لیے وہاں جمع تھا۔ پاک فوج کے دستے نے آپ کو سلامی دی اور آپ نے ''نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر'' اور ''پاکستان زندہ باد'' کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں پرچم پاکستان کو اپنے وطن کی آزاد فضاؤں میں پہلی بار لہرایا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ اسلامی نظام کے قیام کے لیے جدوجہد میں مصروف رہے لیکن حضرت قائد اعظمؒ کے اصرار کے باوجود نہ تو کوئی سرکاری عہدہ قبول کیا اور نہ ہی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اپنے نام کوئی جائیداد وغیرہ الاٹ کرائی۔ آپ کی تمام جدوجہد بے غرض اور بے ریا تھی۔ آپ نے سب کچھ اپنے پیرو مرشد حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے فرمان کے مطابق کیا۔ آپ کی تمام زندگی ”نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پرواہ کی آئینہ دار تھی۔

حضرت قائداعظمؒ کی رحلت کے بعد دوسرے مخلص مسلم لیگیوں کی طرح آپ کو بھی گوشہ گمنامی میں دھکیل دیا گیا۔ زندگی کے آخری سالوں میں آپ بینائی سے محروم ہو جانے کی وجہ سے قومی سیاست سے کنارہ کش ہو گئے اور یادِ الٰہی اور مسلمانوں کی روحانی تربیت و ترقی میں مصروف ہو گئے۔ آخر سادات بنوری کا یہ روشن چراغ مذہب و ملت کی گرانقدر خدمات سرانجام دینے کے بعد ۲۸ شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء بروز جمعرات بجھ گیا لیکن اپنے پیچھے اجالے چھوڑ گیا۔

آپ کی رحلت پر حضرت صابر براری ثم کراچویؒ نے قطعہ تاریخ کہا۔

دنیا سے چل دیئے ہیں جو آج وہ بزرگ
بنوریاں کے صاحب جاہ و جلال تھے
جھیلی ہیں قیدو بند کی بے حد صعوبتیں
دشمن کے حق میں ارض وطن کی وہ ڈھال تھے
تعریف کی ہے قائد اعظمؒ نے آپ کی
وہ سر فروش لیگ عدیم المثال تھے
سالِ وفات اُن کا اے صابرؔ یہ صاف لکھو
”سید سعید شاہ رفیع کمال تھے“ ۱۳۹۰ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ’’سیرت امیر ملت‘‘ مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۳۷۔

۲۔ ’’قائداعظم اور سرحد‘‘ از عزیز جاوید مطبوعہ پشاور ۱۹۷۰ء ص ۴۵۰ تا ۴۵۴۔

۳۔ ’’وفیات مشاہیر پاکستان‘‘ از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۸۹۔

۴۔ ’’تاریخ رفتگاں‘‘ جلد سوم از صابر براری مطبوعہ کراچی ۲۰۰۰ء ص ۸۲۔

۵۔ ’’تحریک پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ‘‘ از پروفیسر محمد شفیع صابر مطبوعہ پشاور ۱۹۹۰ء ص ۹۱، ۱۰۵، ۱۳۵، ۳۱۶۔

۶۔ ’’قائداعظم اور صوبہ سرحد‘‘ از پروفیسر محمد شفیع صابر مطبوعہ پشاور ۱۹۷۶ء ص ۲۴۹۔

۷۔ ’’قافلہ آزادی‘‘ از مفتی راشد علوی مطبوعہ پشاور ۱۹۸۸ء ص ۱۴۹۔

۸۔ ’’انسائیکلوپیڈیا تحریک پاکستان‘‘ از اسد سلیم شیخ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء ص ۵۴۰، ۷۹۳۔

۹۔ ماہنامہ ’’انوار الصوفیہ‘‘ سیال کوٹ مئی ۱۹۳۹ء ص ۱۳۔

۱۰۔ ماہنامہ ’’انوار الصوفیہ‘‘ قصور دسمبر ۱۹۷۰ء ص ۳۰۔

۱۱۔ ہفت روزہ ’’ہمدم‘‘ کوہاٹ بابت ۱۴ دسمبر ۱۹۷۰ء ص ۱۔

۱۲۔ مکتوب گرامی حاجی میاں احمد مرحوم از کوہاٹ بنام مؤلف محررہ ۲۱ مئی ۱۹۷۷ء۔

۱۳۔ مکتوب گرامی سید اظہار سعد بنوری ایڈوکیٹ کوہاٹ بنام مؤلف محررہ یکم اپریل، ۱۶ اپریل، یکم مئی ۱۹۸۹ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حکیم خادم علی سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۶۶ء ـــــــــــ ۱۹۷۱ء

حضرت حکیم خادم علی بن حکیم احمد دین بن علامہ غلام محمد قادری بن حکیم حافظ محمد عظیم کی ولادت مبارک ۱۸۶۶ء میں کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ ہوئی۔ آپ حافظ قرآن، علوم دینیہ میں علامہ زمان، طب میں فخر روزگار اور شعر و شاعری میں با کمال تھے۔ بیعت و خلافت حضرت حافظ عبدالکریمؒ (۱۸۴۸ء ـ ۱۹۳۵ء) عیدگاہ شریف راولپنڈی سے تھی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے بھی خلافت کی نعمت عظمیٰ کا شرف حاصل تھا۔ قادر الکلام خطیب اور بے مثل شاعر تھے۔ سات سال کی عمر میں والد گرامی کے سایہ سے محروم ہو گئے تھے۔

پرائمری کے بعد برادر اکبر حکیم حامد علی سے علم طب،، فقہ، منطق، تفسیر و حدیث سیکھی۔ پھر لاہور جا کر معروف طبیب مفتی سلیم اللہ سے طب میں مزید استفادہ کیا۔ علم عروض و شاعری میں مولانا عبدالقادر ہزاروی سے تلمذ کیا۔ پھر کوٹلی لوہاراں سے نقل مکانی کر کے سیالکوٹ میں مستقل رہائش اختیار فرمالی۔ آپ کی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا حصہ کوٹلی لوہاراں میں گزرا۔ دوسرا داتا کی نگری میں اور تیسرا تا وصال سیالکوٹ میں۔ پہلے دو حصے حصول فیض میں گزرے اور آخری حصہ تقسیم فیض میں۔

آپ نے اپنی بزرگی پر پردہ ڈال رکھا تھا۔ غریب پرور اور وفا شعار تھے۔ حکیم

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

عبداللہ صاحب سکھ مذہب چھوڑ کر آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ ان کی وفات کے بعد طویل عرصہ تک ان کے مطب واقع اڈا شہباز خاں پر تشریف لے جاتے اور مریضوں کو نسخے لکھ کر دیتے رہے تا کہ حکیم عبداللہ مرحوم کا مطب چلتا رہے اور بچوں کی کفالت ہوتی رہے۔

آپ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے طبیب خاص تھے۔ حضرت اقدس جب بھی علیل ہوتے تو آپ روزانہ بلاناغہ سیال کوٹ سے علی پور سیداں حاضر ہو کر علاج معالجہ میں سرگرم رہتے تھے اور اگر ضرورت ہوتی تو رات کو بھی ٹھہر جاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ''اگر مجھ سے قیامت میں سوال ہوا کہ تو نے دنیا میں کیا کام کیا؟ تو میں عرض کروں گا کہ تیرے ایک بندے کی نبض دیکھی ہے اور میری نجات کے لیے اتنا ہی کافی ہوگا''

آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی شان میں بہت سے قصیدے لکھے مگر مندرجہ ذیل قصیدے کو شہرت بقائے دوام حاصل ہوئی۔

جماعت علی شاہ فرخ نہاد
کہ مانند اُو بطنِ گیتی نزاد
مطیع رسول و مطاع جہاں
بذکرِ خداوند رطب اللسان
سر خیل حجاج بیت الحرام
بلب تلبیہ آب زمزم بجام
حضور پیمبر شدہ بارہا
بقلبش ازاں نور انوار ہا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کلامِ خدارا میں سینہاش
ہے مخلصاں وقف گنجینہ اش
چناں نسبتش بد بخیر انورئ
کہ ہر گز نگشتے ز سنت جدا
بر بزم احبا بسے مہرباں
بر رزم مخلاف چو شیر ژیاں
عدو را مطابق بہ تدبیر کرد
دل اہل آفاق تسخیر کرد
ز نورش بسے سینہ ہا مستنیر
بباطن فقیر و بظاہر امیر
نرفت از درش ہیچ نا کامیاب
عیاں فیض او صورت آفتاب
شد از صحبتش مرد غفلت شعار
حقیقت شناس و تہجد گزار
ہمہ را با یثار ترغیب دادہ
بہ ہر کس در مہربانی کشاد
شریعت مدار و طریقت پناہ
حقیقت رس و معرفت درسگاہ
جہاں گشت از بہر تبلیغ دیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

در آورد لہا بزیر نگیں
سیاست بتائید او بہر مند
شدہ قوم از ہمتش سر بلند
بسادہ بیاں کشف اسرار کرد
بسے گنج بر خلق اظہار کرد
در اوصاف پاکش دلیرانہ گو
کہ بد خوئی ہر گز نبود اندرو
بہ دُنیا چوں ابرِ بہاراں گذشت
خراماں و رخشاں و باراں گذشت
ز دارِ فنا شد بدار البقاء
نبا ید زما ہدیہ جز دعا
برو حش خدا وند رحمت کند
بجنت مقامِ بلندش دہد

آپ کی رحلت ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۷۱ء بروز ہفتہ ہوئی۔ پچاس ہزار سے زائد لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جس سڑک پر آپ قیام فرما تھے۔ اس سڑک کا نام ''حکیم خادم علی روڈ'' رکھ دیا گیا ہے۔ ہر سال آپ کا عرس مبارک بڑے تزک واحتشام سے منایا جاتا ہے۔ آپ کی متعدد تصانیف بھی شائع ہو چکی ہیں۔

مشہور زمانہ طبیب اور فاضل حکیم سید علی احمد نیر واسطیؒ (۱۹۰۱ء۔۱۹۸۲ء) نے آپ کی رحلت پر ماہنامہ ''نباض'' لاہور ستمبر ۱۹۷۱ء صفحہ ۷ پر اپنے تاثرات کا یوں اظہار کیا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

"راقم الحروف نے گذشتہ اگست کے آخری ہفتے کے چند دن سوات میں گزارے واپسی پر معلوم ہوا کہ طب قدیم کی عظیم یادگار جسے حکیم خادم علی کے نام سے یاد کیا جاتا تھا، بھی ہم سے چھن گئی"

سرزمین سیالکوٹ نے جہاں شاعری میں اقبالؔ کو جنم دیا۔ وہاں طب میں حکیم خادم علی جیسی عظمت کو پیدا کیا۔ حکیم خادم علی رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل میں کمال کے علاوہ تصوف، شعروادب میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی فیاضیوں نے وہ تمام خصوصیتیں مرحوم میں جمع کردی تھیں جو آج سے چند سو سال پہلے ہماری قوم میں پائی جاتی تھیں۔

سنا ہے کہ حکیم صاحب نے سو سال سے زائد عمر پائی لیکن ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ یہ مدت چشم زدن میں گزر گئی اور ہم اسلاف کی اس دولت مستعجل سے کچھ بھی استفادہ نہ کرسکے۔ آج آپ کی وفات سے نہ صرف سیالکوٹ ہی میں اندھیرا چھا گیا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں علم وحکمت کی آخری شمع کے پروانے کی وہ خاکستر بھی نذر حوادث ہوگئی جو رونق محفل کی آخری یادگار تھی۔ آہ

تا سحر وہ بھی نہ چھوڑی تو نے اے باد صبا!
یادگار رونق محفل تھی پروانے کی خاک

زبدۃ الحکماء حکیم آفتاب احمد قریشی (۱۹۶۵ء۔۱۹۸۱ء) نے ماہنامہ "مجلہ طبیہ" لاہور بابت اکتوبر ۱۹۷۱ء صفحہ ۵ تا ۶ پر یوں خراج عقیدت پیش کیا۔

"وہ بلاشبہ اس دور کے قطب تھے۔ ان سے لاکھوں انسانوں نے فیض پایا۔ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ جو بھی دعا کرتے بارگاہ ایزدی میں شرف قبولیت حاصل کرتی۔ وہ مرد مومن تھے ان کی نگاہ تقدیر کو بدل دیتی تھی۔ ان کی ذات سے بے اختیار کرامتیں صادر ہوا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کرتی تھیں ۔ وہ چشمہ فیض تھے ۔ جس سے لاکھوں انسان شاد کام ہوئے اس کے باوجود انہوں نے بہت کم حضرات کو بیعت کیا۔ فخر سیال کوٹ حکیم خادم علی فرمایا کرتے تھے۔ ''میں خود گناہ گار انسان ہوں دوسروں کے بوجھ اٹھانے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے''۔

راس الاطباء حکیم خادم علی طب میں یگانہ حیثیت کے حامل تھے۔ مریض کا معائنہ کرتے تو مریض کا ماضی، حال اور مستقبل ان پر روشن ہو جاتا۔ وہ اصل مرض کی نشاندہی کرتے ۔ ان کی انگلیوں پر سو سو تھرمامیٹر قربان تھے ۔ وہ صاحب کمال تھے ۔ غریبوں اور یتیموں سے انہیں دلی اُلفت تھی ۔ یتیم لڑکیوں کی شادی کا انتظام اور غریب طلباء کی تعلیم کا اہتمام کرتے ، انہوں نے سینکڑوں طلباء کو تعلیم دلائی مگر یہ امداد خاموشی سے کیا کرتے تھے۔

وہ بزرگوں کے مزار پر حاضری بھی دیا کرتے۔ آزادی کے بعد وہ چورہ شریف، پاکپتن لاہور اور راولپنڈی کا سفر کر کے اپنے ذوق کی تسکین کرتے ۔

وہ نعت گو شاعر تھے۔ انہوں بارگاہ نبوت ﷺ میں عقیدت و نیاز مندی کے جذبات کو دلآویز اشعار کی صورت میں پیش کیا ہے۔

وہ عاشق رسول ﷺ تھے۔ وہ صاحب طرز ادیب تھے۔ ان کا خط پختہ تھا۔ وہ خود خطوط کا جواب لکھا کرتے تھے''۔

الحاج مولوی عبدالکریم موجؔ ہاشمی نقشبندی (کوٹ جعفر) نے اس طرح خراج تحسین پیش کیا:۔

قبلہ خادم علی، خادم رسولؐ
خادم صدیقؓ ، حسنینؓ و بتولؓ
وقف کردہ عمر در تبلیغ دیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

رحمت دیں بر روان او نزول

گامزن شد قوم در راہ صفا

سنت خیر الوریٰ کردہ قبول

در طریق نقشبندی شرف او

استقامت با کرامت شد حصول

خلق نیکو پر تو خلق نبیؐ

حلم پیشہ بود در رنج و ملول

ذکر حق صبح و مسا مرغوب او

عشق کامل کرد جسم او ذبول

تربت او بوسہ گاہِ عاشقاں

طالباں را فیض ازو پیہم وصول

موجِ راشد بارہا صحبت نصیب

دیدش بس محو در حب رسولؐ

یا الٰہ العالمین توفیق دہ

تا رود بر راہِ سنت با اصول

(راقم الحروف محمد صادق (۱۹۴۳ء۔زندہ) نے یہ قطعہ تاریخ وفات کہا۔

"عابد عصر جناب حکیم خادم علی خادم" ۱۹۷۱ء

چل دیئے سلسلہ شاہ جماعت کے ولی

شاعر وصاحب تصنیف و خطیب و عالم

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

خوب ہے مصرع تاریخ یہ صادق ان کا

''ساکن بلدۂ جنت ہیں جناب خادم'' ۱۳۹۱ء

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۴۹۸، ۷۴۲۔

۲۔ ''جامع اردو انسائیکلوپیڈیا'' جلد اول مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۷ء ص ۵۶۵۔

۳۔ ''انوار الکریم'' از پروفیسر انیس احمد شیخ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء طبع دوم ص ۲۲۸۔

۴۔ ''وفیات مشاہیر پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۷۰۔

۵۔ ''تاریخ سیال کوٹ'' از رشید نیاز مطبوعہ سیال کوٹ طبع دوم ۱۹۹۸ء ص ۲۲۱۔

۶۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور اپریل مئی ۱۹۶۱ء ص ۴۹، ۵۰ ستمبر ۱۹۷۱ء ص ۱۱، جون ۱۹۷۲ء ص ۲۱۔

۷۔ ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور اکتوبر ۱۹۷۱ء ص ۴۸۔

۸۔ ماہنامہ ''مجلہ طبیہ'' لاہور اکتوبر ۱۹۷۱ء ص ۴۸۔

۹۔ ماہنامہ ''نباض'' لاہور اکتوبر ۱۹۷۱ء ص ۶۵۔

۱۰۔ ''اولیائے سیال کوٹ'' از رشید نیاز مطبوعہ سیال کوٹ ۱۹۹۲ء ص ۲۰۳ تا ۲۲۱۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

میاں خوشی محمد فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۰۱ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۷۲ء

میاں خوشی محمد بن میاں جلال الدین جلال نعت خوان (ف ۱۹۵۰ء) کی ولادت ۱۹۰۱ء میں فیروز پور شہر (بھارت) میں ہوئی۔ آباء واجداد سے پیشہ زرگری تھا۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے والد ماجد کے ساتھ زرگری کا کام کرنا شروع کر دیا۔ ۱۹۱۶ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ کے دست اقدس پر سعادت بیعت حاصل کی۔ آپ کے علاوہ تمام خاندان بھی حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ سے شرف مریدی رکھتا تھا۔

ایک دفعہ دشمنوں نے آپ پر قاتلانہ حملہ کر دیا اور آپ کو اپنی طرف سے ختم کر کے پھینک کر چلے گئے مگر آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محفوظ و مامون رہے۔ آپ کے والد گرامی میاں جلال الدین مرحوم نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی خدمت اقدس میں عریضہ اور تار ارسال کیے۔ جس کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ:۔

"میاں جلال الدین! فکر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے خوشی محمد کو خدائے بزرگ و برتر سے مانگ لیا ہے، اس کا کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا"۔

غرض آپ بہت جلد صحت یاب ہو گئے۔ غسل صحت کے بعد آپ دربار عالیہ علی پور شریف حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے تو حضرت قدس سرہ، آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

ایک مرتبہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے لیے تعویذ کی گزارش کی تو حضرت نے فرمایا کہ:

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

''گھبرائیں نہیں، خوشی محمد کا تعویز میں ہوں''۔

اس کے بعد والدہ ماجدہ نے کبھی تعویز کے لیے عرض نہ کیا کیونکہ انہیں ضامن عظیم مل چکا تھا۔

آپ کو حضرت قبلہ عالم امیر ملت قدس سرہ، کے ساتھ حج وزیارت کا شرف بھی حاصل ہوا کشمیر، نیلگوھی، حیدر آباد دکن اور پنجاب کے سفروں میں بھی خدمت کا شرف نصیب ہوتا۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے ملتان آ گئے۔ ۱۹۵۰ء میں سالانہ جلسہ علی پور سیداں کے موقعہ پر آپ کو دستار خلافت عطا ہوئی اور پھر تادم زیست خلق خدا کو فیض پہنچاتے رہے۔

آپ حضرت منشی امام الدین راقبؔ قصوریؒ (۱۸۸۳ء۔۱۹۳۶ء) کے نعتیہ کلام کے بہت بڑے عاشق تھے۔ ان کا کلام بڑے ذوق وشوق سے سنایا کرتے تھے۔ چنانچہ ''مجموعہ نعتیات راقبؔ'' کے نام سے ان کے کلام کو تلاش کر کے ۱۹۶۱ء میں مکتبہ ''انوار الصوفیہ'' قصور سے چھپوایا جو ۸۸ صفحات پر مشتمل تھا۔

اگست ۱۹۷۲ء میں موضع کھیل (ہری پور ہزارہ) صوبہ سرحد میں حضرت پیر سید نذر حسین شاہ صاحب مدظلہ، کے زیر اہتمام حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے سالانہ عرس مبارک میں حاضر ہوئے۔ واپسی پر ۴ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۷۲ء بروز پیر دریائے سندھ عبور کرتے وقت طبیعت خراب ہو گئی اور جونہی کشتی کنارے لگی، آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ کی رحلت کی خبر فوراً پیر نذر حسین شاہ صاحب کو پہنچائی گئی۔ آپ تشریف لائے غسل دے کر نماز جنازہ پڑھائی اور پھر جسد مبارک کو ملتان لائے جہاں ہزاروں آدمیوں نے نماز جنازہ ادا کی اور قبرستان مائی پاک دامن نزد ملتان ریلوے اسٹیشن میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مزار مقدس پر ہر سال سالانہ ختم شریف ہوتا ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۳۲۴، ۳۴۴۔

۲۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۶۔

۳۔ ''وفیات مشاہیر پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۷۷۔

۴۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ بابت جون ۱۹۳۷ء ص ۳۴، جولائی ۱۹۵۳ء ص ۲۴، ۲۳۔

۵۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور بابت اگست ۱۹۷۲ء ص ۲۶۔

۶۔ قلمی حالات از حاجی محمد شفیع برادر اصغر حاجی خوشی محمد بذریعہ خواجہ عبدالکریم قاصف ایڈووکیٹ، ملتان۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید انور حسین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۲۱ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۷۲ء

سید انور حسین شاہ بن سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ (۱۸۷۸ء۔۱۹۶۱ء) بن امیر ملت پیر جماعت علی شاہؒ (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) بن سید کریم شاہؒ (۱۷۷۷ء۔۱۹۰۲ء) کی ولادت باسعادت ۱۵ نومبر ۱۹۲۱ء، ۱۴ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ بروز منگل علی پور سیداں میں ہوئی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے کان میں اذان کہی۔ ساتویں روز "انوار حسین" نام تجویز فرمایا اور دو بکرے ذبح کر کے رسم عقیقہ ادا کی گئی۔

مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں کے قاری رحمت علی روپو چکیؒ اور قاری معز الدین رہتکیؒ سے قرآن پاک حفظ کیا۔ پھر پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں میں باقاعدہ داخلہ لے کر ابتدائی کتب فارسی مولوی عبدالستار سے اور گلستان و بوستان وغیرہ مولوی محمد ابراہیمؒ سے پڑھیں۔ صرف و نحو، معقولات و منقولات اور دورۂ حدیث مولانا عبدالرشید جھنگوی سے پڑھا اور فن تجوید و قرأت قاری عبدالغنی سے سیکھا۔

جدامجد حضرت امیر ملت قدس سرہ کے دست اقدس پر بیعت کی اور پھر اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ آپ بہت پرہیزگار، متقی اور پاکباز تھے۔ ذکر، فکر، مراقبہ اور سحر خیزی کی نہایت سختی سے پابندی کرتے تھے۔ نماز با جماعت، قرآن خوانی اور روزانہ بلا ناغہ جدامجد کے مزار مقدس پر حاضری پرتا زیست کاربند رہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آپ نے کل چھ حج کیئے۔ پہلا حج ۱۹۴۲ء میں جد امجد کی معیت میں اور آخری حج ۱۹۶۸ء میں اپنی رفیقہ حیات سیدہ صوفیہ بی بی کے ساتھ ادا کیا۔ عشق رسول ﷺ کی دولت لازوال ورثے میں ملی تھی۔ علمائے کرام کی بہت عزت فرمافرماتے تھے۔ مہمانوں کی خوب خاطر مدارت کرتے۔ اپنی ساری جائداد مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں کے نام وقف کر دی تھی۔

۱۹۷۱ء میں درد کمر کی اذیت ناک تکلیف شروع ہوئی۔ پہلے سروس ہسپتال لاہور اور پھر کنعان ہسپتال لاہور میں زیر علاج رہے مگر یہ مرض جان لیوا ثابت ہوا اور ۵ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۱۴ کتوبر ۱۹۷۲ء بروز ہفتہ بعد نماز فجر کنعان ہسپتال لاہور میں انتقال فرما گیئے۔ اگلے روز گیارہ بجے علی پور سیداں میں ہزاروں عقید تمندوں نے آپ کے برادر اکبر حضرت جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہؒ (۱۹۱۱ء۔ ۱۹۸۰ء) کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی۔ اور اپنے جد امجد حضرت امیر ملتؒ کے مزار مقدس کے دائیں جانب مشرقی مینار میں اپنی والدہ ماجدہ سیدہ عاقلہ بی بی (ف ۱۹۶۷ء) کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے۔

بہت سے شعراء نے ''قطعات تاریخ وصال'' کہے۔ بخوف طوالت صرف حضرت صابر براری ثم کراچوی کا قطعہ درج ذیل ہے۔

''آہ روشن جبیں سید انور حسین شاہ'' ۱۳۹۲ء

ہوئے راہی خُلد وہ ہنستے ہنستے
مگر لوگ ہیں ان کی فرقت میں مضطر
وہ حافظ بھی تھے عالم دین حق بھی
محبت کے خوگر شرافت کے پیکر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

زباں پر تھا سرکار ﷺ کا نام نامی
دم نزع یہ کیف اللہ اکبر
تفاعف میں پائی یہ تاریخ صابرؔ
"ہیں جنت میں اب طبع آگاہ انور" ۹۸۶x۲=۱۹۷۲ء

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۶۸۳، ۶۸۴۔

۲۔ "سیرت انور" از مفتی غلام رسول گجراتی مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء متعدد صفحات

۳۔ "تذکرہ اولیاء علی پور سیداں" از محمد صادق قصوری مطبوعہ برج کلاں (قصور) ۱۹۹۸ء ص ۸۲ تا ۸۴۔

۴۔ "وفیات مشاہیر پاکستان" از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۳۷۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بخشی مصطفیٰ علی خاں بنگلوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۸۲ء-----------
-----------۱۹۷۴ء

بخشی مصطفیٰ علی خاں ۱۸۸۲ء میں بنگلور، ریاست میسور (حال بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۹ء میں بی اے کرنے کے بعد محکمہ پولیس میں ملازم ہو گئے اور اپنی نیک نیتی اور خداداد صلاحیتوں کی بدولت ترقی کرتے کرتے ڈی ایس پی (D.S.P) عہدۂ جلیلہ تک پہنچ گئے۔ ۱۹۳۸ء میں ملازمت سے پنشن یاب ہو کر اپنی زندگی کو اپنے پیر و مرشد حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔

۱۹۰۶ء میں جب آپ سنٹرل کالج بنگلور میں ایف اے کے طالب علم تھے، بنگلور میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست حق پرست پر سعادت بیعت حاصل کی اور پھر اپنی زندگی کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھال لیا۔ آپ کے دور طالب علمی اور ملازمت کے دوران جب بھی حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہٗ بنگلور، میسور، یا حیدر آباد دکن میں جلوہ افروز ہوتے تو آپ شب و روز حاضر خدمت ہونے کی سعادت و عزت حاصل کرتے اور اپنی روح و قلب کو نور ایمان کی روشنی سے منور کرتے۔

آپ بڑے نڈر، بے باک، متدین اور فرض شناس پولیس افسر تھے۔ جس کام میں کوئی دوسرا افسر ہاتھ ڈالتے ہوئے گھبراتا تھا، آپ بے تکلف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی اعانت کے بھروسے پر اس خطرناک مہم کو سر کر لیتے تھے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

ایک مرتبہ آپ نے خود اپنا ایک واقعہ مدینہ منورہ سے تحریر فرما کر ارسال فرمایا تھا کہ:۔

"میں مدراس کے علاقے میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ لگا ہوا تھا۔ ایک مقام پر ہندوؤں کے دو فرقوں میں فساد ہو گیا۔ عوام مندر کے مہنت کے خلاف ہو گئے تھے اور یاترا کے رتھ کے جلوس کے مزاحم تھے۔ دونوں کے مددگاروں کا اژدھام ہو گیا۔ بھاری تعداد میں پولیس بھیجی گئی مگر ہجوم اور فساد بڑھتا ہی گیا۔ پولیس اور حکام کو بیس تیس ہزار کے مجمع نے محاصرہ میں لے لیا۔"

تحصیلدار، تھانیدار اور سپاہی سب اپنی اپنی جانیں بچا کر بھاگ گئے۔ فقط میں اور دو سپاہی رہ گئے۔ ان دو سپاہیوں میں بھی ایک ہندو تھا اور ایک مسلمان۔ ہر طرف خوف وہراس چھایا ہوا تھا۔ ہمیں بھی اپنی جان کا سخت اندیشہ تھا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت امیر ملت تشریف لائے اور میری پشت پر ہاتھ رکھ کر حکم دیا کہ: "گھبراؤ مت، اللہ پر بھروسہ رکھو" اب تو میں شیر ہو گیا اور پبلک کو منتشر ہو جانے کا حکم دیا اور کہہ دیا کہ اگر چند منٹ میں منتشر نہ ہوئے تو گولی چلا دی جائے مگر مجمع بہت زیادہ مشتعل ہو چکا تھا، کسی نے پرواہ نہ کی۔ چنانچہ ہم نے اللہ کے بھروسے پر فائرنگ شروع کر دی۔ پانچ سات آدمی زخمی ہو گئے تو سب بھاگ کھڑے ہوئے اور ہمیں کسی قسم کا خطرہ نہ رہا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ تحصیلدار اور دوسرے افسروں کے ڈیروں کو مجمع نے لوٹ کھسوٹ کے برباد کر دیا تھا مگر میرا ڈیرہ جو ان کے قریب ہی تھا بالکل محفوظ رہا"۔

۱۹۳۸ء میں ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد پیر مرشد کے قدموں کے ساتھ برصغیر کے اکناف و اطراف میں تبلیغی دوروں پر رہے۔ کئی دفعہ حج بیت اللہ کی سعادت سے بھی بہرہ ور ہوئے۔ ۱۲ مئی ۱۹۳۹ء کو بر موقعہ سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سیداں، آپ کو خلعت خلافت سے نوازا گیا۔

۱۷ اگست ۱۹۵۱ء کو حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے حکم پر آپ کراچی سے مدینہ منورہ منتقل ہو گئے اور وہاں مکان خرید کر مستقل رہائش اختیار کر لی اور ''جماعت منزل'' کی تعمیر شروع کرائی۔ چنانچہ آپ کی مخلصانہ کوششوں سے یہ شاندار کئی منزلہ عمارت تیار ہو چکی ہے اور مزید کام جاری ہے۔

تحریک پاکستان میں آپ نے فعال کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۶ء میں ''آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس'' میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی معیت میں شرکت کی اور اس کی کامیابی وکامرانی کے لیے مقدور بھر جدو جہد کی۔ حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہ اس کانفرنس کے صدر نشین تھے۔ کانفرنس میں ملک بھر میں پاکستان کی حمایت میں ووٹ ڈالنے اور اسلامی حکومت کا لائحہ عمل مرتب کرنے کیلئے اکابر اہلسنت کی تیرہ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی، بخشی صاحب بھی اس کے رکن تھے۔ دیگر ارکان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

۱۔ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادیؒ (۱۸۹۳ء۔۱۹۴۸ء)

۲۔ صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی اعظمیؒ (۱۸۷۸ء،۱۹۴۸ء)

۳۔ مبلغ اسلام مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھیؒ (۱۸۹۳ء۔۱۹۵۴ء)

۴۔ مجاہد اسلام پیر عبد الرحمٰن بھرچونڈویؒ (۱۸۹۲ء،۱۹۶۰)

۵۔ حضرت پیر محمد امین الحسنات مانکی شریفؒ (۱۹۲۲ء،۱۹۶۰ء)

۶۔ محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھویؒ (۱۸۹۴ء۔۱۹۶۱ء)

۷۔ فخر اہلسنت مولانا عبد الحامد بدایونیؒ (۱۸۹۸ء۔۱۹۷۰۔)

۸۔ دیوان سید آل رسول علی خان اجمیریؒ (۱۸۹۳ء۔۱۹۷۳ء)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۹۔ مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری لاہوریؒ (۱۸۹۶ء۔۱۹۶۱ء)

۱۰۔ مولانا سید ابوالبرکات سید احمد قادری لاہوریؒ (۱۸۹۶ء۔۱۹۶۱ء)

۱۱۔ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ (۱۸۹۳ء۔۱۹۸۱ء)

۱۲۔ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ (۱۹۰۶ء۔۱۹۸۱ء)

آپ بڑے متقی، پرہیز گار اور صالح بزرگ تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے اور آپ کے ظاہر و باطن کی اصلاح و ترقی میں توجہ فرماتے تھے۔ آپ کو بھی اپنے شیخ کامل اور سارے پیر خانے سے کمال عقیدت و محبت تھی۔ اگر کسی سے کوئی بات ایسی سرزد ہو جاتی جو آپ کے خیال میں توہین کا شائبہ بھی رکھتی تھی تو اس سے بہت سختی سے پیش آتے، سرزنش فرماتے اور ہمیشہ کے لیے علیک سلیک بند کر دیتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ فنا فی الشیخ کے درجہ تک پہنچے ہوئے تھے۔

آپ بہت بڑے انشا پرداز، ادیب اور صاحب طرز مکتوب نگار تھے، جیسا کہ درج ذیل خط بنام حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنیؒ (۱۸۷۷ء۔۱۹۸۱ء) سے مترشح ہے۔

۷۸۶

محترم المقام مقبول حضرت سید الانام (علیہ و علےٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام) زید مجدکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، طالب خیریت، بخیریت۔ اس سے قبل جو مکتوب بندہ نے ارسال خدمت گرامی کیا ہے مشرف ملاحظہ ہوا ہوگا۔ اور امید ہے آنجناب مع جمیع متعلقین بخیر ہیں۔ اعلیحضرت قبلہ عالم مدظلہم العالی (حضرت امیر ملت قدس سرہ) پہلے سے بہت ناتواں اب رمضان شریف میں ملیریا بخار سے علیل ہو کر اور بھی بہت ناتواں ہو گئے ہیں۔ گو اب بفضلہٖ جل شانہٗ و حبیبہٖ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل تندرست ہیں۔ قبل رمضان ہی بوجہ اپنی نقاہت کھلے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

الفاظ میں روبرو فرمایا تھا کہ میں اب حج کے سفر کے قابل نہیں ہوں اور نہیں جا سکتا ہوں اور بعد ازاں بندہ کو کراچی میں تحریراً حکم پہنچا کر سنتا ہوں کہ (صاحبزادہ) نور حسین شاہ نے میرے لیے حج کے سفر کے لیے ہوائی جہاز کے ٹکٹ خریدنے (کے لیے) لکھا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو آپ ہرگز ٹکٹ نہ خریدیں، میں سفر کرنے سے عاجز ہوں۔ وغیرہ۔

آپ کے اس سال تشریف فرما نہ ہو سکنے کا ہم سب کو عموماً اور اس بندہ کو بے حد رنج ہے حضرت قبلہ عالم ممدوح کی اجازت سے بندہ نے اپنی ہجرت کی تیاری کر لی ہے، بشرط حیات انشاء اللہ تعالیٰ ملک حبش کی کمپنی کے طیارہ سے بروز جمعرات ۱۶ اگست بارہویں ذیقعد جدہ شریف پہنچ کر دوسرے یا تیسرے دن بذریعہ موٹر حاضر مدینۃ النبی ﷺ) ہوگا۔ تین ہفتوں کے قیام کے بعد حج کے لیے روانہ ہو کر پھر واپس حرم اقدس نبی اکرم (علیہ التحیۃ والثناء) ہونے کا عزم بالجزم ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے رسول مقبول ﷺ کے صدقے سے بندہ کی مراد بر لاوے۔ آمین ثم آمین۔ آپ سے مودبانہ التماس ہے کہ آپ بھی اس مبارک مقصد کے لیے بندہ کے حق میں دعا فرمادیں۔

بندہ نے قریباً اپنا تمام سامان بحری جہاز سفینہ عرب پر اپنے مخلص برادر طریقت محمد مصطفیٰ بیگ صاحب کے حوالے بھیج دیا ہے۔ کراچی سے روانہ ہو گیا ہے۔ غالباً وہ ۱۵، ۱۶ جولائی (۱۰ یا ۱۱ شوال) تک جدہ شریف میں لنگر انداز ہو جاوے گا۔ حاجی محمد مصطفیٰ بیگ صاحب جوان صالح، منکسر المزاج اور کم سخن اور بڑے نیک آدمی ہیں۔ بندہ کو ان سے بہت محبت ہے۔ یہ کراچی کی ٹراموے کمپنی میں کلرک ہیں۔ ان کا حج سال گزشتہ ہونا تھا۔ مگر ان کی سفر حج کے لیے رکھی ہوئی رقم دھوکہ سے ایک شخص [illegible] نے قرض [illegible] نہیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کرسکتا۔ محمد مصطفیٰ بیگ صاحب جدہ شریف سے سیدھے مدینہ منورہ اور آپ کے دراقدس پر پہنچیں گے اور ان کا ارادہ مدینہ طیبہ میں حج کے قریب ایام تک افزود ٹیکس ادا کر کے ٹھہرنے کا ہے۔ آپ اگر اپنے در دولت داریں کے زیر سایہ قیام کرنے، ان کو بستر دراز کرسکنے کے لیے صرف اتنی جگہ عنایت فرما کر اپنے دستر خوان کا پس خوردہ کھلاتے رہیں تو یہ نہ صرف ان پر احساں ہوگا بلکہ اس بندہ پر بھی بہت بڑا احساں ہوگا۔ ان کے ہمراہ بندہ کے دھوبی کا باپ اور چچا ہیں۔ جو اجمیری ہیں اور کراچی میں مہاجر ہیں۔ بالکل بے علم کندۂ ناتراش ہیں۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے سایہ میں پیدائش کا اثر ہے کہ حج کا شوق ہوا ہے۔ ان صاحبوں کو ان کے معلم صاحب پر چھوڑ دیویں یا آنجناب کے در دولت کے قریب کوئی سستا کمرہ کرایہ پر دلا دیویں۔ یہ اپنا پکوان وانتظام خود کر لینے والے ہیں۔ چونکہ بندہ کا بہت سا سامان ایک حاجی کے حوالہ جہاز پر نہیں کیا جاسکتا تھا۔ (لہٰذا) بندہ نے ان دونوں کو جناب حاجی محمد مصطفےٰ بیگ صاحب کے ہمراہ کر دیا۔

شوال کے آخری ہفتہ میں بندہ پھر عازم علی پور سیداں ہوگا کہ روانگی حجاز مقدس سے پہلے پھر حضور قبلہ عالم سے سعادت قدمبوسی سے مشرف ہو۔

بندہ کے لائق کوئی خدمت ہو تو بواپسی ڈاک ارشاد فرما دیں تا کہ روانگی سے قبل تعمیل ہوسکے۔

عزیزم مولوی فضل الرحمٰن صاحب کی خدمت میں بندہ کے سلام مسنون۔ ان کی اہلیہ صاحبہ محترمہ اور آنجناب کی دختر نیک اختر کی خدمات میں بھی بندہ کے مخلصانہ سلام مسنون و نور چشم سلمہ وحبیب الرحمٰن و بدر النساء کو دعا و دیدہ بوسی، سب کی خدمات میں بندہ کے حق میں عرض دعا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نیاز مند بخشی مصطفیٰ علی خاں عفی اللہ عنہ از کراچی ۵ شوال المکرم ۱۳۷۰ھ

۱۰ جولائی ۱۹۵۱ء یوم سہ شنبہ (منگلوار)

آپ کے مدینہ شریف میں مستقل طور پر قیام فرما ہونے کے بعد آپ کے برادر طریقت حضرت سید محمود شاہ محدث ہزارویؒ (۱۹۱۶ء۔۱۹۹۲ء) نے یوں منظوم خراج تحسین پیش کیا۔

ساکنان کوئے محبوب خدا
صد مبارک باد بر بخت شما
ایں کرامت ہا و نعمت با بشر
مر شما بادا سلامت دیر تر
ادب و عشق و قرب و صل مصطفیٰ
در بہار بے خزانی بلبلا
در نصیب پاک تاں حسن ازل
قسمت مہجور شد لیت و لعل
وائے بردوری و مہجوری ما!
ہمت ارباب ہم بر بے نوا
از کرم با شد اگر نام بری
در جناب مضحرِ پیغمبری
کمتر ہزاراں ادب می گوید غلام
تا ابد از حق صلوٰۃ وہم سلام

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شد کرم چوں پیش خواہم بعد ازیں
بے سبب یا رحمۃ للعالمین
بہر آل پاک و اصحاب کرام
قرب و رضوان شما والسلام
علیک من الملیک بکل وقت!
صلوتی فی الجنان لها اداء
اذ خشمت تعاد فکل تال
له وقف علیها و ابتداء!

آپ کی وفات حسرت آیات ۵ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۷۴ء بروز اتوار مدینہ طیبہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ ایک صاحبزادہ بخشی مقبول مصطفیٰ خاں (۱۹۲۳ء۔ ۱۹۸۷ء) یادگار چھوڑے جو میجر جنرل کے عہدہ سے ریٹائر ہو کر کراچی میں مقیم تھے اور وہیں وفات پا کر قبرستان مسلح افواج شارع فیصل کراچی میں سپرد خاک ہوئے۔ آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں یادگار چھوڑیں:۔

۱۔ آفتاب عالمتاب:۔ اس کتاب میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی مختصر سوانح عمری اور مذہبی، ملی اور سیاسی کارناموں کا تذکرہ ہے۔

۲۔ کوکبہ غزوہ بدر:۔ اس میں جنگ بدر اور اس میں شریک ہونے والے تمام غازیوں اور شہیدوں کے مختصر حالات زندگی لکھے گئے ہیں۔

۳۔ تصویر یا تصور:۔ حرمت تصویر اور اہمیت تصور پر نہایت مدلل رسالہ ہے۔

۴۔ جواہر المناقب:۔ فضائل ومناقب حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مختصر رسالہ ہے۔

۵۔ بجہ اصحاب بدر: اصحاب بدر کے اسماء وفضائل وغیرہ۔

۶۔ کرامات امیر ملت: حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی مسلمہ، مصدقہ اور مستند کرامات پر یہ نادر کتاب ہے۔

ماخذ

۱۔ ''خفتگان کراچی'' از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ لاہور 1991ء ص ۱۵۔

۲۔ ''آفتاب عالمتاب'' از بخشی مصطفیٰ علی خاں مطبوعہ کراچی ۱۹۶۳ء ص ۴، ۵۔

۳۔ ''سیرت امیر ملت'' از سید اختر حسین شاہ مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۳۵۷، ۳۶۷۔

۴۔ ''۱۲ عاشقان رسولؐ'' از اشفاق حسین قریشی مطبوعہ لاہوری 1991ء ص ۴۰۔

۵۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' از سید حیدر حسین علی پوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۶۔

۶۔ ''کرامات امیر ملت'' از بخشی مصطفیٰ علی خاں مطبوعہ کراچی ۱۹۶۵ء ص ۷۳ تا ۷۷، ۳۶۷۔

۷۔ ''تذکرہ نقشبندیہ'' از مولانا نور بخش توکلی (تکملہ از محمد صادق قصوری) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۵۹۳۔

۸۔ ''راہ صنعا'' از سید محمود شاہ ہزاروی مطبوعہ لاہور طباعت اول سن ندارد ص ۱۳، ۱۴۔

۹۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیالکوٹ بابت اگست ستمبر اکتوبر ۱۹۳۹ء ص ۶۔

۱۰۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ''، قصور بابت نومبر ۱۹۷۴ء ص ۳۰۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۱۔ ماہنامہ ''الحبیب'' لاہور بابت اکتوبر ۱۹۷۰ء ص ۱۵۔

۱۲۔ مکتوب گرامی بخشی مصطفیٰ علی خان بنام مولانا ضیاء الدین احمد مدنی از کراچی محررہ ۱۰ جولائی ۱۹۵۱ء

۱۳۔ سہ ماہی ''تصوف'' کراچی بابت اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۲ء ص ۴۰ تا ۴۳۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حافظ سلطان احمد پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۲۰ء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۷۵ء

مغل تاجدار شاہ عالم ثانی (۱۷۲۷ء۔۱۸۰۶ء) نے دیار حرم سے ایک بزرگ حضرت صفی اللہ مکی کو بلا کر اپنی مملکت کا مفتی اعظم مقرر کیا۔ ۱۸۰۶ء میں شاہ عالم ثانی کی رحلت کے بعد حضرت صفی اللہ مکی دہلی سے پشاور منتقل ہو گئے۔ حکومت وقت نے ان کو یہاں محلہ کرم خاں نزد چوک شادی پیر سے لے کر بھولو کے بالا خانہ تک اور اس کے ارد گرد چالیس جریب زمین عطا کی لیکن انہوں نے اپنی درویش صفت طبیعت اور دریا دلی کے باعث تمام زمین غرباء اور ضرور تمندوں میں مفت تقسیم کر دی۔

پشاور کی مشہور عام تاریخی مسجد، ''مسجد مہابت خاں'' کی تولیت بھی حکومت کی طرف سے ان کے سپرد کی گئی تھی۔ حضرت چونکہ بہترین قاری اور حافظ قرآن تھے لہذا تازیست اسی مسجد میں مسلمانوں کو اپنی پرسوز آواز میں قرأت سے مستفیض و مستفید فرماتے رہے۔ ان کی رحلت کے بعد ان کی اولاد امجاد نے ان کی مسند کو بحسن وخوبی سنبھالے رکھا۔ ان کے اخلاف میں سے حافظ سید احمد نے اپنے زمانہ میں شہرت عام بقائے دوام حاصل کی۔ حافظ صاحب جملہ علوم متداولہ پر ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لحنِ داؤدی عطا فرمایا تھا۔ مسجد مہابت خاں میں جب اذان کہتے تو ہر سننے والا تمام کام چھوڑ کر ہمہ تن گوش ہو جاتا، یہاں کہ غیر مسلم بھی تحیر کی حالت میں کھڑے کے کھڑے رہ جاتے۔ انہوں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ے چالیس برس تک محض رضائے الٰہی کی خاطر مؤذن کی خدمات انجام دیں۔ان کی پارسائی اور خوش اخلاقی کی وجہ سے لوگ ان کو "صوفی صاحب" اور ان کے خاندان کو "مشائخ پشاوریہ" کے نام سے پکارتے تھے۔

حافظ صوفی سید احمد کے ہاں ۱۹۲۰ء میں محلہ کرم خان پشاور میں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام "سلطان احمد" رکھا گیا۔یہ بچہ آگے چل کر حافظ سلطان احمد پشاوری کے نام سے مشہور ہوا اور امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) کے دامن سے وابستہ ہو کر روحانیت کا ایک فلک بوس مینار بنا۔ذیل میں ہم اسی قدسی نفس بزرگ کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

حافظ سلطان احمد نے اپنے بڑے بھائی حافظ علی احمد مکی مرحوم سے حفظ قرآن پاک کیا۔پھر پرائمری کا امتحان پاس کرنے کے بعد بقیہ تعلیم اپنے بڑے بھائی کے حضور ہی رہ کر حاصل کی۔سن بلوغت کو پہنچے تو بندوقیں بنانے والے ایک کارخانے میں ملازم ہو گئے۔ چند سال بعد پی ڈبلیو ڈی کے محکمہ میں بطور لوہار بھرتی ہو گئے اور ترقی کرتے کرتے ہیڈ مستری کے عہدہ پر پہنچ گئے۔رحلت کے وقت اسی عہدہ پر متمکن تھے۔

آپ نے اوائل عمری میں ہی حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست اقدس پر بیعت کی تھی۔بعد ازاں حضرت اقدسؒ نے آپ کی پارسائی، نیک نفسی اور زہد و تقویٰ کے پیش نظر دستار خلافت سے بھی نوازا۔آپ نے یہ دستار مبارک بڑی احتیاط اور حفاظت سے رکھی اور ورثاء کو وصیت کی کہ:۔

"میری رحلت کے بعد یہ مبارک دستار مجھے باندھنا"

چنانچہ آپ کی وفات کے بعد ایسا ہی کیا گیا۔اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کو ابھی ابھی ''دستار خلافت'' ملی ہے کیونکہ اس وقت آپ کا چہرہ مبارک نہایت پر نور اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ (۱۸۷۷ء۔۱۹۳۸ء) نے سچ کہا ہے۔

نشان مرد مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

آپ کو حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی۔ اکثر و بیشتر علی پور شریف حاضر ہوتے رہتے تھے۔ حضرت اقدس پشاور تشریف لاتے تو آپ کے ہاں قیام فرماتے۔

پشاور میں آپ امیر حلقہ تھے۔ ہر جمعۃ المبارک کو بعد نماز مغرب پابندی کے ساتھ آپ کے ہاں حلقہ ذکر منعقد ہوتا تھا۔ یاران طریقت کی خبر گیری اور خدمت آپ کا شیوہ تھا اور توسیع سلسلہ عالیہ میں ہمہ وقت منہمک رہتے تھے۔ رمضان المبارک میں ہر سال اپنے محلے کی مسجد (گھوڑے کوزے والی مسجد) میں تین بار قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ دفتر سے گھر آتے جاتے راستے میں دو قرآن پاک اور ایک قرآن شریف گھر پر ختم کرتے تھے۔ بچوں کو بھی قرآن حکیم پڑھنے کی ہر وقت تلقین کرتے تھے۔

جب آپ ملازمت میں آئے تو مزدور طبقہ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزار رہا تھا۔ افسران بالا ان کے مطالبات کو ماننا تو کجا، سننے کو بھی تیار نہ تھے۔ ان حالات میں آپ نے ''مزدور یونین'' کی بنیاد رکھی اور اس کا نام ''ویسٹ پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین'' رکھا۔ جس میں آپ کو کثرت رائے سے جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ اس عظیم ذمہ داری کو اٹھانے کے بعد آپ نے مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آپ نے مزدوروں کی تنخواہیں بڑھانے کا مطالبہ منوایا۔

اس کے بعد ''ورک چارج'' ملازمین کو مستقل کروانے کے لیے مطالبہ اٹھایا۔ اور یہ کیس ''سپریم کورٹ'' جیسی اعلیٰ عدالت تک لڑا گیا۔ اور آخر کار بھٹو حکومت نے ''سپریم کورٹ'' کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے ۱۹۷۳ء میں ''ورک چارج ملازمین'' کو مستقل کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس طرح آپ کی مساعی جمیلہ سے بے شمار غریب ملازم تحفظ میں آ گئے۔

آپ بڑے عابد و زاہد، متوکل اور مہمان نواز تھے۔ شریعت حقہ پر پابندی کا خصوصی طور پر خیال فرماتے تھے۔ اپنے دفتر میں مزدوروں میں تبلیغ فرماتے رہتے تھے۔ اگر کسی کو کوئی کام خلاف شرع کرتا دیکھتے تو فوراً اس کو ٹوکتے۔ آپ کی ان گوناگوں خوبیوں کی وجہ سے لوگ آپ کے گرویدہ تھے۔

آپ کو شعر و شاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ حافظ تخلص فرماتے تھے۔ خلیفہ امام الدین پشاوری (ف ۱۹۵۲ء) کی رحلت پر آپ نے جو فراقیہ اشعار لکھے وہ سوز و غم میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

عاشق نام محمد ﷺ وہ امام الدین یار
دار فانی سے ہوا عازم دار القرار
زاہد و عابد، مکرم و محرم
خواجگان نقشبندیہ پر تھا فدا و جاں نثار
پیر بھائیوں سے محبت آپکا دستور تھا
شاہ جماعت کی غلامی سے جبیں تھی داغدار

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اللہ اللہ شاہ جماعت کی توجہ سے ہوئے
صالح و عابد، خلیق و غمگسار و ملنسار
ماہ تھا ذیقعد کا جس میں ہوا ان کا وصال
سال تیرہ سو اکہتر ہجرت نبوی شمار
کنج تنہائی گریاں حافظؔ نا شاد ہے
کون دے دل کو تسلی تا کہ جائے غم کا یار

رحلت سے ایک ہفتہ قبل اچانک پیٹ میں شدید درد ہوا جس کی بنا پر ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا۔ ڈاکٹروں نے اپریشن کیا مگر کوئی نقص معلوم نہ ہو سکا۔ لیکن تکلیف بہت زیادہ بڑھ گئی۔ مگر اس عالم کرب میں بھی پابندئ نماز کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا اور آخری وقت تک لیٹے لیٹے نماز ادا کرتے رہے۔ چھوٹے صاحبزادے ظہور احمد باقاعدگی سے وضو کرایا کرتے۔ دوسرے صاحبزادے ضیا احمد قرآن پاک سناتے تھے، آپ شدید تکلیف کے باوجود غور سے سنتے۔ ایک دن صاحبزادہ نے ''سورہ یسین'' میں دو الفاظ غلط پڑھے تو ہاتھ کے اشارے سے نہ پڑھنے کا حکم دیا۔ جب دوبارہ اسی طرح غلط پڑھا گیا تو فوراً آنکھیں کھول کر فرمایا:۔

''بیٹا ابھی تک مجھے آپ کے پڑھنے کی صحیح آواز آ رہی تھی، لیکن اب جو الفاظ غلط پڑھے ہیں، ان کو صحیح پڑھو''۔

۲۶ نومبر کو صبح ۸ بجے اپنے صاحبزادوں اور چند دیگر رشتہ داروں سے فرمایا کہ ''میرے منہ پر رومال ڈال دو''۔ پھر فرمایا کہ ''مجھے سامنے فرشتے نظر نہیں آ رہے، آج وہ چھٹی پر ہیں''۔ اس کے بعد ارشاد کیا کہ ''آج شب چھ بجے آپ کو خدا حافظ کہوں گا''۔ اس

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بار سب کو یقین ہو گیا کہ آج آپ کا آخری دن ہے۔ چند لمحوں بعد دونوں ہاتھ پھیلا کر سب کو پکار کر کہا:۔

”بھئی! فرشتے آ رہے ہیں سب درود شریف پڑھیں۔“

سب نے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ کافی دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا کہ:

”میری قبر میرے دادا کی قبر کے نزدیک بنانا اور میری قبر کچی بنانا اور پانی اتنا گرم نہ کرنا کہ میری جلد ہی جلے اور زمین کو بھی تکلیف ہو“۔

۲۲ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۷۵ء بروز جمعرات پونے چھ بجے رات لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور میں رحلت فرما گئے اور دوسرے دن بروز جمعۃ المبارک بارہ بجے آبائی قبرستان واقع پھندو روڈ میں ہزاروں اشکبار آنکھوں نے سپرد خاک کیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ماخذ

۱۔ ”سیرت امیر ملت“ مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۳۸۔

۲۔ ”تذکرہ شہہ جماعت“ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۶۔

۳۔ ”تذکرہ حفاظ پشاور“ از سید محمد امیر شاہ قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء ص ۱۱۱۔

۴۔ ماہنامہ ”انوار الصوفیہ“ سیال کوٹ ستمبر ۱۹۵۲ء ص ۱۳۔

۵۔ ماہنامہ ”انوار الصوفیہ“ قصور جنوری فروری ۱۹۷۶ء ص ۴۰۔

۶۔ مکتوب گرامی حاجی طلاء محمد نقشبندی جام مؤلف از پشاور محررہ ۲۲ فروری ۱۹۷۷ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید بشیر حسین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۲۱ء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۷۶ء

بشیر الملت حضرت پیر سید بشیر حسین ؒ بن شمس الملت پیر سید نور حسین شاہؒ (۱۸۹۹ء ۔ ۱۹۷۸ء) بن امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہؒ (۱۸۴۱ء ۔ ۱۹۵۱ء) بن سید کریم شاہ ؒ (۱۷۷۷ء ۔ ۱۹۰۲ء) کی ولادت ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء میں علی پور سیداں میں ہوئی۔

مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں سے حفظ قرآن پاک کے بعد درس نظامی کی تکمیل کی جدامجد حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست مبارک پر بیعت کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ بڑے عابد و زاہد اور عالم باعمل تھے۔ فن تقریر میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ کے دست مبارک پر ہزاروں لوگوں نے سعادت بیعت حاصل کی۔ کئی مرتبہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول ﷺ سے مشرف ہوئے۔ طبیعت بہت سادہ اور درویشانہ تھی۔ سالانہ عرس مبارک علی پور سیداں کے موقع پر آپ کا خصوصی خطاب ہوتا تھا۔ علاوہ ازیں بھی آپ کی تقاریر اطراف و اکناف ملک میں بڑے ذوق و شوق سے سنی جاتی تھی۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ ۲۹ اپریل ۱۹۷۶ء بروز جمعرات سول ہسپتال سیال کوٹ میں چار بجے صبح ہوئی۔ وفات سے قبل دو ماہ علیل رہے۔ اسی روز ۵ بجے شام ہزاروں عقیدتمندوں نے جوہر ملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ ؒ (۱۹۱۱ء ۔ ۱۹۸۰ء) کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی اور حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے مزار مقدس کے جانب جنوب سپرد خاک کر دیا گیا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بہت سے شعرائے کرام نے قطعات تاریخ وفات کہے مگر یہاں بخوف طوالت

صرف حضرت ابوالطاہر فدا حسین فدؔا لاہوری کا قطعہ درج کیا جاتا ہے۔

وہ سید بشیر حسین آج آہ!
ہوئے اہل دنیا سے مستور واللہ
نبیرہ تھے پیر جماعت کے
وہ مغفور و مرحوم و مبرور واللہ
گل تر گلستان سادات کے وہ
ریاض جناں میں ہیں مسرور واللہ
جدا ہو گئے ناگہاں وہ جو ہم سے
ہے چرخ ستم گر بھی رنجور واللہ
غم سید والا جاہی میں بیشک
ہے چرخ ستم گر بھی رنجور واللہ
سرا پائے علم و عمل و شیخ ذی شان
مئے عشق و عرفاں سے مخمور واللہ
تجلائے عشق محمد ﷺ سے ان کی
لحد ہو گی نور علیٰ نور واللہ
فدؔا مجھ سے ہاتف نے بے روئے برزخ
کہا سال ترحیل "مغفور واللہ"۔ ۱۳۹۶ ۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۶۹۶، ۶۹۷۔

۲۔ ''تذکرہ اولیاء علی پور سیداں'' مطبوعہ برج کلاں (قصور) ۱۹۹۸ء ص ۸۴ تا ۸۷۔

۳۔ ''وفیات مشاہیر پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۴۴۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا محمد سلیمان صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۰۰ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حضرت مولانا محمد سلیمان صدیقی کی ولادت ۱۹۰۰ء میں ضلع حصار (مشرقی پنجاب بھارت) میں ہوئی۔ دوران تعلیم سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء بروز پیر آٹھ بجے صبح مسجد پٹولیاں اندرون لوہاری گیٹ لاہور کی چھت پر حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ ضلع حصار کے سب سے پہلے شخص تھے جو امیر ملتؒ سے وابستہ ہوئے۔ اس کے بعد ہزاروں افراد نے حضرت اقدسؒ سے روحانی استفادہ کیا اور دین ودنیا کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

مارچ ۱۹۲۱ء میں ڈسٹرکٹ خلافت کانفرنس لائل پور حضرت امیر ملتؒ کی صدارت میں منعقد ہوئی تو آپ اس وقت زرعی کالج لائل پور میں زیر تعلیم تھے۔ ان دنوں آپ نے پیرو مرشد کی بابرکت صحبت سے پورا پورا استفادہ کیا۔ کانفرنس کی مکمل رپورٹ مرتب کر کے اپریل ۱۹۲۱ء کے ''انوار الصوفیہ'' میں شائع کرائی۔ اس رپورٹ سے آپ کی حضرت امیر ملتؒ سے والہانہ محبت لفظ لفظ سے عیاں تھی۔ چنانچہ حضرت والا نے اس خدمت کو بنظر استحسان دیکھا اور آپ کو اپنا وقائع نگار مقرر فرمایا۔ ۱۹۳۲ء میں حضرت اقدس نے آپ کو سفر حج مبارک میں ہمرکابی کا شرف بخشا۔ اس مبارک سفر کی تمام رپورٹ آپ نے ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' میں شائع کرائی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

حصول علم کے بعد آپ محکمہ تعلیم سے وابستہ ہو گئے۔ ضلع حصار میں مختلف مقامات پر ہیڈ ماسٹر کی آسامی پر فائز رہے۔ اس دوران حضرت امیر ملتؒ حصار کے علاقہ میں تشریف لاتے تو آپ کی تبلیغی خدمات سے خوش ہو کر حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے ۱۹۳۷ء میں آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔

اپریل ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں آپ وقائع نگار خصوصی کی حیثیت سے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے ساتھ اجلاس میں شریک ہوئے۔ آپ نے اس اجلاس کی مفصل کاروائی ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ میں شائع کروائی تھی جس کی تلخیص بعد میں ''انوار الصوفیہ'' قصور شمارہ اکتوبر ۱۹۷۴ء میں بھی چھپ چکی ہے۔ اس رپورٹ سے آپ کی قابلیت، اہلیت اور مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے صاحبزادگان والا تبار سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہؒ (۱۸۷۸ء۔۱۹۶۱ء) اور شمس الملت پیر سید نور حسین شاہؒ (۱۸۸۹ء۔۱۹۷۸ء) نے بھی آپ کو دستار خلافت سے نوازا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد ڈیرہ غازی خاں میں آ کر مقیم ہو گئے۔

ملازمت سے ریٹائر ہو کر کبرسنی کی وجہ سے اپنے مکان ایل بلاک میں گوشہ نشینی کی زندگی گزار کر ۱۴ فروری ۱۹۷۷ء مطابق ۲۴ صفر المظفر ۱۳۹۷ھ میں بروز پیر راہی ملک عدم ہوئے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''تذکرہ شاہ سکندر کیتھلی'' از پروفیسر سید خورشید حسین بخاری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۸۷ء

۲۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور بابت مارچ اپریل ۱۹۷۷ء ص ۲۳۔

۳۔ مکتوب گرامی اظہار الحسن نواسہ حقیقی مولانا محمد سلیمان صدیقیؒ بنام مؤلف از ڈیرہ غازی خاں محررہ ۱۶ اپریل ۱۹۷۷ء۔

۴۔ ''حضرت سراج الملت اوران کے خلفاء'' از محمد قصوری مجموعہ ۱۹۹۴ء ص ۳۶ تا ۳۷۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید نور حسین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۹۹ء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۷۸ء

شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ ابن امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۷ھ ۱۸۹۹ء میں علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ میں ہوئی۔ تاریخی نام ''اعظم شاہ'' ہے، جس سے ۱۳۱۷ھ کے عدد برآمد ہوتے ہیں۔ آپ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ شکل وصورت میں والد گرامی سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ جوانی میں نہایت حسین وجمیل اور شاندار وجاہت کے حامل تھے۔ بلند قامت، خوش پوش، سیاہ شیروانی اور سفید عمامہ باندھ کر راستہ چلتے تو سب کی نظریں آپ کی شان وشوکت سے خیرہ ہو کر رہ جاتیں اور دل آپ کی جانب کھینچے چلے جاتے۔ آخر عمر میں کبر سنی اور عوارضات نے آپ کو بہت کمزور کر دیا تھا مگر پھر بھی چہرہ مبارک سے وجاہت اور شان ہویدا تھی۔

آپ نے قاری شہاب الدین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حافظ عبدالرحمٰن (ف ۱۹۲۳ء) سے قرآن پاک حفظ کیا۔ پرائمری سکول علی پور سیداں سے پرائمری کا امتحان اعلیٰ پوزیشن میں پاس کرنے کے بعد مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں سے درس نظامی کی تکمیل کر کے دورۂ حدیث کی سند حاصل کی۔ پھر والد گرامی قدر حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست مبارک پر بیعت کی اور خلعت خلافت سے بھی نوازے گئے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

آپ کی شادی خانہ آبادی ۱۱ مئی ۱۹۱۶ء کو سالانہ اجلاس انجمن خدام الصوفیہ ہند منعقدہ علی پور سیداں کے موقع پر ہوئی۔ بہت سے شعرائے کرام نے سہرے پڑھے، بخوف طوالت صرف راقبؔ قصوری (۱۸۸۳ء۔۱۹۳۶ء) کا سہرہ درج ذیل ہے۔

روئے زیبا پہ سجا خوب دل آرا سہرا
بھولی بھالی سی صورت ہے تو پیارا سہرا
تم ہو اولاد علیؓ تم ہو نور حسینؓ
خلد سے حوروں نے آ آ کے سنوارا سہرا
سب ہیں مشتاق تمہارے تمہیں سہرے کی خوشی
یوں ہوا سب سے سوا تم سے تمہارا سہرا
پھول یوں پھولے کہ جامے میں سماتے ہی نہیں
نذر کس رشک چمن کی یہ گزارا سہرا
کس قدر اس کو بڑھا شوق قدمبوسی کا
نیچے جھک کے جو کرتا ہے اشارا سہرا
دلہن و دولہا کی ہر بات بنائے بنے
کیا ہی بن بن کے ہے مالن نے سنوارا سہرا
سر پہ سہرا ہے تو سہرے پہ ہے پھولوں کی پھبن
تو جو سہرے کو ہے پیارا تجھے پیارا سہرا
کیا لڑی سہرے میں ہر ایک لڑی کی قیمت
موتیوں سے جو بنا سارا کا سارا سہرہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

چار چاند آج جو اس چاند سے چہرے کو لگے
رشک خورشید ہوا ، آنکھوں کا تارا سہرا
اور سہرے بھی بہت ہم نے سنے ہیں راقبؔ
ہے نئی شان کا لیکن یہ تمہارا سہرا

حافظ خلیل الدین حسن حافظؔ پیلی بھیتیؒ (۱۸۶۰ء۔۱۹۲۹ء) نے تاریخ نکاح کا یہ قطعہ کہا۔

تقریب نکاح میں ہے کیا زینت و زین
اللہ مبارک ہو قرآن السعدین
حافظؔ نے کہا مصرع سال تقریب
"نو شاہنا سعد نشاں نور حسین" ۱۳۴۴ھ

آپ ابتداء ہی سے پابندی شریعت اور اتباع سنت پر سختی سے کاربند تھے۔ تقویٰ پرہیزگاری، دریادلی، خوش طبعی اور خوش اخلاقی آپ کے اوصاف حسنہ کی امتیازی صفات تھیں۔ بچپن ہی سے نماز تہجد سے قبل غسل کرنے کی عادت تھی۔ جوتا آخر قائم رہی سخاوت اور دریادلی میں بے مثال تھے خود چودہ مرتبہ حج وزیارت سے مشرف ہوئے اور ہر سال کئی درویشوں اور عزیزوں کو اپنے خرچ پر حج وزیارت سے بہرہ ور فرماتے۔ تبلیغ وارشاد سے کامل دلچسپی تھی شروع ہی سے دور دراز مقامات کے طویل دورے فرماتے رہتے تھے۔ پاکستان کے علاوہ ہندوستان میں حیدرآباد دکن، بمبئی، میسور، بنگلور، مدراس اور جنوبی ہند کے علاقے آپ سے مستفید و مستفیض ہوتے رہتے ہیں پہلی دفعہ ۱۹۲۲ء میں حیدرآباد دکن تشریف لے گئے اور آخری بار ۱۹۷۶ء میں ۱۹۵۵ء سے لے کر ۱۹۷۶ء تک مسلسل ہر سال تشریف لے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جا کر تبلیغی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتے رہے۔

آپ مہمان نوازی میں اپنی مثال آپ تھے۔ مہمانوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے۔ اور بار بار اس اصرار سے کھلاتے کہ مہمان عاجز آ جاتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ زائرین صبح کے ناشتے کے بعد ریل سے روانگی کی اجازت لے چکے ہوتے مگر ناشتہ آتا تو تفصیل اور اصرار سے ایک ایک چیز کھانے کی تاکید فرماتے۔ بارہا سب نے سنا کہ آپ یہ بھی فرماتے کہ "پیٹ بھر کر کھاؤ اتنا کھالو کہ بس اس کے بعد شام ہی کو ضرورت پڑے۔" لوگ بس کرنے لگتے تو بارہا فرماتے، خوب کھاؤ، سیر ہو کے کھاؤ کچھ نہیں ہوگا کوئی نقصان نہیں ہوگا، ریل نہیں جائے گی" اور ہوتا یہی کہ ناشتے میں زیادہ وقت صرف ہونے پر بھی ریل مل جاتی تھی خود راقم الحروف کے ساتھ کئی ایسے واقعات پیش آتے رہے ہیں۔

آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی معیت میں تمام دینی، سیاسی اور رفاعی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ فتنہ ارتداد، تحریک خلافت، تحریک کشمیر، تحریک شہید گنج، تحریک پاکستان اور دیگر تمام تحریکوں میں نہایت سرگرمی سے مستعد عمل رہے۔ اور جیب خاص سے زر کثیر خرچ کر کے طویل دورے کیے۔ ضرورت مندوں اور سائلوں کی مالی اعانت آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔

آپ اپنے برادر اکبر سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہؒ (۱۸۷۸ء۔۱۹۶۱ء) سجادہ نشین اول کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے اور سجادگی کی ذمہ داریاں تازیست بحسن وخوبی سرانجام دیں۔ آپ کے عہد سجادگی میں علی پور شریف کی خانقاہ روحانیت کے پیاسوں کا خصوصی مرکز بنی رہی۔ حضرت امیر ملت اور حضرت سراج الملت قدس اسرارہم کے بعد جس طرح آپ نے خانقاہی نظام چلایا۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ تشنگان معرفت آتے اور

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اپنی جھولیاں نور ایمان وایقان سے بھر کرلے جاتے۔

آپ کی شخصیت اتنی پیاری تھی کہ ہر کوئی کشاں کشاں چلا آتا تھا۔ آپ کی باتوں میں گلوں کی سی خوشبو تھی۔ دل چاہتا تھا کہ وہ باتیں کرتے رہیں اور سننے والا سنتا ہی رہے۔ اور پھر تمام عمر اسی میں ہی تمام ہو جائے۔ آپ نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کا مظہر اکمل تھے۔ ہر شخص سے اس طرح گفتگو فرماتے کہ وہ یہ سمجھتا، حضرت سب سے زیادہ مجھے چاہتے ہیں۔ ان سے ایک دفعہ ملنے والا دوبارہ ملنے کی حسرت لیے پھرتا تھا۔ حضرت سعدی شیرازی قدس سرہ، نے ایسی ہی باکمال ہستیوں کے بارے میں کہا ہے۔

افسوس بر آں دیدہ کہ روئے تو ندیدہ است
یا دیدہ و بعد از تو بروئے نگر یدہ است

آپ کے بعد یہ خصائل اگر کسی شخصیت میں دیکھے گئے تو وہ مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازیؒ (۱۹۱۵ء۔۲۰۰۱ء) کی تھے۔ آہ! وہ بھی اللہ کو پیارے ہو چکے۔ عشق رسول ﷺ تو آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔ بھلا آپ کے والد گرامی حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے عشق رسول علیہ التحیہ والثناء کی داستانوں سے کون واقف نہیں ہے۔ عاشق رسول ﷺ کا بیٹا بھی عاشق صادق تھا۔ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی سنتے ہی آپ کی آنکھیں بھیگ جاتی تھیں۔ آپ کا رخ انور پرنور اور نہایت وجیہہ تھا۔ کسی کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے کی تاب نہ تھی۔ راقم الحروف نے خود کئی بار کوشش کی کہ جی بھر کر چہرۂ اقدس کو دیکھ لے مگر یہ گنہگار آنکھیں تاب نظارہ نہ لا سکیں۔

نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
آدمی ہیں مگر دیکھنے کی تاب نہیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مہمان نوازی میں یہ مثال کہیں نہیں ملے گی کہ آپ ہر کس و ناکس کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے اور اپنی پلیٹ سے بوٹیاں اٹھا اٹھا کر دوسروں کی پلیٹوں میں ڈالتے اور فرماتے کہ یہ بھی کھاؤ۔ کبھی چمچ سے چاول اٹھا کر دوسروں کے آگے رکھتے غرض ہر طرح سے دلجوئی فرماتے۔ آہ! اب ایسا شفیق و مہرباں کہاں سے ڈھونڈیں۔

وہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
جن کو دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

راقم الحروف کو وہ دن اچھی طرح یاد ہے کہ جب وہ پہلی مرتبہ ستمبر ۱۹۶۲ء میں علی پور شریف حاضر ہوا تھا تو قدمبوسی کرتے ہی آپ کی زبان فیض ترجمان سے سنا تھا:۔

''محمد صادق! آگئے ہو، ہم تو صبح سے انتظار کر رہے کہ ابھی محمد صادق نہیں آیا۔''

حالانکہ اس سے قبل راقم الحروف نے حضرت اقدس کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کیا تھا اور نہ ہی جان پہچان تھی۔ پھر راقم الحروف پہ تا زیست جو نوازشات فرمائیں وہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں جس طرح شفقت و محبت فرمائی اس کی کوئی انتہا نہیں ہے دل چاہتا تھا کہ تمام زندگی حضرت اعلیٰ کے مقدس قدموں میں ہی گزار دی جائے۔

مگر کیا کریں کہ قسمت میں تو نامرادی کے دن لکھے تھے۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۱ مئی ۱۹۷۸ء مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ بروز جمعرات بوقت عصر ہوئی۔ یہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے سالانہ عرس مبارک کا دوسرا روز تھا۔ ہزاروں عقیدتمند جمع تھے۔ ۱۲ مئی کو صبح ۸ بجے حضرت پیر غلام نقشبند سجادہ نشین چورہ شریف ضلع اٹک (۱۹۳۵ء۔۱۹۸۵ء) نے آہوں اور سسکیوں کے دوران نماز جنازہ پڑھائی۔ اور والد گرامی حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے پہلو میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آپ کے ایک صاحبزادہ اور دو صاحبزادیاں ہوئیں صاحبزادے سید بشیر حسینؒ (۱۹۲۱ء۔۱۹۷۶ء) بڑے عالم و فاضل تھے جن کا انتقال پر ملال ۲۹ اپریل ۱۹۷۶ء بروز جمعرات ہو گیا تھا۔صاحبزادے کی وفات حسرت آیات کے غم نے آپ کو مزید بوڑھا اور بیمار کر دیا۔اور اس طرح آپ کی ہمت روز بروز اٹھتی چلی گئی۔

آپ کی رحلت پر اطراف و اکناف ملک میں صف ماتم بچھ گئی۔غیر ممالک میں بھی فضا سوگوار ہو گئی ہر جگہ تعزیتی جلسے ہوئے، قرار دادیں منظور کی گئیں۔قرآن خوانی کی محفلیں منعقد ہوئیں طول و عرض سے تعزیتی پیغامات کا تانتا بندھ گیا اخبارات و رسائل نے اپنے ادارتی کالموں میں آپ کی خدمات جلیلہ کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔طوالت کے خوف سے ہم صرف چند ایک اداریوں پر اکتفا کریں گے۔

ماہنامہ ''المیزان'' بمبئی نے اپنی اشاعت مئی ۱۹۷۸ء کے صفحہ ۴ پر یہ ''اداریہ'' لکھا:

''آہ! شہزادہ محدث علی پوریؒ''

''سلطان العلماء سید المحدثین اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امیر ملت پیر طریقت علامہ الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ نقشبندی محدث علی پوری علیہ الرحمۃ والرضوان کے صاحبزادہ و جانشین و زیب سجادہ آستانہ عالیہ علی پور سیداں حضرت شمس الملت علامہ الحاج حافظ پیر سید نور حسین صاحب قبلہ جماعتی نقشبندی نے والد بزرگوار کے عرس شریف کے دن بتاریخ ۱۱ مئی ۱۹۷۸ء بروز پنجشنبہ بعد نماز عصر مختصر سی علالت کے بعد اپنی جان جان جاناں کے سپرد کر دی۔حضرت ممدوح اعلیٰحضرت امیر ملت محدث علی پوری علیہ رحمۃ والرضوان کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔حضرت ممدوح کے وصال

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کے دوسرے دن بتاریخ ۱۲ مئی ۱۹۷۸ء بروز جمعہ غسل و تکفین کے بعد ہزاروں حاضرین نے زیارت و دیدار کی سعادت حاصل کی اور حضرت صاحبزادہ غلام نقشبند سجادہ نشین چورہ شریف (ضلع اٹک) نے نماز جنازہ ادا فرمائی اور ہزاروں غمگساروں نے حضرت ممدوح کے جسد مبارک کو سپرد لحد کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

جمیع پسماندگان و خانوادہ عالیہ جماعتیہ نقشبندیہ اور وابستگان سلسلہ عالیہ جماعتیہ نقشبندیہ کے اس غم میں ہم برابر کے شریک ہیں۔اور دعا گو ہیں کہ حضرت ممدوح کو اللہ تعالیٰ بطفیل حضور سرور کونین ﷺ جنت میں اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

اپنے قدیم و دیرینہ تعلقات خانوادۂ جماعتیہ پر جمیع خانوادۂ مخدوم الملت محدث اعظم ہند و جمیع خانوادۂ اشرفیہ کو اس سانحہ ارتحال پر شدید صدمہ ہے۔"

ماہنامہ "نور الحبیب" بصیر پور ضلع ساہیوال نے اپنی اشاعت جون ۱۹۷۸ء کے صفحہ ۶۳ پر یوں خراج عقیدت پیش کیا۔

"آہ! حضرت پیر صاحب"

۱۱ مئی کو یہ روح فرسا خبر سننے میں آئی کہ حضرت سید نور حسین علی پوری دار فنا سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت صاحب کی تمام عمر قومی وملی اور دینی خدمات میں گزری۔ لاکھوں تشنگان فیض کو سیراب کر کے حضرت امیر ملت قدس سرہ کی سجادگی کا حق ادا کیا۔ آپ کی زندگی شارح اعظم ﷺ کی سیرت طیبہ کی آئینہ دار تھی۔ دین متین کی اشاعت میں آپ کا کردار سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔

مولیٰ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور مریدین و معتقدین اور

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین"

بہت سے شعراء نے آپ کے انتقال پر ملال پر قطعات تاریخ وفات کہے۔ جن تک رسائی ہو سکی، درج ذیل ہیں:

۱۔

(حضرت شرافت نوشاہیؒ سجادہ نشین ساہنپال شریف ضلع گجرات)

زہے شہیر زمانہ جناب نور حسین

کہ شمس ملت حق بود شمع اہل ھدا

بعلم و حلم و عمل ہادئی یگانہ بود

مقام اوست معلّٰی بفقرو زہدو سخا

چوں زیں سرائے فنا ، الفنا بکر د گزار

بہ بزم اہل جناں رفت ویافت شرف بقا

چوں سال رحلت آں فخر دیں شرافت جست

سروش گفت بگو ، "افتخار اہل عطا" ۱۳۹۸ء

۲۔

(پروفیسر ڈاکٹر قریشی احمد حسین احمد قلعہ داری، گجرات)

دردا ز دار فانی رفت آں شہہ زمانہ

ہر دم بدے جہاں را درد زباں کمالش

اقلیم معرفت را بے مثل تاجدارے

در بزم حق شناساں تابندہ بد خصالش

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

از شمس ملت دیں روشن جماعت حق
حسن آفریں بعالم لطف آ فریں جمالش
احمدؔ بگفت سالش گفتا چوں یار صادق
روشن بیاد گاری چوں شد بحق و صالش
از'' خاطر مقدس'' باتام او شمار بد ۱۳۹۸ء
گو ''مرشد معظم نور حسین'' سالش ۱۹۷۸ء

۳۔

(جناب محمد زبیر فاروقی شوکتؔ الہ آبادی۔کراچی)

چو رخت سفر بست پیر طریق
سحاب الم بر جماعت زدہ
پئے سالِ رحلت سرو شم بگفت
''مطیع شرع مہر تاباں شدہ''۱۳۹۸ھ

۴۔

(ابوالطاہر فدا حسین فداؔ مدیر ماہنامہ ''مہر و ماہ'' لاہور)

''ترحیل محرم راز'' ۱۳۹۸ء
''ترحیل ہادی خلق'' ۱۳۹۸ھ
''ترحیل نیک سیرت'' ۱۳۹۸ھ
اُٹھ گئے ہیں جہان زار سے وہ
میر ملت کے آہ ! نور عین

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ان کی رحلت پہ ہر طرف سے آہ
آ رہی ہے ندائے شور و شین
معتقد آپ کے تھے جو دل سے
غم فرقت میں ہو گئے بے چین
دین و ملت کے پاسدار و نقیب
ذات تھی جن کی نعمت دارین
ہو گئے وہ مقیم باغ بہشت
از رہ لطف سید کونینؐ
سال ترحیل پر فدؔا ان کے
بولا ہاتف ، ''حضور نور حسین''۱۳۹۸ھ

۵۔

(حضرت قمر یزدانی۔ پنوانہ ضلع سیالکوٹ)

''انوار مغفرت'' ۱۹۷۸ء
''تاریخ ارتحال بندۂ اللہ'' ۱۹۷۸ء
گرامی مرتبت شیخ طریقت
جو تھے نور حسین پاک سیرت
درخشاں گوہر درج نجابت
تھے نور دیدۂ شاہ جماعت
وقار محفل اہل بصیرت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

چراغ منزل عرفان و حکمت
ہوئے ہیں عازم گلزار جنت
ہمارے رہبر راہ ہدائیت
قمرؔ! تم بھی کہو تاریخ رحلت
''شہنشاہ ولائیت شمس ملت'' ۱۹۷۸ء

۶۔

(جناب خلیل آتشؒ سیکرٹری مجلس بلھے شاہؒ۔ قصور)

جانب خلد چلے مرد حقیقت آگاہ
پرچم حق و صداقت کو اٹھائے رکھا
لوگ کہتے ہیں جنہیں ''نور حسین ابن علی
شاہ جماعت'' کو انہیں دولہا بنائے دیکھا''

۱۔۱۳۹۹۔۱۳۹۸ھ

۷۔

(حضرت صابر براریؒ جے ون ۵۶۔ کورنگی، کراچی)

''شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب'' ۱۹۷۸ء
''جانشین امیر ملت الاسلام محدث علی پوری'' ۱۹۷۸ء
ہائے چمن سے ہو گیا رخصت باغبان علم و عرفان
لالہ و گل میں پہلے جیسی اب کہاں رنگت نزہت
آپ تھے جان جان سرورؐ ، آپ تھے آل آل حیدرؓ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نور نگاہ شاہ جماعتؒ شیخ طریقت شیخ طریقت
عالم و فاضل ، واعظ و حافظ ، سالک و ذاکر، عارف کامل
عابد و زاہد شان ولائیت مہر شریعت
جام مئے توحید پلایا، عشق نبیؐ ہر دل میں سمایا
آپ سے پائی خلق خدا نے رشدو ہدایت رشد و ہدایت
آپ نے بخشا ایک جہاں کو نور ایماں نور عرفاں
آپ تھے بے شک بزم جہاں میں شمع حقیقت شمع حقیقت
محو الم ہیں جملہ اعزہ، چشم پرنم سارے احباء
غمگیں ارباب عقیدت اہل نسبت اہل نسبت
مصرعہ رحلت سوچ رہا تھا، آئی صدائے ہاتف غیبی
کہئے صابرؔ: زبدۂ محفل شمس الملت شمس الملت''۱۹۷۸ء

۸۔

(حضرت یزدانی جالندھریؒ مدیر ماہنامہ ''محفل'' لاہور)

''ندائے غم فروز''۱۳۹۸ء

دست اجل نے لوٹ لیا ہے دل کا سکون روحوں کا چین
دار بقا کو ہوئے روانہ آج جو نور حسین
نجم شریعت ،ماہ طریقت، روح شرافت ، جان وفا
خلق میں نقش خلق پیمبرؐ ، صورت و سیرت میں حسنینؓ
نور حسین اعظم شاہ بھی، پیکر عظمت ، صاحب جاہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ان کی جدائی چھین گئی ہے اہل ارادت کا سکھ چین
ان کی جدائی اہلصفا کی صف میں کر گئی حشر بپا
ان کی جدائی میں شق سینے ، آنکھیں نم، ہونٹوں پر بین
ان کے نام سے تابندہ تھا نام امیر ملتؒ کا
ان کے جاتے بزم وفا پر چھا گئی غم کی کالی رین
لوحِ مرقد پر اب لکھ دو خون جگر سے یزدانی
سال رحلت، "شمس دین و ملت سیدِ نور حسین" ۱۳۹۸ھ

۹۔

(جناب فزوںؔ قضائی اکبرآبادیؒ۔ کراچی)

اے چراغ راہ عرفاں، رہبر راہ نجات!
اے شریک درد ملت ارفع و اعلیٰ صفات!
اے گل باغ رسالت اے علیؓ کے نو نہال!
ہادیٔ دین متیں ، جنت نشاں اے خوشخصال!
آپ عالی مرتبہ ہیں آپ ہیں صد احترام
اولیاء کی بزم میں ہے آپ کا اعلیٰ مقام
شاہ سید نور حسین اے ہے شان عالی بے مثال
"چشم نم آب فزوںؔ" لکھو آج تاریخ وصال" ۱۹۷۸ء

(جناب آفتاب الدین احمد آفتابؔ میرٹھیؒ، میرٹھ (یوپی، بھارت)

ہر زباں پر ہے یہ بین شاہ سید نور حسین

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

چار جانب شو روشیں شاہ سید نور حسین

موت نے توڑا ستم ، ہر دل ہوا وقف الم

چھن گیا آرام و چین شاہ سید نور حسین

کر گئے سینہ فگار ، لے گئے صبرو اقرار

اشک غم ہیں اور نین شاہ سید نور حسین

دل توڑ کر جانا نہ تھا، منہ موڑ کر جانا نہ تھا

سن مریدوں کا یہ بین شاہ سید نور حسین

نیک دل شیریں مقال، خوش خصال و بے مثال

دین کی دنیا کی زین شاہ سید نور حسین

آ کے اے گیارہ مئی کیوں چھین کر تو لے گئی

ہم سے ہمارے دل کا چین شاہ سید نور حسین

چھپ گئے جا کر کہاں ، ملتا نہیں نام و نشاں

ڈھونڈ مارے مشرقین شاہ سید نور حسین

کیسے سامان ہیں بہم ہاں خوبی شہر و عدم

کیجئے کچھ ہم سے بین شاہ سید نور حسین

آفتابؔ رب کر دعا ، آپ کے جرم و خطا

بخشے خداء خافقین شاہ سید نور حسین

لکھ دے سال ارتحال، بن گئے پا کر وصال

"آج کس جنت کی زین شاہ سید نور حسین" ۱۳۹۸ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۱۔

(حضرت طارقؔ سلطانپوری۔ حسن ابدال ضلع اٹک)

"حسنِ گلستان طریقت" ۱۳۹۸ھ

"تابش خورشید مجد حق" ۱۹۷۸ء

معلّٰی پیکر نور حسینؑ، آلِ رسول اللہ

وہ شمس اوج حق جس کا قریب و دور آوازہ

خجستہ بخت تھا شاہ جماعت" کا جگر پارہ

خدا یاد آئے جس کو دیکھ کر وہ خوب رو بندہ

بزرگوں کے کمال فقر کا لاریب تھا مظہر

قد بالا پر اس کے راست تھا عرفان کا جامہ

نرالی اس نے زینت مسند اسلاف کو بخشی

کیا واضح جہاں والوں پہ اہل فقر کا رتبہ

دیکھا یا اس نے مخلوق خدا کو جاں فشانی سے

ہدایت کا سعادت کا فلاح و خیر کا رستہ

تصوف کے اکابر میں مقام اس کا نمایاں ہے

بلند اس کا ہے خاصان خدا کی بزم میں درجہ

بہت ہیں ماورا اس کے فضائل میری دانش سے

جو اوصاف اس کے ہیں، مجھ کو کہاں ہے ان کا اندازہ

رقم کی منقبت اس کی یہ دیرینہ تمنا تھی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کہ میں بھی خاندان میر ملتؒ کا ہوں دلدادہ
مجھے تھی فکر، فرمایا سروش غیب نے طارقؒ
سن وصل اس کا ہے ''اوج چراغ محفل طیبہ'' ۱۳۹۸ھ

آپ کے چند اقوال درج ذیل ہیں جو قارئین کے لیے خضر راہ ہیں:۔

۱۔ عشق رسول ﷺ سے بڑھ کر کوئی اور دولت نہیں ہے۔

۲۔ شریعت کی پابندی کا نام ہی ولائیت ہے۔

۳۔ مہمانوں کی خدمت کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔

۴۔ صفائی، ایمان کی علامت ہے۔

۵۔ دنیاوی مال و دولت سے پیار آخرت کی تباہی ہے۔

۶۔ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا جنت خریدنا ہے۔

۷۔ درود شریف سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ہے۔

۸۔ اللہ کے بندوں کی خدمت میں حاضری دیا کرو تا کہ فلاح پاؤ۔

۹۔ سلسلہ نقشبندیہ سب سلسلوں سے اعلیٰ اور سرتاج ہے۔

۱۰۔ تصور شیخ گناہوں سے بچنے کا بہترین طریقہ اور ذریعہ ہے۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۴۳۰، ۲۹۲ تا ۶۹۷۔

۲۔ ''تاریخ رفتگان'' جلد دوم از صابر براری مطبوعہ کراچی ۱۹۹۸ء ص ۸۲۔

۳۔ ''تذکرہ اولیا علی پور سیداں'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ ۱۹۹۸ء ص ۸۸ تا ۹۴۔

۴۔ ''تحریک پاکستان اور مشائخ عظام'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۰ء ص

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۸۵۔

۵۔ "دوسرا سالانہ مجلہ یادگار امیر ملت"، کراچی ۱۹۷۹ء ص ۳۲۔

۶۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور بابت مئی ۱۹۷۸ء ص ۲۲۔

۷۔ ماہنامہ "نور الحبیب" بصیر پور ضلع ساہیوال بابت ماہ جون ۱۹۷۸ء ص ۲۱،۲۳۔

۸۔ ماہنامہ "فیضان" لاہور بابت جون جولائی ۱۹۷۸ء ص ۴۴۔

۹۔ ماہنامہ "المیزان" بمبئی (بھارت) مئی ۱۹۷۸ء ص ۴۔

۱۰۔ "تاریخ مشائخ نقشبندیہ" از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۲ء ص ۵۲۳۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حاجی ذاکر علی رہتکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۰۲ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۷۹ء

حاجی ذاکر علی بن حضرت حافظ انور علیؒ (۱۸۴۱ء۔۱۹۲۰ء) ڈسٹرکٹ جج رہتک کی ولادت ۱۳۲۰ھ بمطابق ۔۱۹۰۲ء میں محلہ قلعہ رہتک شہر میں ہوئی۔ میٹرک کرنے کے بعد رہتک میں ہی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس میں کلرک بھرتی ہو گئے اور ترقی کرتے ہوئے ہیڈ کلرک بن گئے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے پر آپ کا تبادلہ سرگودھا میں ہو گیا۔ چنانچہ آپ ۱۳ نومبر ۱۹۴۷ء کو اسی آسامی پر سرگودھا میں فائز ہوئے۔ فروری ۱۹۴۹ء میں لائل پور (حال فیصل آباد) تبدیل ہو گئے۔

جون ۱۹۵۰ء میں اے جی پی آر کراچی کے دفتر میں تبادلہ کروالیا کیونکہ تمام عزیز و اقارب یہیں قیام فرماتھے۔ جون ۱۹۶۳ء میں بعمر ساٹھ سال سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ سے ریٹائر ہو گئے اور پھر پی ای سی ایچ سوسائٹی آفس کراچی میں بمشاہرہ سوا گیارہ سو روپے ملازم ہوئے اور ۱۹۷۸ء میں اکاؤنٹ آفیسر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

آپ نے مولانا محمد حسین قصوریؒ (۱۸۶۸ء۔۱۹۲۷ء) قاضی حفیظ الدین رہتکیؒ (۱۸۷۱ء۔۱۹۴۴ء) مولانا عبدالمجید جھجروی قصوریؒ (۱۸۸۲ء۔۱۹۵۶ء) مولانا محمد وقی سونی پتیؒ (ف ۴۱۔۱۹۴۰ء) مولانا پروفیسر عابد حسن فریدی (۱۸۷۹ء۔۱۹۴۵ء) مولانا حامد حسن قادریؒ (۱۸۸۷ء۔۱۹۶۴ء) سے دینی تربیت حاصل کی اور ۱۰ جولائی ۱۹۲۰ء کو

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت امیر ملتؒ کے دست حق پر شرف بیعت حاصل کیا۔ اور ۲۸ فروری ۱۹۴۸ء کو علی پور شریف میں حاضر ہوئے تو اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔

آپ بڑے عابد وزاہد اور متقی بزرگ تھے۔ کئی دفعہ حج وزیارت کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔ ۱۹۴۶ء کے حج مبارک پر آپ نے حاجیوں کی بہت خدمت کی تو حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے خوش ہو کر فرمایا کہ:

''تم نے حاجیوں کی بڑی خدمت کی ہے میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ تمہارا حج مقبول ومبرور ہوا''

آپ کراچی میں سلسلہ عالیہ کی تبلیغ وترویج میں دن رات کوشاں رہے۔ حضرت بخشی مصطفیٰ علی خاںؒ (۱۸۸۲ء۔۱۹۷۴ء) ۱۹۵۱ء میں جب حضرت امیر ملتؒ کے حکم پر کراچی سے مدینہ شریف ہجرت فرمانے لگے تو انہوں نے جوہر ملت حضرت صاحبزادہ سید اختر حسین علی پوریؒ (۱۹۱۱ء۔۱۹۸۰ء) کے ذریعے حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے دریافت کیا کہ میرے چلے جانے کے بعد کراچی میں کون کام کرے گا تو حضرت قدس سرہ، نے ادنیٰ تامل کے بعد فرمایا کہ ''ذاکر علی سے بہتر کوئی آدمی نہیں ہے''۔ چنانچہ توسیع سلسلہ کے لیے آپ نے بہت قابل قدر کام کیا۔

مندرجہ ذیل کتابیں آپ کے علمی ذوق کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

۱۔ ذکر الٰہی (حصہ اول): یہ آپ کے والد گرامی حضرت حافظ انور علی رہتکی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی انگریزی تصنیف (ZAKIR'S HANDBOOK) کا اردو ترجمہ ہے۔

۲۔ ذکر الٰہی (حصہ دوم): یہ آپ کی ہمشیرہ کلاں جنابہ صوفیہ باندیؒ (ف ۱۹۷۲ء،

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

سرگودھا) کی کتاب ذاکرہ بیگم کی تلخیص ہے۔

آپ کی رحلت ۱۵ مئی ۱۹۷۹ء مطابق ۷ اجمادی الثانی ۱۳۹۹ھ بروز منگل بوقت فجر حالت نماز میں ہوئی اور قبرستان پاپوش نگر کراچی میں سپرد خاک ہوئے۔

بہت سارے شعراء نے ''قطعات تاریخ وفات'' کہے۔ چند ایک درج ذیل ہیں:۔

(جناب فریدؔ قریشی اکبرآبادی ایڈیٹر سہ ماہی ''تصوف'' کراچی)

میرے ممدوح حاجی ذاکر علیؒ
فیض روحانی کا تھے جو ایک باب
قبلہ عالمؒ کے منظور نظر
اور تھے انور علیؒ کے دل کی تاب
تھے جماعت میں علی کی وہ شریک
میر حلقہ تھے کراچی کے جناب
انکسار و عز و طاعت بے ریا
زہدو تقویٰ آپ کا تھا بے حساب
از سر افسوس کہہ دو اے فریدؔ
''فوت شد ذاکر علی صاحب جناب''

۱۹۷۸+۱=۱۹۷۹ء۔

(جناب مرزا عبداللطیف لطیفؔ دہلوی نقشبندی۔ کراچی)

جانثار رحمۃ اللعالمین

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جاں نواز مسلک عرفان و دیں
سر براہ راہ اہل معرفت
سر گروہ سر ایمان و یقین
مطلع صدق و صفا ذوق جمیل
مقطع فیضان و افکار حسیں
ہر کنایہ ، استعارہ بر محل
بات بات ان کی نبات وانگبیں
کچھ لکھوں ان کے لے تو کیا لکھوں
وہ مجسم فقر، میں زارو حزیں
آنکھ سے بے شک وہ اوجھل ہو گئے
ہاں مگر دوری میں بھی دل کے قریں
آفتاب آیا تری آغوش میں
فخر کر تو اے کراچی کی زمیں
اب تو تاریخیں بھی ہوں ایسی لطیف
ناز فرما جس پہ ہونا ناز آفریں
حاجی ذاکر علی ارباب علم
فضل حق ، حب نبی حق الیقیں ۱۳۹۹ھ

ایضاً

مرشد والا کا ذوق زندگی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ذکر حق، حب علیؓ عشق نبیؐ
گفتگو تبلیغ دینی کا بدل
اور خموشی بھی طریقت کا عمل
خوب مہکایا جماعت نے دماغ
خوب تھا گویا علی پوری کا باغ
آخرش در پردہ، پردہ کر گیا
وہ بلا شک مطلع انوار تھا
سال وصل پاک ہے یہ بینظیر
"حاجی ذاکر علی ماہ منیر" ۱۳۹۹ھ

(جناب راشد حسن قادری نقشبندی۔کراچی)

"جناب مولانا حاجی ذاکر علی صاحب نقشبندی" ۱۳۹۹ھ

وہ ہمہ لطف و عنایت وہ مجسم التفات
شعر میں راشدؔ کروں میں کیا بیاں ان کے صفات
ان کی ہر اک گفت گو کی ابتدا مرشد کی بات
عشق مرشد سے عبارت زندگی کی کائنات
ان کی حکایت یا لطیفہ یا کوئی اک داستان
سہل فرماتے تھے اس طرح تصوف کے نکات
نقشبندی سلسلہ کی خدمت و ترویج
وقف کر دی تھی زندگی کی صبح مسا دن اور رات

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

فیض محبوب الٰہی صحبت حضرت جمیل
شبہہ جماعت کے تصرف سے وہ سیر کائنات
سالکوں کا رہنما اور ناقصوں کا دستگیر
وہ چراغِ رہنما گل کر گئی ان کی وفات
میرے آقا میرے ملجا مرشدی ذاکر علی
میرے حق میں بھی دعا کیجیے ز راہ التفات
کہہ کے "قلب اولیاء واصفیا ذاکر علی" ۱۳۹۹ھ
"تاجدار معرفت" بھی پائی تاریخ وفات ۱۳۹۹ھ

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۲۳۔

۲۔ "خفتگان کراچی" از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء، ۱۶۱، ۱۶۲۔

۳۔ "وفیات مشاہیر پاکستان" از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۸۰۔

۴۔ سہ ماہی "تصوف" کراچی بابت جنوری تا مارچ ۱۹۸۴ء ص ۲۷، جولائی تا ستمبر ۱۹۸۸ء ص ۴۱۔

۵۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" جون جولائی ۱۹۷۹ء ص ۳۵۔

۶۔ "مکتوب گرامی الحاج ذاکر علی" بنام مؤلف از کراچی محررہ ۳۰ اگست ۱۹۷۶ء۔

۷۔ "مکتوب گرامی جناب حسام الدین" بنام مؤلف از کراچی محررہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۶ء

۸۔ "تذکرہ شبہہ جماعت" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۷۔

۹۔ مکتوب گرامی پروفیسر محمد اسلم محررہ از لاہور مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۹۱ء بنام مؤلف

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

منشی احمد دین گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۹۷ء ــــــــ ۱۹۸۰ء

حضرت منشی احمدین بن امام بخش کی ولادت ۱۸۹۷ء میں موضع کالرہ کلاں ضلع گجرات میں ہوئی۔ پرائمری پاس کرنے کے بعد والد ماجد کے ساتھ شریک کاروبار ہو گئے۔ دینی ماحول میں پرورش پانے کی وجہ سے بچپن ہی سے نماز، روزہ کے پابند تھے۔ علماء کرام اور صوفیائے عظام سے غایت درجہ عقیدت تھی۔

ذرا ہوش سنبھلنے پر ایک ہندو کے پاس بھٹہ خشت میں ملازم ہو گئے اسی دوران آپ کے ایک مخلص دوست حاجی سردار خان مرحوم (جو پولیس میں ملازم تھے) نے آپ کو بتایا کہ گجرات میں حضرت پیر سید ولایت شاہؒ (۱۸۸۸ء۔۱۹۷۰ء) نہایت مؤثر وعظ کرتے ہیں اور سچے عاشق رسول انام ﷺ اور صاحبدل ہیں چنانچہ آپ نے حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد بیعت کے لیے درخواست کی تو حضرتؒ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ اس پر آپ نے عرض کیا:۔

"سنا ہے کہ وہ بادشاہوں کے پیر ہیں، ہم غریبوں کو کون پوچھے گا"؟

تین سال اسی کشمکش میں گزر گئے۔ پھر حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے حضرت پیر ولایت شاہؒ کو خلافت عطا فرمائی تو آپ ان سے بیعت ہو گئے۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، آپ سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت قدس سرہ، نے پیر ولایت شاہؒ سے فرمایا کہ ''اپنے درس قرآن کے مدرسہ کو وسعت دے کر مکمل درس نظامی اور دورۂ حدیث کا بندوبست بھی کرو''۔ اس کے ساتھ ہی آپ (منشی احمدین) کو بھی حکم دیا کہ ''مدرسہ کے لئے کام کرو''۔ چنانچہ ۱۹۲۴ء میں ''مدرسہ انجمن خدام الصوفیہ'' گجرات قائم کیا گیا، جس کے سرپرست حضرت امیر ملت قدس سرہ، مہتمم، پیر سید ولایت شاہ، صدر لالہ فضل الٰہی شہید پگانوالہ، خازن، لالہ برکت علی اور سیکرٹری آپ تھے۔ اس مدرسہ نے جو ترقی کی اور جس قدر خدمات انجام دیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ نیز آپ ''انجمن خدام الصوفیہ'' گجرات کے بھی سیکرٹری رہے۔

۱۹۳۶ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ حضرت پیر سید ولایت شاہؒ نے بھی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ ثانی الذکر کی رحلت تک سفر وحضر میں ان کے ساتھ رہے۔ گھریلو حالات سے فارغ البال تھے۔ اینٹوں کے تین بھٹے آپ کی ملکیت تھے۔

کئی دفعہ آپ حضرت امیر ملت قدس سرہ، اور ان کے نبیرۂ اعظم جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ (۱۹۱۱ء۔۱۹۸۰ء) کے ساتھ بھی دوروں پر رہے لیکن کبھی بھی کسی سے کوئی نذرانہ کرایہ وغیرہ نہیں لیا۔

آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے حکم پر سیاسی امور میں بھی حصہ لیا۔ ۱۹۳۲ء میں ''کشمیر ایجی ٹیشن'' کے سلسلے میں حضرت پیر ولایت شاہؒ کے ساتھ گرفتار ہوئے اور چھ ماہ قید بامشقت کی سزا برداشت کی۔ پیر ولایت شاہؒ انبالہ اور گجرات میں پابہ زنجیر رہے اور آپ کو گجرات، جہلم، لائل پور (حال فیصل آباد) اور جھنگ کی جیلوں میں سنت یوسفی ادا کرنا پڑی۔ جیل میں بھی آپ نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ اگرچہ اس کی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پاداش میں آپ کو بیڑیاں بھی پہنائی گئیں مگر آپ ثابت قدم رہے اور حق کا پھریرا بلند کرتے رہے۔

ایک حج میں آپ نے حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی شدید علالت کے دوران بہت خدمت کی۔ رات دن خدمت پر کمر بستہ رہے۔ بعد ازاں ایک دفعہ آپ نے حضرت سے دعا کی درخواست کی تو حضرت نے فرمایا۔ ''میں'' تمہاری حج کے زمانے کی خدمت نہیں بھولا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تم کو بہت دیں گے۔

جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا ہے، آپ کی تعلیم صرف پرائمری تھی۔ دینی تعلیم بالکل حاصل نہیں کی تھی مگر یہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی نظر کرم تھی کہ آپ بڑے زبردست مقرر اور مناظر بن گئے۔ واقعہ یوں ہے کہ سارداا ایکٹ (۲۹۔۱۹۳۰ء) کے زمانہ میں آپ علی پور شریف حاضر تھے کہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے ۵ جنوری ۱۹۳۰ء کو اعلان فرمایا:۔

''حکومت برطانیہ نے اس ایکٹ کے ذریعے نابالغ لڑکیوں کا نکاح خلاف قانون قرار دے دیا ہے۔ میں نکاح پڑھاؤں گا اور حکومت کو بھی اطلاع دوں گا۔''

حضرت کے اس اعلان حق کے بعد آپ نے بھی تائید فرمائی۔ پھر خلیفہ امیر ملت پیر حیات محمد سیال کوٹیؒ (۱۸اء۔۱۹۴۲ء) نے سفارش کی کہ حضور منشی صاحب کو حکم دیں کہ وہ گجرات میں حضرت پیر ولایت شاہ سے ملیں اور تبلیغی کام کر کے لوگوں کو دین کی طرف بلائیں حضرت نے فرمایا: منشی صاحب! ''واعظ کہا کرو'' قطب زمانہ کی زبان مبارک کا اثر تھا کہ آپ نہ صرف تبلیغ کے میدان کے شہسوار بنے بلکہ مذاہب باطلہ کے ماننے والوں سے مناظرے کر کے انہیں شکست فاش دی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ایک دفعہ چک نمبر ۹ ضلع سرگودھا کے ایک بھنگی پوتی پیر کے ساتھ آپ کا مناظرہ ہوا۔اس نے آپ کو چیلنج کیا کہ اگر تم سچے ہو تو آگ کھا کر دکھلاؤ۔آپ نے اللہ کا نام لے کر حضور ﷺ کے صدقے اور حضرت امیر ملت قدس سرہ، کا تصور کر کے ایک کوئلہ پکڑ کر چبایا۔ لوگ حیران رہ گئے۔بعد میں نقلی پیر کی باری آئی تو اس نے راہ فرار اختیار کر لی۔

آپ کو شعر و شاعری کا بھی ذوق تھا۔پنجابی میں شعر کہتے تھے۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی شان میں آپ نے کئی قصیدے لکھے جو بے حد مقبول ہوئے۔قارئین کی ضیافت طبع کے لئے ذیل میں ایک قصیدہ نقل کیا جا رہا ہے۔

توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا
سانوں تیرا رہندا چا علی پور والڑیا
توں شاہ امجد ﷺ دا دوہتا ایں
توں شاہ علیؓ دا پوتا ایں
تیری زہرہؓ خاتون ماں علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا
توں ولیاں وچ لاثانی ایں
تیری چن جیسی پیشانی ایں
تیری سوہنی نازو ادا علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا
توں حاجی حرم ضرور ہویوں
تو حاضر وچ حضور۔ ہویوں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ملیا نانا تیں گل لا علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا
جا طیبہ ڈیرے لائیو نی
درشن نانے والے پائیو نی
چادر پاک یمانی چا علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا
نقشبندی دا نقش پکا کے
بابا جی تھیں جاگ لگا کے
آیوں رنگ چڑھا علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا
تیر شان دا جو انکاری وے
اوہدی مت شیطان نے ماری اے
اوہ خود ہو یا گمراہ، علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا
جو کاذب نبی پنجابی آہا
وچہ مقابلے تیرے شاہا
اوہ کیتا رب فنا، علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا
جدوں سار دا بل مشہور ہویا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اوہ کونسل وچ منظور ہویا
توں کیتا ٹکڑے چا، علی پور والیا
توں کدی تاں مکھ وکھا ولی پور والیا

ڈاکو حلقے وچ لیا کے
واپس کیتے غوث بنا کے
جاری قلب کرا ، علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

بادشاہاں دا پیر سدا کے
وچہ غریباں مجلس لا کے
دتوی خلق وکھا علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ علی پور والڑیا

بوٹے عجب عجیب لگا کے
نفی اثبات دا پانی لا کے
دتے باغ کھڑا، علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

احمد تے سردار بیچارے
سیدا تیرے پکڑ سہارے
آئے ہو گدا، علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سنگی ساتھی ساڈے سارے

آئے بھار گناہ دے مارے

کر ہُن چا دُعا ، علی پور والڑیا

توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے ارشاد پر تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان منظور ہونے کے بعد اپنا تن من دھن حصول پاکستان کے لیے وقف کر دیا۔ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں ضلع گجرات میں مسلم لیگی امیدواروں کی ڈٹ کر حمایت کی اور کئی مخالف امیدواروں کی ضمانتیں ضبط کروائیں۔ تفصیل کچھ اس طرح ہے:۔

نمبر شمار	نام حلقہ	نام امیدوار	نام جماعت	حاصل کردہ ووٹ	نتیجہ
۱	گجرات شمالی		مسلم لیگ	۸۷۴۲	کامیاب
۲	//	چوہدری بہاول بخش، خان بہادر، پیر محمد	یونینسٹ	۸۷۴۳	ناکام
۳	//		آزاد	۱	ضمانت ضبط
۴	گجرات جنوب مشرقی	چوہدری فضل الٰہی میاں فتح محمد عبدالعزیز	مسلم لیگ	۱۰۸۳۸	کامیاب
۵	//		یونینسٹ	۲۳۰۱	ناکام

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۶	گجرات شمالی مغربی	چوہدری جہان خان احمد یار	مسلم لیگ	۸۲۵۳	کامیاب
۷	//		یونینسٹ	۲۹۳۵	ناکام

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ پھر ۱۹۷۴ء کی ختم نبوت کی تحریک میں بھی فعال ہے۔ ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ میں سرفروشی کا مظاہرہ کیا۔ آپ کی خدمات ضلع گجرات کی تاریخ کا ایک اہم باب ہیں۔

آخری ایام میں کبر سنی کی وجہ سے بوجوہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں مقیم ہو گئے اور وہیں رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ مطابق جولائی اگست ۱۹۸۰ء میں رحلت فرمائی۔ اپنے آبائی گاؤں کالرہ کلاں ضلع گجرات میں آخری آرام گاہ بنی۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' از پیر سید اختر حسین علی پوری پروفیسر محمد طاہر فاروقی مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۴۰، ۲۰۲، ۷۱۵۔

۲۔ ''جہان امیر ملت'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ برج کلاں (قصور) ۲۰۰۱ء ص ۱۱۳۔

۳۔ ''خفتگان گجرات'' از ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ مطبوعہ گجرات ۱۹۹۶ء ص ۲۹۵۔

۴۔ ''عظیم قائد اعظم تحریک'' جلد اول از ولی مظہر ایڈووکیٹ مطبوعہ ملتان ۱۹۸۳ء ص ۴۱۳۔

۵۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ اگست ۱۹۳۱ء ص ۵۳ تا ۵۵ دسمبر ۱۹۳۱ء ص ۳۷۔

۶۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور بابت دسمبر ۱۹۸۰ء جنوری ۱۹۸۱ء ص ۳۸۔

۷۔ ''وفیات مشاہیر پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ...

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید اختر حسین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۱۱ء ـــــــــــ ۱۹۸۰ء

جوہر ملت حضرت قبلہ پیر سید اختر حسینؒ ابن سراج الملت پیر سید محمد حسینؒ (۱۸۷۸ـ۱۹۶۱ء) ابن امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہؒ (۱۸۴۱ءـ۱۹۵۱ء) ابن سید کریم شاہؒ (۱۷۷۱ءـ۱۹۰۲ء) کی ولادت ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء، ۱۷ اگست بروز جمعرات میں علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ (نارووال) میں ہوئی۔ ''اختر حسین'' تاریخی نام رکھا گیا جس سے ۱۳۲۹ھ کے عدد نکلتے ہیں ہوش سنبھالنے پر حافظ محمد یعقوبؒ جامع مسجد کوٹ، علی پور شریف سے حفظ قرآن کیا اور پھر مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف میں داخلہ لے لیا۔ وہاں مولانا عبدالمجید کیمبل پوریؒ، مولانا محمد ابراہیمؒ اور والد گرامی سراج الملت پیر سید محمد حسینؒ کے حضور زانوے تلمذ تہہ کر کے سند فراغت حاصل کی۔ اس طرح پندرہ سال تک علم حاصل کرنے کے بعد ''فاضل اکمل'' ہو کر نکلے۔

سند فراغت کے بعد جد امجد حضرت امیر ملت قدس سرہ نے آپ کی روحانی تربیت فرمائی اور خلافت واجازت سے نوازے گئے۔ پچیس سال تک سفر وحضر میں جد امجد کی خدمت بابرکت میں رہے اور شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت کے خزانے لوٹتے رہے۔ جد امجد کے قدموں کے ساتھ تمام مسلم مفاد مذہبی ملی اور سیاسی تحریکوں میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ فن تقریر جد امجد سے سیکھا اور مشکل سے مشکل مسائل کو عام فہم انداز میں بیان کرنے کا ملکہ حاصل کیا۔ فلسفہ اور منطق پر مہارت تامہ رکھتے تھے۔ انداز تقریر عالمانہ، محققانہ، فلسفیانہ اور رموز خانہ ہوتا تھا۔ جس چیز کو بیان فرماتے پہلے قرآن و حدیث

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اجماع امت اور فقہ سے ثابت کرتے۔ اس کے بعد فلسفہ و منطق اور مغربی مفکرین کے افکار کی روشنی میں ایسے دلائل دیتے کہ سامعین عش عش کر اٹھتے۔ جونہی آپ کا خطاب شروع ہوتا لوگ ہمہ تن گوش ہو کر اس طرح بیٹھ جاتے جیسے سر پر پرندے بیٹھے ہوں۔ جوں جوں تقریر لمبی ہوتی دلائل و براہین کے انبار لگتے جاتے اور عشق رسول ﷺ کے چشمے پھوٹنے لگتے۔ سامعین کے دلوں کی یہ آواز ہوتی کہ وہ بولتے رہیں اور ہم سنتے رہیں اور تمام عمر اسی طرح ہی تمام ہو جائے۔

مذاہب باطلہ کی تردید میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ مذہب اہل سنت و جماعت کی حقانیت کو اس طرح بیان فرماتے کہ مخالفین کو تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہ رہتا۔ وہابیہ، دیوبندیہ اور شیعہ کی بلاخوف و خطر اور مدلل تردید فرماتے۔ محرم الحرام میں جب بھی "مسجد نور علی پور شریف" میں جلسہ ہوتا تو آپ تشریف لا کر اپنے مواعظ حسنہ سے سامعین و حاضرین کے عقائد کو اک ولولہ تازہ بخشتے۔ اور شیعہ حضرات کو بھی دعوت اصلاح عقائد دیتے اور اپنے ہم عقیدہ حضرات اہلسنت و جماعت کو خبردار کرتے کہ ہمارا شیعہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت قبلہ نہ صرف شیخ طریقت ہی تھے بلکہ ایک بلند پایہ عالم دین، زبردست مناظر۔ اعلیٰ درجے کے انشاء پرداز، نامور ادیب، شعلہ نوا خطیب اور منجھے ہوئے سیاستدان بھی تھے۔ جد امجد کی بے مثال قیادت میں ملی و سیاسی تحریکوں میں جاندار کردار ادا کیا ہے ۱۹۳۱ء میں ریاست جموں و کشمیر میں "توہین قرآن" کے خلاف تحریک چلی تو آپ قافلہ سالار بن کر وہاں پہنچ گئے اور تحریک کے دستور کے مطابق سرخ لباس پہن کر حکومت کشمیر کے خلاف زبردست تقریریں کیں۔ مسلمانوں پہ عظمت قرآن واضح کی اور للکارتے ہوئے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

فرمایا کہ:۔

”محمد عربی ﷺ کے غلام اپنی گردنیں کٹا سکتے ہیں مگر دین حنیف پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔“

آپ کی تقریروں سے ایوان حکومت میں کھلبلی مچ گئی اور دنیا نے حکیم الامتؒ کے اس شعر کی عملی تفسیر کو دیکھا۔

الفاظ ، معانی میں تفاوت نہیں لیکن

ملا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

”۱۹۳۵ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی زیر قیادت تحریک شہید گنج چلی تو آپ نے جد امجد کی پاکیزہ و نورانی معیت میں بھرپور کردار ادا کیا۔“ مجلسِ اتحادِ ملت میں بھی شاندار کردار کا مظاہرہ کیا۔ تحریک پاکستان کا دور آیا تو حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی تمام اولاد امجاد اور متوسلین سلسلہ عالیہ کفر و اسلام کی اس جنگ میں کود پڑے۔

۱۹۴۰ء میں ”قرارداد پاکستان“ منظور ہوئی تو حضرت امیر ملتؒ نے اس کی زبردست حمایت کی اور مسلم لیگ کی تائید و حمایت میں تن من دھن کی بازی لگا دی۔

”حضرت جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہؒ نے تحریک پاکستان میں بھرپور جدوجہد کی۔ شب و روز دورے کر کے مسلم لیگ کو عوام دلوں کی دھڑکن بنا دیا۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ ان انتخابات میں آپ نے تحصیل نارووال میں دورے کر کے اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے مسلم لیگ کے امیدوار میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ (۱۹۱۶ء۔۱۹۹۵ء) کو کامیاب و کامران کرایا۔ پھر جد امجد کے حکم پر بھلوال ضلع سرگودھا میں مسلم لیگی امیدوار فضل الٰہی پراچہ (۱۸۱۷ء۔۱۹۸۷ء) کی کامیابی و کامرانی کا جھنڈا گاڑا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آپ کی ان مذہبی، سیاسی اور ملی خدمات کی بنا پر عقیدتمندوں نے آپ کو ''جوہر ملت'' کا لقب دیا جو ہر لحاظ سے جائز و درست تھا۔ ۱۹۵۱ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے رحلت فرمائی تو آپ کے والد گرامی سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے اور آپ اپنے والد گرامی کی جگہ مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف کے منتظم و مہتم ٹھہرے اور ساتھ ہی ساتھ کاشتکاری کا محاذ بھی آپ کے سپرد تھا۔

۱۹۵۳ء میں ''تحریک ختم نبوت'' چلی تو آپ نے بڑی جرأت و مردانگی کے ساتھ تحریک کا ساتھ دیا۔ والد گرامی کی نمائندگی کرتے ہوئے تحریک کی کامیابی و کامرانی کیلیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ ۱۹۶۱ء میں حضرت سراج الملتؒ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ کے چچا شمس الملت حضرت پیر سید نور حسین شاہؒ (۱۸۸۹ء۔۱۹۷۸ء) زیب سجادہ ہوئے تو آپ کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔ مدرسہ، زمینداری کے علاوہ امور خانہ داری کا شعبہ بھی تفویض کر دیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ فتوی نویسی میں مفتی مدرسہ کی رہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام دینے لگے۔

۱۹۷۰ء میں سوشلزم کے فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مئی ۱۹۷۸ء میں عم محترم حضرت شمس الملت رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد ان کے چہلم مبارک پر جون ۱۹۷۸ء میں سجادہ نشین ہوئے تو ذمہ داریوں میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔ اب آپ دن کے پیر، زمیندار، مدرسہ کے ناظم اور رات کے عابد و زاہد تھے۔ ۱۹۷۸ء میں ''آل پاکستان سنی کانفرنس ملتان'' میں بعض اہم مجبوریوں کی وجہ سے شرکت نہ کر سکے لیکن ایک جامع پیغام کانفرنس کی کامیابی کی دعا کے ساتھ ارسال فرمایا۔ اسی طرح ۱۹۷۹ء میں ''جمعیت علماء پاکستان'' کے زیر اہتمام راولپنڈی میں ملک گیر ''میلاد مصطفےٰ ﷺ کانفرنس'' کا انعقاد ہوا تو

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آپ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت صاحبزادہ سید نذر حسین شاہ کو اپنی نمائندگی کے لیے بھیجا اور کانفرنس کی کامیابی کے لیے دعا فرمائی۔

آپ تقریر کے ساتھ ساتھ میدان تحریر کے بھی شاہسوار تھے۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" میں آپ کے بیش قیمت مقالات قارئین کی ضیافت طبع کرتے رہے۔

۱۹۷۵ء میں آپ نے "سیرت امیر ملت" کے نام سے اپنے جد امجد کی عظیم الشان سوانح عمری لکھی جو ۸۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب تصوف، مذہب اور سیاست کا نچوڑ ہے۔

یوں تو آپ کی صحت کئی سال سے قابل رشک نہ تھی لیکن رحلت سے چند یوم قبل طبیعت بہت خراب ہو گئی۔ مقامی معالجوں سے علاج کروایا گیا مگر مرض بڑھتا گیا۔ جوں جوں دوا کی کے مصداق صحت بگڑتی چلی گئی۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء ۲۵ ذیقعد ۱۴۰۰ھ بروز سوموار آپ کو کار میں بٹھا کر بغرض علاج لاہور لایا جا رہا تھا کہ مرید کے ضلع شیخوپورہ کے قریب گیارہ بجے قبل از دوپہر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ روضہ امیر ملتؒ کے ایک گوشہ میں آخری آرامگاہ بنی۔

بہت سے شعراء کرام کے قطعات تاریخ وفات کہے۔ بخوف طوالت صرف حضرت قمرؔ یزدانی کا قطعہ نقل کیا جاتا ہے۔

"پیر جہاں سید اختر حسین شاہ" ۱۹۸۰ء

پیر طریقت آشنائے سر لا الہ

ہے موت ان کی باعث غم اور جانکاہ

لکھ فی البدیہہ قمرؔ! پے تاریخ ارتحال

"شمس العلوم سید اختر حسین شاہ" ۱۹۸۰ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نوٹ! تفصیلی حالات کیلیے راقم کی کتابیں ''ذکر اختر'' اور تذکرہ اولیاء علی پور سیداں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ قصوریؔ۔

ماخذ

۱۔ ''ذکر اختر'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ برج کلاں (قصور) ۱۹۸۱ء

۲۔ ''تذکرہ اولیاء علی پور سیداں'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ برج کلاں قصور) ۱۹۹۸ء ص ۹۵ تا ۱۱۲۔

۳۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۶۸۴۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حافظ نور احمد قصوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۰۷ء ـــــــــــ ۱۹۸۶ء

حافظ نور احمد ابن مولانا محمد حسین قصوری (۱۸۶۸ء ـ ۱۹۶۷ء) کی ولادت ۳ دسمبر ۱۹۰۷ء کی شب رہتک شہر (مشرقی پنجاب، انڈیا) میں ہوئی، جہاں آپ کے والد گرامی بسلسلہ ملازمت قیام پذیر تھے۔ ذرا ہوش سنبھالا تو کرنال میں حافظ جمال الدین سے قرآن پاک حفظ کیا۔ ۱۹۲۶ء میں گورنمنٹ ہائی سکول کرنال سے میٹرک کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ پھر میڈیکل سکول امرتسر میں داخلہ لیا۔ دوران تعلیم ہی ۱۹۲۷ء میں والد گرامی کے دست حق پر سعادت بیعت حاصل کیا۔

۱۹۲۷ء میں میڈیکل اسکول امرتسر کی طالب علمی کے دوران ہی حضرت والد گرامی کی رحلت کا حادثہ جانکاہ پیش آیا تو سلسلہ تعلیم منقطع ہو گیا اور واپس اپنے مستقل وطن قصور تشریف لے آئے اور آبائی پیشہ تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ اور پھر تا زیست اس پیغمبری پیشہ کو اپنائے رکھا۔

۱۱ مئی ۱۹۵۱ء کو بر موقعہ سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ پاکستان منعقدہ علی پور سیداں شریف، حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے حضرت پیر سید ولی محمد شاہ المعروف چادر والی سرکار، ملتان (۱۹۱۲ء ـ ۱۹۸۶ء) اور آپ کو شرف خلافت سے نوازا۔ اور توسیع سلسلہ عالیہ کی ہدایت فرمائی۔

ماسٹر محمد کرم الٰہی سیالکوٹی ایڈووکیٹ (۱۸۸۰ء ۱۹۵۹ء) کے اس عالم فانی سے عالم باقی کو سدھارنے کے بعد ۱۰ مئی ۱۹۶۰ء کو حضرت سراج الملت پیر سید محمد حسین سجادہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نشین اولؒ (۱۸۷۸ء۔۱۹۶۱ء) نے بر موقعہ سالانہ جلسہ و عرس مبارک حضرت امیر ملت قدس سرہ، آپ کو ''انجمن خدام الصوفیہ پاکستان'' کا مرکزی جنرل سیکرٹری مقرر کیا۔ آپ نے اس عہدۂ جلیلہ پر فائز ہونے کے بعد اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیئے اور تازیست اپنی تمام تر کاوشوں کو پیر خانے کی خدمت اور سلسلہ عالیہ کی توسیع و ترقی کے لیے بروئے کار لاتے رہے۔

آپ نہایت نیک، متقی، متواضع، مہمان نواز اور فراخدل بزرگ تھے۔ اپنے والد ماجد کے اکلوتے فرزند تھے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ آپ کے والد ماجد حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے خلیفہ اول اور خلیفہ آخر تھے۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۰ جمادی الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۰ فروری ۱۹۸۶ء بروز جمعرات بوقت گیارہ بجے قبل از دوپہر دروازہ پتوں والا قصور میں ہوئی۔ اگلے روز جمعۃ المبارک صبح نو بجے عیدگاہ میں ولئی کامل حافظ محمد اکبر نقشبندی جماعتی نے تین ہزار کے اجتماع میں نماز جنازہ پڑھائی اور بڑے قبرستان نزد مدینہ مسجد کوٹ غلام محمد خاں قصور (منیر شہید روڈ) میں آخری آرام گاہ بنی۔

جس پر اب پختہ عالی شان مزار تعمیر ہو چکا ہے۔

حضرت صابر براری ثم کراچویؒ نے یہ قطعہ تاریخ وفات کہا۔

''طالب معبود حافظ نور احمد جماعتی'' ۱۹۸۶ء

ہو گیا سنسان نوری میکدہ
اس پہ طاری ہے فضاء درد و غم
غمزدہ ہیں اہل سلسلہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہے ہر ایک اہل وطن کی آنکھ نم
تھی بزرگی ان کو حاصل خلق میں
تھا یہ سرکار جماعت کا کرم
تھے یہ مرشد کے خلیفہ آخری
خضر راہ حق تھا ان کا ہر قدم
فکر ہے صابؔر اگر تاریخ کی
کہیئے ، ''حافظ نور احمد محترم'' ۱۹۸۶ء

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۴۰۷۔

۲۔ ''تاریخ رفتگاں'' جلد سوم از حضرت صابؔر براری مطبوعہ کراچی ۱۹۹۸ء ص ۱۰۳۔

۳۔ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور ۲۲ فروری ۱۹۸۶ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید ولی محمد بخاری شاہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۱۴ء ـــــــــــــــ ۱۹۸۶ء

الحاج پیر سید ولی محمد المعروف چادر والی سرکار بن پیر سید رحیم بخش شاہ کی ولادت ۱۹۱۴ء میں دوسین شریف نوشاہ آباد ضلع کرنال (مشرقی پنجاب، بھارت) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی بہت بڑے بزرگ تھے۔ نوبزادہ لیاقت علی خان (۱۸۹۵ء۔ ۱۹۵۱ء) کے والد نوابزادہ رستم علی خاں ان کے دست مبارک پر بیعت تھے۔

سید ولی محمد شاہ نے میٹرک کرنے کے بعد شاہ آباد ہی کے دینی مدرسہ سے قاری نور احمد پانی پتی، مولانا بدر الاسلام اور پیر احمد سلام سے تکمیل علوم کر کے مسلم ہائی سکول انبالہ میں عربی ٹیچر مقرر ہوئے اور ساتھ ہی ساتھ ''مخدوم صاحب والی مسجد'' شاہ آباد میں خطابت فرمانے لگے۔

آپ کے والد گرامی چشتی سلسلہ کے بزرگ تھے مگر آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست اقدس پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا شرف وفیض حاصل کیا۔ تقسیم برصغیر کے بعد ہجرت کر کے ملتان تشریف لے آئے اور بوہڑ گیٹ میں واقع ایک مکان میں قیام پذیر ہو گئے۔ ۱۱ مئی ۱۹۵۱ء کو بر موقعہ سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ پاکستان علی پور سیداں، حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے شرف خلافت سے نوازا اور سلسلہ عالیہ کی تبلیغ وترویج کی ہدایت فرمائی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آپ نے پیرو مرشد کی رہنمائی میں تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ اور حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسلم لیگ کو عوام میں مقبول بنانے کی ہر ممکن سعی و جہد کی۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی ''تحریک ختم نبوت'' میں نمایاں کردار ادا کیا۔

۱۹۷۷ء میں تحریک ''نظام مصطفیٰ ﷺ'' چلی تو بھی مقدور بھر خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد ضعف و علالت کی وجہ سے کنارہ کش ہو گئے البتہ عالم اسلام کے اتحاد، پاکستان کی سلامتی و خوشحالی اور قومی یکجہتی اور شیرازہ بندی کے لیے دعا گو رہے۔

آپ نہایت متقی، صالح، مہمان نواز، حلیم الطبع، سادہ مزاج، سادہ لباس، بڑے بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ لاتعداد لوگوں کو سلسلہ عالیہ میں داخل کیا۔ بہت سیف زبان تھے۔ دستر خوان کافی وسیع تھا، سخاوت کا شہرہ ملتان میں ہر شخص کی زبان پر تھا۔ رات کا بیشتر حصہ عبادت الٰہی میں گزرتا تھا۔ طبیعت میں عجز و نیاز، انکسار، حلم بدرجہ کمال پایا جاتا تھا۔ گرمی ہو یا سردی، رات دن کھدر کی چادر سر اور تمام جسم پر اوڑھے رہتے تھے۔ اسی نسبت سے ''چادر والی سرکار'' اور ''چادر والے پیر'' کے نام سے زیادہ مشہور رہے۔

آپ کی یہ عادت مبارک تھی کہ جب آپ مریض مریدوں کی عیادت کو جاتے تو ان کے لیے دعا کے ساتھ مالی امداد بھی فرماتے۔ نذرانوں کی آمدنی کا کثیر حصہ نادار، بیمار اور حاجتمند لوگوں پر خرچ کرتے۔ مہمانوں کو کھلا کر خوش ہوتے۔ آپ کے مکان کو عقیدتمند ''کوٹھی علی مدنی'' کے نام سے پکارتے تھے۔ تازیست حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد گرامی کو حرز جاں بنائے رکھا:۔

''دنیا پیٹھ موڑ کر جا رہی ہے اور آخرت سامنے آ رہی ہے دونوں میں سے ہر ایک کے اختیار کرنے والے لوگ موجود ہیں آخرت اختیار کرنے والے بنو، دنیا کے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

چاہنے والے نہ بنو"۔

"چادر" میں مگن اپنی رہتا تھا وہ دیوانہ
سامان گدایانہ ، انداز تھا شاہانہ

آپ کی وفات حسرت آیات ۲۳ جولائی ۱۹۸۶ء مطابق ۱۵ ذیقعد ۱۴۰۶ھ بروز بدھ صبح ۸ بجے کمبائنڈ ملٹری ہسپتال ملتان میں ہوئی۔ اور حسن پروانہ کالونی میں آخری آرام گاہ بنی جو مرجع خاص وعام ہے۔

سید عارف محمود مہجورؔ رضوی گجراتی نے یہ تاریخ وفات کہی۔

پیر زماں ولی محمد
ہمچو زمرد پاک خصلت
سال رِحلتش گفتم مہجورؔ
"وائے زمرد پاک خصلت" ۱۴۰۶ء

حضرت صابرؔ براری ثم کراچویؒ نے بھی قطعہ تاریخ وصال کہا۔

"زاہد زماں پیر سید ولی محمد شاہ صاحب جماعتی نقشبندی" ۱۹۸۶ء

افسوس ہو گئے ہیں نظروں سے سب کی اوجھل
وہ عامل شریعت وہ حامل طریقت
ہیں ان کے معتقد سب غمگین و آبدیدہ
حاصل نہیں کسی کو اک پل سکون و راحت
جاری تھا دور جام صہبائے نقشبندی
تھے بالیقیس یہ میر خمخانہ جماعت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

اہل نظر نے دیکھا اہل نظر نے سمجھا
حاصل تھا رب سے ان کو جو رتبہ ولایت
دین ہدا کے طالب پاتے تھے فیض ان سے
تھا اُن کا آستانہ سر چشمہ ہدایت
ملتان ہی نہیں اک ، ہر سمت تھے ہویدا
ان کا خلوص ان کی فیاضی و سخاوت
آئی صدائے ہاتف تاریخ کہیے صابرؔ
"سید ولی محمد شیریں مقال جنت" ۱۴۰۶ء
"گرامی قدر پیر سید ولی محمد شاہ صاحب" ۱۴۰۶۔

کر گئے کوچ بزم ہستی سے
وہ جو مست ولائے احمد تھے
وہ خلیفہ امیر ملت کے
جلوہ زا ان کی زیب مسند تھے
ایک عالم کو فیض پہنچایا
ایک عالم کے پیر اسعد تھے
سال رحلت ہے ان کا اے صابرؔ
"بُرجِ رحمت ولی محمد تھے" ۱۴۰۶ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۴۲۷ تا ۴۳۷۔

۲۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۷۔

۳۔ ''گنج گنج قصوری'' از محمد اویس خاں غوری مطبوعہ لاہور ۱۹۵۶ء ص ۷۹۔

۴۔ ''تاریخ رفتگاں'' جلدِ دوم از صابر براری مطبوعہ کراچی ۱۹۹۸ء ص ۱۰۲۔

۵۔ ''وفیات مشاہیر پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۳۱۰۔

۶۔ ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور بابت اگست ۱۹۹۳ء ص ۵۸ تا ۹۱، ۷۷۔

۷۔ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور بابت ۲۴ جولائی ۱۹۸۶ء

۸۔ روزنامہ ''جنگ'' لاہور بابت ۲۴ جولائی ۱۹۸۶ء۔

۹۔ مکتوب گرامی جناب خواجہ عبدالکریم قاصف ایڈووکیٹ از ملتان بنام مؤلف محررہ ۱۲ جنوری، ۱۹۷۷ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید حیدر حسین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۱۸ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۸۶ء

معین الملت حضرت پیر سید حیدر حسین بن سید اولاد حسین شاہ (ف ۱۹۸۳ء) بن سید صادق علی شاہ (۱۸۷۴ء۔۱۹۶۴ء) بن سید کریم شاہ (۱۷۷۷ء۔۱۹۰۴ء) کی ولادت باسعادت ۷ مئی ۱۹۱۸ء ۲۵ رجب المرجب ۱۳۳۶ھ بروز منگل علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ (نارووال) میں ہوئی۔ "صاحب دربار عظمت" مادۂ تاریخ ولادت ہے جس سے ۱۹۱۸ء کا سال برآمد ہوتا ہے۔ آپ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی اکلوتی صاحبزادی حضرت سیدہ بنت رسول عرف بوجی صاحبہ (۱۸۹۴ء۔۱۹۶۲ء) کے صاحبزادے تھے۔

آپ شکل وصورت میں اپنے نانا حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپ نے مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف سے حفظ قرآن کے بعد جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کے بعد سند فراغت حاصل کی۔ ابتداء ہی سے پابندی شریعت اور اتباع سنت پر سختی سے کاربند تھے۔ تقویٰ، پرہیزگاری، دریادلی، پاکیزگی اور خوش اخلاقی آپ کے اوصاف حسنہ کی بنیادی اور امتیازی صفات تھیں۔ سخاوت اور دریادلی میں بے مثال تھے۔ آپ نے کئی مساجد اور مدارس کا اجراء فرمایا جن میں "جامع مسجد شاہ جماعت" و "دارالعلوم شاہ جماعت" محلہ جماعت پورہ نزد ریلوے اسٹیشن قصور اور جامع مسجد شاہ جماعت" و" جامعہ جماعتیہ حیدریہ"

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نارووال قابل ذکر ہیں۔

آپ نے اپنے نانا جان حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست حق پر بیعت کر کے خلعت خلافت حاصل کی تھی۔ ۱۶ مارچ ۱۹۵۳ء کو چورہ شریف میں حضرت الحاج پیر محمد شفیع فاروقی چوراہی (۱۸۹۸ء۔۱۹۶۶ء) نے بھی آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے سعادت بیعت حاصل کی۔ آپ کو حضور سید عالم ﷺ کے شہر مدینہ پاک سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ نے تقریباً ۲۸ مرتبہ زیارت بیت اللہ شریف و حاضری روضہ رسول ﷺ کی سعادت حاصل کی۔

دین متین کی تبلیغ سے آپ کو کامل دلچسپی تھی۔ شروع ہی سے آپ دین کی تبلیغ کے لیے طویل سفر فرماتے رہتے تھے۔ پاکستان کے علاوہ حیدر آباد دکن، میسور، بنگلور، مدراس، بمبئی اور جنوبی ہند کے علاقے آپ سے مستفیض ہوتے رہتے تھے۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۹ء مطابق ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ بروز پیر بوقت صبح صادق آپ نے رحلت فرمائی اور روضہ امیر ملت قدس سرہ، کے ملحقہ حجرہ میں آخری آرامگاہ بنی۔

بہت سے شعرائے کرام نے قطعات تاریخ وفات کہے۔ بخوف طوالت صرف راقم الحروف محمد صادق قصوری کا قطعہ درج ذیل ہے:۔

"مجموعہ مکارم پیر سید حیدر حسین شاہ" ۱۴۰۷ھ

وہ نواسے امیر ملت" کے
چل دیئے آہ سوئے ملک عدم
یوں بظاہر تو وہ جلالی تھے
تھے مگر سب کے مونس و ہمدم

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تھے مخیر بھی اس قدر حضرت

عام تھے ان کے لطف جود و کرم

کر گئے وہ بلند دنیا میں

اپنے نانا کے دین کا پرچم

سال رحلت ہے ان کا یہ صادقؔ

"پیر حیدر شہاب باغ ارم" ۱۹۸۶ء

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۶۹۸۔

۲۔ "تذکرہ اولیاء علی پور سیداں" از محمد صادق قصوری مطبوعہ برج کلاں (قصور) ۱۹۹۸ء ص ۱۱۲ تا ۱۱۵۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حافظ محمد عبدالحمید خاں روپوچکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۰۴ء ـــــــــــــــ ۱۹۸۷ء

حضرت حافظ محمد عبدالحمید خان بن دل محمد خاں کی ولادت ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء بروز جمعرات موضع روپو چک تحصیل و ضلع نارووال کے ایک راجپوت گھرانے میں ہوئی۔ والد گرامی اپنی شرافت، دیانت اور پرہیز گاری کی بدولت اپنے گاؤں میں نہایت عزت واحترام سے دیکھے جاتے تھے۔

۱۹۱۱ء میں آپ نے اسلامیہ ہائی سکول ظفر وال میں داخلہ لیا۔ ۱۹۱۴ء میں حفظ قرآن کے بعد مڈل کا امتحان نہایت اعلیٰ پوزیشن میں پاس کیا۔ ۱۹۱۵ء میں مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں میں داخل ہو کر حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے بیعت کی۔ ۱۹۱۷ء میں مدرسہ رشیدیہ رائے پور گوجراں تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں داخلہ لے کر مولانا عبدالمجید (فاضل علی پور شریف) سے عربی، فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔

۱۹۱۸ء میں لاہور آ کر مولانا ابو احمد سے اکتساب علم کیا۔ ۱۹۱۹ء میں مدرسہ رحیمیہ انار کلی (نیلا گنبد) لاہور میں آ کر درجہ اوسط کی کتابیں پڑھیں ۲۲۔ ۱۹۲۱ء میں مولانا محمد بشیر الصدیقی (سیالکوٹ) سے مولوی فاضل اور منشی فاضل" کی کتب مکمل کیں۔ ۱۹۲۶ء میں علی پور شریف میں حضرت سراج الملت سید محمد حسینؒ (۱۸۷۸ء۔ ۱۹۶۱ء) کے حضور زانوئے تلمذ طے کر کے دورۂ حدیث کی سند حاصل کی۔ ۱۹۳۱ء میں روڈس ضلع سیالکوٹ جا کر حکیم غلام

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نبی بانی شفا خانہ سعیدیہ یونانی سے طب وحکمت کی گتھیاں سلجھانے کے بعد سند حاصل کی۔

فتنہ ارتداد (۱۹۲۲ء) کے زمانے میں آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے حکم پر آگرہ میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کر کے اطراف و اکناف میں ہزاروں مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچایا اور تقریباً گیارہ سو کافروں کو دامن اسلام سے وابستہ کیا۔ کئی ایک پنڈتوں سے مناظرہ کا بازار گرم ہوا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیابی اور کامرانی نے آپ کے قدم چومے۔ آپ نے ایٹہ، فرخ آباد اور دیگر بہت سے مقامات پر ۱۹۲۴ء تک اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے شب و روز کام کیا۔ تحریر و تقریر کے ذریعے لوگوں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔ کئی ایک مدرسے قائم کر کے لوگوں کو حبِ مصطفیٰ ﷺ کا درس دیا۔ آپ کی ان گرانقدر خدمات سے خوش ہو کر حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۲۶ء میں خلعت خلافت سے نواز دیا تھا۔

اسی سال چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں خطیب مقرر ہوئے اور انجمن تبلیغ الاسلام کی بنیاد رکھی جس کے ذریعے کئی ہندو کنبے (قوم بٹوال) مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں موضع جھنگی میں حضرت سید فتح علی شہباز سجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ منڈیر سیداں ضلع سیالکوٹ نے مدرسہ جاری فرمایا اور آپ اس کے ناظم مقرر ہوئے۔ بڑی محنت اور جانفشانی سے کام کر کے کئی حافظ پیدا کیے۔ سید صاحب نے آپ کو بہت سے وظائف کی اجازت بخشی۔ آپ کی معیت میں دو بار جموں و کشمیر، لکھنو، الہ آباد، بھوپال، حیدر آباد دکن اور کئی ایک دوسرے علاقوں کے تبلیغی دورے کیے۔ جموں و کشمیر کا دورہ مسلسل دو تین ماہ تک جاری رہا اور بے شمار گمگشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن کیا۔

۱۹۳۳ء میں موضع کھیالی ضلع گوجرانوالہ میں مولانا محمد مسعود الہڑوی کے توسط

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سے ایک درسگاہ قائم کی جس سے بے شمار لوگوں نے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی، کئی بار محافل میلاد منعقد ہوئیں اور لوگوں میں اسلام کا شوق اور شعور پیدا ہوا اور مسلمانوں میں عشق مصطفےٰ ﷺ کا جذبہ ابھرا۔

۱۹۳۵ء میں پیرومرشد کی قدمبوسی کے لیے علی پور شریف حاضر ہوئے تو حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے کلاسوالا نزد پسرور ضلع سیالکوٹ میں برائے تبلیغ بھیج دیا۔ اور چند ماہ میں ہی وہاں "انجمن خدا الصوفیہ" کی شاخ قائم کر کے جلسہ کروایا جس میں حضرت اقدس امیر ملت قدس سرہ، نے بنفس نفیس شرکت کی۔ اس دور میں نوشہرہ، پسرور اور گردونواح میں تبلیغ کا بازار خوب گرم رہا۔ ۱۹۳۷ء میں اپنے گاؤں روپو چک میں مدرسہ اور انجمن خدام الصوفیہ" کی بنیاد رکھی۔ جس کے صدر چوہدری قاسم خاں ذیلدار و رئیس اعظم مقرر ہوئے اور سینکڑوں طلباء نے اکتساب علم کیا۔

۱۹۳۷ء میں ہی فوج میں بطور امام وخطیب بھرتی ہو گئے۔ ۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء کو براہ بنوں، میر علی کیمپ پہنچے اور ۱۹۳۸ء میں میر علی کیمپ کے علاوہ بنوں چھاؤنی میں قیام رہا۔ اس کے بعد پلٹن حیدر آباد سندھ آ گئی۔ ۱۹۴۰ء میں یہ رجمنٹ میں کوئٹہ چھاؤنی اور ۱۹۴۱ء میں محاذ جنگ پر چلی گئی اور ۱۹۴۲ء میں احمد آباد اور پھر انبالہ میں۔ ۱۹۴۷ء میں فوج کی ملازمت کے دوران ہی حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا تو پنجاب رجمنٹ سیالکوٹ چھاؤنی آ گئی، پھر کیمبل پور چھاؤنی (حال اٹک چھاؤنی) چلی گئی۔ کیمبل پور قیام کے دوران آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ کی ترویج وترقی کیلیے بہت کام کیا۔ ۱۱ مئی ۱۹۵۱ء کو سالانہ جلسہ علی پور شریف کے موقع پر دوبارہ دستار خلافت سے نوازے گئے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

فوج سے سبکدوش ہونے کے بعد ظفر وال ضلع سیالکوٹ کو مستقل مسکن بنا لیا۔

دین حقہ کی خدمت کیلئے ایک درسگاہ قائم کی اور سلسلہ عالیہ کی ترقی درس قرآن حکیم کا سلسلہ جاری و ساری رکھا۔

گونا گوں مصروفیات کے باوجود آپ نے تحریری کام بھی کیا۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ و قصور میں مضامین لکھتے رہے۔ ''انوار شریعت'' کے نام سے نماز و دیگر مسائل دینیہ پر نہایت عمدہ کتاب لکھی جو بہت مقبول ہوئی۔ بنت رسول (ﷺ) اور حیات سرور کائنات ﷺ منتظر طبع ہیں۔

آپ کی رحلت ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ مطابق ۹ مئی ۱۹۸۷ء بروز ہفتہ ہوئی اور ظفر وال میں ہی آخری آرامگاہ بنی۔ حضرت صابر براری ثم کراچویؒ (۱۹۲۸ء۔ ۲۰۰۶ء) نے یہ قطعہ تاریخ وصال کیا۔

''گنج حکمت خلیفہ امیر ملت'' ۱۹۸۷ء
''زبدۂ جہاں حافظ عبدالحمید خان صاحب'' ۱۹۸۷ء

افسوس چل بسے ہیں وہ ظفر وال کے بزرگ
تھی جن کی ذات باعث تسکین قلب و جاں
حافظ بھی تھے وہ عالم دیں بھی خطیب بھی
ان کی ہر اک کتاب حسین حق کی ترجماں
تھے آپ شیخ سلسلہ نقشبندیہ
چشمے ہیں ان کے فیض کے چاروں طرف رواں
وہ اپنے شیخ شاہ جماعت کے فیض سے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تھے معرفت کے علم میں اک بحر بیکراں

صابرؔ سن وصال ملا ہے یہ غیب سے

''خلد بریں میں ہیں نہاں عبدالحمید خاں'' ۱۹۸۷ء

آج کل آپ کے پوتے حضرت صاحبزادہ کیپٹن ریٹائرڈ محمد عامر حبیب صاحب ایم اے ایل ایل بی، ایڈیشنل سیشن جج حکومت پنجاب سجادہ نشین ہیں۔ موصوف علم وادب کے دلدادہ اور تصوف و معرفت کے شناسا ہیں۔ اپنے جدامجد کے مشن کو جاری وساری رکھے ہوئے ہیں۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۰۲، ۷۴۴۔

۲۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۷۔

۳۔ مکتوب گرامی حضرت صابر براری بنام مؤلف محررہ از کراچی ۳۰ اپریل، ۱۹۸۸ء۔

۴۔ مکتوب گرامی چوہدری بشیر احمد فیلڈ اسسٹنٹ محکمہ زراعت مراڑہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بنام مؤلف محررہ یکم جون ۱۹۸۸ء

۵۔ مکتوب گرامی حافظ محمد رفیق جماعتی بنام مؤلف محررہ از علی پور سیداں موصولہ ۵ مئی ۱۹۸۸ء

۶۔ ماہنامہ ''لمعات الصوفیہ'' سیال کوٹ بابت مئی 1951 تا تکمیل ص آخر

۷۔ ''آپ بیتی'' از چوہدری نور احمد مقبول لاہور ۲۰۰۰ء ص ۱۵۰، ۱۵۱۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۰۵ء ـــــــــــــ ۱۹۸۷ء

حضرت قبلہ خواجہ صوفی اللہ رکھا کاج محمد بن حضرت صوفی صاحب دین کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول شریف ۱۳۲۳ھ بمطابق مئی ۱۹۰۵ء بروز جمعۃ المبارک قبل اذان فجر بمقام رانجھڑی تحصیل سانبہ ضلع جموں (مقبوضہ جموں و کشمیر، بھارت) میں ایک دین دار گجر گھرانے میں ہوئی۔

قطعہ تاریخ سال ولادت از حضرت محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

قلندر خواجہ صوفی اللہ رکھا
ازل کے روز سے تھا باسعادت
عطا وافر کیے اس کو خدا نے
رموزِ دین و اسرارِ شریعت
رُخِ پُرنور سے اس مردِ حق کے
نمایاں اولیائے حق کی عظمت
ظلام وقت میں پھیلائے اس نے
بہ شرق و غرب انوار ہدایت
ولادت کی کہی طارقؔ نے تاریخ
"چراغ پا گئی بزم طریقت"

۱۹۰۵ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

قرآن مجید فرقان حمید کی تعلیم اپنے والد گرامی اور جد امجد سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ کوئی اور ظاہری تعلیم حاصل نہ کی۔ پھر تمام تعلیم اپنے پیر و مرشد قبلہ عالم امیر ملت حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے حاصل کی۔ چونکہ آپ مادر زاد ولی تھے لہٰذا اللہ کریم جل جلالہ کے فضل و کرم سے بچپن سے ہی آثار ولایت ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔

بالائے سرش ز ہوشمندی   می تافت ستارہ بلندی

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چالیس روز ہوئی تو ایک بزرگ سبز پراہن اور سبز دستار میں ملبوس نورانی چہرے کے ساتھ تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت کی والدہ محترمہ سے پینے کے لیے دودھ طلب فرمایا جب مائی صاحبہ دودھ لینے کیلئے گئیں تو ان بزرگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گود میں لیا اور دائیں کان پر اس طرح کاٹا کہ کان کے گوشت کا ٹکڑا چبا گئے۔ والدہ محترمہ نے عرض کیا کہ یہ آپ نے کیا کیا ہے؟ میرے تو پہلے ہی تین بیٹے فوت ہو چکے ہیں جواباً بزرگوں نے ارشاد فرمایا کہ ان کو مہر لگانے آئے ہیں۔ ہمیں ندائے غیبی آئی ہے کہ ان کی حفاظت و نگہبانی کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے یہ اپنے وقت کے قطب ہوں گے لوگ دور و نزدیک سے ان کے قدموں میں آیا کریں گے اور فیض بے پناہ حاصل کیا کریں گے۔" اور مبارک ہو تم ایک قلندر زمانہ کی ماں ہو اس کو بے وضو دودھ نہ پلانا، پھر دودھ کا پیالہ پی لیا مائی صاحبہ دوسرا پیالہ لے کر کمرے سے باہر آئیں تو یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئیں کہ وہ بزرگ دور دور تک کہیں نظر نہ آئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ عہد طفلی سے ہی شہباز ولایت تھے۔ سات سال کی عمر میں پابندی صوم و صلوٰۃ اور آداب سحر گاہی سے آشنا ہو گئے تھے۔ زہد و تقویٰ کو اپنا شعار بنا لیا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مختلف جنگلوں، درگاہوں اور مزاروں پر حاضر ہو کر فیض حاصل کیا۔ عمر عزیز کا گیارہواں پھول کھلا تو خواب میں سنوسئ ہند امیر ملت حضرت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ العزیز کی زیارت ہوئی۔ چنانچہ علی پور سیداں شریف حاضر ہوئے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ دروازہ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ پہ پہنچے تو خادم نے پوچھا کہاں سے آئے ہیں آپ کے والد صاحب اور تایا جی ساتھ تھے انہوں نے بتایا کہ جموں سے حاضر ہوئے ہیں تو اندر سے حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے فرمایا کہ جموں والوں کو آنے دو۔ جب قدمبوسی کی تو مصافحہ کرتے وقت حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ نہ چھوڑا اور فرمایا ''ہم کافی عرصہ سے آپ کے منتظر تھے آخر آپ آہی گئے'' عرض کیا ''جی حضور'' پھر فرمایا ''واپس جانے کا ارادہ ہے'' عرض کیا ''حضور نہیں جانا ہے'' پس یہ عشق حقیقی کا تقاضا تھا جس کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گھر بار کی پرواہ تک نہ کی اور اسی دن ہی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بیعت فرمانے کے بعد شیخ کامل حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''جو میرے کرنے کا کام تھا وہ میں نے کر دیا اب تمہاری استقامت کی ضرورت ہے اگر میرے قدم بقدم چلو گے تو میری مانند ہو جاؤ گے۔'' اور پھر پورے بیالیس (۴۲) سال تک پیرو مرشد کے حضور حاضر رہ کر خدمت و غلامی کا حق ادا کیا اور مرد کامل بن گئے۔

آہن بپارس آشنا شد آں ہم بصورت طلا شد

عمر کے سولہویں سال آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خواب دیکھا کہ نور کی کرنیں آپ کے بدن میں سرائیت کر رہی ہیں اور کچھ دیر بعد ایک نور آپ کے بدن مبارکہ سے جدا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام عالم اس سے منور ہو گیا اور ذرہ ذرہ میں سرائیت کر گیا یہ نور اگر آفتاب کی طرح غروب ہو جائے تو چاروں اطراف اندھیرا ہو جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نے صبح یہ خواب اپنے پیر و مرشد حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا حضرت پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ ''آپ قطب زماں ہوں گے'' اور مزید فرمایا کہ ''اس بشارت کو یاد رکھنا'' آخر یہ تعبیر درست ثابت ہوئی اور آج آپ کے فیوض و برکات کی تجلیاں ہر طرف پھیل رہی ہیں اور مخلوق خدا فیضیاب ہو رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد کی صحبت صالح کے باعث معرفت الٰہی اور علم لدنی سے مالا مال ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (نواسہ امیر ملت) نے ۱۹۸۳ء میں ساہو چک شریف لا کر فرمایا تھا کہ ''حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح صوفی اللہ رکھا شاہ صاحب کو فیضان سے نوازا ہے کسی کو نہیں نوازا،، اسی لیے حضرت پیر سید انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (پوتا امیر ملت) آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد محبت فرماتے اور فخر ملت حضرت مفتی پیر سید افضل حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پور سیداں شریف نے بھی ساہو چک شریف خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''جس طرح بابا جی اللہ رکھا شاہ صاحب نے حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا ہے کسی کو نہیں ہوا''۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز نے از راہِ شفقت اپنے وصال مبارک سے چند روز قبل آپ کو اپنا قلمدان مرحمت فرما کر خصوصی ارشادات اور دعاؤں سے نوازا۔ آپ نے اس مقدس قلمدان کو غلاف چڑھا کر محفوظ کر لیا جو آج بھی آپ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ صوفی احسان الٰہی صاحب مدظلہ کے پاس محفوظ و مامون ہے۔

۱۹۵۱ء حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہ کا وصال پر ملال ہوا تو ۱۹۵۴ء تک آپ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ اقدس کی جاروب کشی کرتے رہے اور عبادت و ریاضت میں مساعی رہے۔ پھر ایک دن روضۂ اقدس سے ندا آئی کہ:

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

"اللہ رکھا! اب یہاں سے اُٹھ اور لکڑی کا کام کر" عرض کیا "حضور! اپنی ساری عمر آپ کے قدموں میں گزاری ہے مجھے کام کرنے کا طریقہ وسلیقہ کیسے آئے گا اور میرے پاس مال وزر بھی نہیں ہے۔" ارشاد ہوا "یہاں سے اُٹھ کر صبح کے وقت بعد نماز فجر مغرب کی طرف چل پڑو، راستہ میں جس شخص سے سب سے پہلے ملاقات ہوگی وہ ایک ہزار روپیہ دے گا اس سے کاروبار کرو"۔

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود زر راہ و رسم منزلہا

چنانچہ راستہ میں سب سے پہلے ماسٹر سردار علی شاہ آف علی پور سیداں سے ملاقات ہوئی انہوں نے رقم کے علاوہ کاروبار کیلئے اپنی حویلی بھی پیش کردی، بعد ازاں آپ نے کاروبار قلعہ احمد آباد میں تبدیل کرلیا جہاں کاروبار خوب چمکا اور بڑی پذیرائی ہوئی۔

۱۹۵۵ء میں آپ کا عقد مبارک صوفی نوردین صاحب کی دختر نیک اختر محترمہ عمر بی بی سے ہوا۔ نبیرۂ امیر ملت حضرت پیر سید انور حسین شاہ (۱۹۲۱ــــ۱۹۷۲) علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا۔ مائی صاحبہ بہت نیک، پارسا اور فیاض خاتون تھیں جو ۱۹۹۱ء میں انتقال کر گئیں۔ ان کے بطن سے ایک صاحبزادہ نذیر حسین اور ایک صاحبزادی نذیر فاطمہ پیدا ہوئے۔

۲۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو حضرت پیر سید انور حسین شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جد امجد حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کے روحانی ارشاد وحکم پر حضرت صوفی اللہ رکھا شاہ صاحب کو دستار خلافت پہنا کر اور شجرۂ شریف مرحمت فرما کر "بزم امیر ملت" کے چراغوں (خلفاء کرام) میں شامل فرمایا۔ یاد رہے کہ اس سے قبل بھی روحانی طور پر سید عبدالرزاق

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

میسوری رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عظمیٰ سے نوازا گیا تھا، جن کے حالات مبارکہ بھی اس کتاب کی زینت ہیں۔

ان کے در سے کوئی خالی جائے ہو نہیں سکتا
ان کے دروازے کھلے ہیں ہر گدا کیواسطے

حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے در دولت سے تاج خلافت مرحمت ہونے کے بعد آپ کو حضرت خواجہ حکیم مولوی محمد حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ بڑیلہ شریف ضلع گجرات، حضرت الحاج خواجہ فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نقیب آباد شریف (بھلو) ضلع قصور اور حضرت بابا جی رحمت علی شاہ قادری قلندر رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ سے بھی اجازت وخلافت کی عزت ملی تھی۔

ع طبع حسرت نے ہر اُستاد سے پایا ہے فیض

۱۹۷۰ء میں آپ نے ساہو چک شریف نزد بڈیانہ ضلع سیالکوٹ کو مستقل طور پر اپنا ٹھکانہ بنا کر خانقاہ کی بنیاد ڈالی اور خلق خدا کی رہنمائی، تعلیم اور تربیت کا کام شروع کیا۔ ہر وقت ذکر و فکر، درود و سلام، حمد و نعت اور محفل سماع کی محفلیں منعقد رہتیں اور خلق خدا کا ہجوم نجوم رہنے لگا۔

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات ہے کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق

آپ نے آستانہ عالیہ ساہو چک شریف پہ ایک کنواں کھدوایا اور ۲۳ جنوری ۱۹۷۵ء بمطابق ۱۰ محرم الحرام ۱۳۹۵ء بروز جمعرات دن پونے دو بجے بوقت نماز ظہر فرمان جاری فرمایا: کنواں ہذا کے پانی سے اگر کوئی بے اولاد، کسی بھی قسم کے درد اور پیٹ کے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مریض غرض ہر مرض والا سات جمعرات نہار منہ متواتر غسل کرے، اکتالیس دن نہار منہ پانی پیئے اور محفل پاک و دعا میں شامل ہو کر جائے۔ تو بفضلہ تعالیٰ میرے پیر و مرشد اور میرے آقا کریم ﷺ کا صدقہ شفاء پائے گا۔ اور جب اس پانی کا معاوضہ لیا جائے گا تو شفا ختم ہو جائے گی، بیمار جانوروں کیلئے بھی شفاء ہے"۔ اس فرمان عالیشان کے مطابق درگاہ شریف پہ ہر جمعرات بڑا رش ہوتا ہے۔ محفل پاک دن گیارہ بجے تا ظہر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو شفا عطا فرماتا ہے۔ آپ کا ہر لمحہ اک کرامت تھا اور بے اولادوں کے لیے توفیق کا سمندر تھے۔

ایک دفعہ حضرت پیر سید حیدر شاہ صاحب علی پوری اور ان کی زوجہ محترمہ تشریف لائے تو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کافی دیر بیٹھے رہے واپسی پہ پیر سید حیدر شاہ صاحب اپنی زوجہ محترمہ سے فرمانے لگے کہ "دیکھ لو صوفی اللہ رکھا صاحب پارس (اکسیر) بن چکے ہیں۔ اور مقام ارفع پہ فائز ہیں"۔

صوفی فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گاڑی میں سفر کر رہا تھا کہ راستے میں ایک درویش کو شدید گرمی میں دوپہر کے وقت دیکھا کہ گرم سڑک پر ننگے بدن بیٹھا ہوا ہے۔ تو میں نے کہا کہ جناب درویش تو یہ ہے جو بغیر کسی لالچ کے اسکی یاد میں مستحکم ہے۔ تو پیر صاحب نے فرمایا کہ بھائی فقیر محمد یہ کیا ہے فقیر تو صوفی اللہ رکھا صاحب ہیں جنکی فقیری کو ہر کوئی مانتا ہے جس نے تن من دھن کی بازی لگا دی ہے۔ فقیر تو وہ ہے۔

آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں بے شمار ظاہری و باطنی، صوری و معنوی اور خفی و جلی کارنامے انجام دیئے۔ ایک عالی شان مسجد "نور النبی" کے نام سے تعمیر کرائی۔ لنگر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

چوبیس گھنٹے جاری کیا۔ جو کہ آج بھی اسی طرح جاری وساری ہے۔ ہزاروں گم گشتہ راہوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا، بے نمازیوں کو نمازی بنایا اور نمازی کو تہجد گزار۔ آپ کی ان گوناگوں خدمت جلیلہ کی بدولت حسن ظاہری کے ساتھ ساتھ حسن باطنی سے بھی خوب نواز رکھا تھا، جو ایک دفعہ نظر بھر کر دیکھتا وہ دیکھتا ہی رہتا۔ بقول سیف الدین سیف

ع پلٹ کر پھر نظر نہیں آئی ان پہ قربان ہو گئی ہو گی

آپ نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کا مظہر تھے۔ ہمدردی، رواداری اور خیر خواہی خلق کے خوگر تھے۔ فراخدلی، خودداری، مردم شناسی دادرسی اور فیض رسانی آپ کا خاصہ تھا۔ عشق الٰہی جل جلالہ اور محبت رسول علیہ التحیۃ والثناء آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ غرض حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا اثر نے انہیں قدسی صفات بنا دیا تھا۔

جو طیبہ سے منگائی جاتی ہے اور سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مئے پیالوں سے نہیں نظروں سے پلائی جاتی ہے

آپ بڑے متواضع منکسر المزاج اور عجز وانکسار کا مجسمہ تھے۔ جود وسخا، داد ودہش اور لطف وعطا میں اللہ کریم کے فضل وکرم سے اپنے پیر ومرشد حضرت امیر ملت علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر تھے۔ حاجت مندوں اور ضرورت مندوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ کسی سائل کو خالی ہاتھ اور نامراد نہیں لوٹاتے تھے۔ ہر کسی کا دکھ درد بڑے تحمل اور بردباری سے سنتے تھے۔ مشکل کشائی اور حاجت روائی فرماتے تھے۔ لنگر ہر وقت جاری وساری رہتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ "یہ سب فیض ہے شہنشاہ علی پوری کا" مزید فرماتے کہ "حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے خزانوں کی چابیاں سمندر میں پھینک دی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ چابیاں میں نے حاصل کر لی ہیں"۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ مشکوک مال کا ہدیہ اور نذرانہ ہرگز قبول نہ فرماتے تھے۔

حضرت خواجہ صوفی احسان الٰہی صاحب بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ پروفیسر مقصود احمد صاحب (پرنسپل صاحب) نے بیس ہزار روپے نقدی نذرانہ پیش کیا اور عرض کیا کہ حضور یہ مجھے بینک سے منافع ملا تھا میں نے سوچا اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی پیش کروں تو حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ جو کہ جرأت و بیباکی کی مثال آپ تھے فرمایا پروفیسر صاحب فقیر سود نہیں کھاتا اور نہ ہی ایسا مال قبول کرتا ہے۔ ہم نے اللہ و رسول ﷺ سے خزانے مانگے ہیں۔

علماء کرام (علمائے ربانی) کی بہت عزت افزائی فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ: "یہ لوگ دین کا کام کرتے ہیں یہ اللہ کریم اور حضور سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کے پیغام کو پھیلانے والے ہیں۔ یہ لوگ اسلام کے خادم ہیں۔ انہیں کے دم قدم سے اسلام میں بہاریں ہیں"۔

نفرت کی نگاہوں سے فقیروں کو نہ دیکھو
یہ خاک نشیں کم تو نہیں تخت نشیں سے

ستمبر ۱۹۸۷ء میں آپ نے اپنے آستانہ عالیہ ساہو چک شریف میں اپنے پیرو مرشد آقائے نعمت حضرت امیر ملت کا عرس پاک عقیدت و احترام، تزک و احتشام اور انتظام و انصرام کے ساتھ منایا۔ چند دن بعد طبیعت ناساز ہو گئی۔ گورنمنٹ علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ میں داخل ہوئے مگر ڈاکٹروں کی سعی بلیغ کے باوجود مرض کی تشخیص نہ ہو سکی۔ چنانچہ پانچ دن بعد واپس آستانہ عالیہ ساہو چک شریف واپس تشریف فرما ہو گئے۔ لوگ کثیر تعداد میں تیمارداری اور بیمار پرسی کیلئے آتے رہے مگر طبیعت پہلے سے بھی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

علیل ہوتی گئی۔

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

وفات سے دو روز قبل اپنے جانشین جناب حضرت خواجہ صوفی احسان الٰہی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ: ”مجھے میرے پیرومرشد والئی نعمت حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے چلو چنانچہ گاڑی پر علی پور سیداں شریف حاضر ہوئے۔ نماز عشاء تک مزار اقدس پر حاضر رہے۔ پتہ نہیں حضرت امیر ملت نے کیا دیا اور انہوں نے کیا لیا۔ دینے والا جانے یا پھر لینے والا۔ آستانہ پاک سے آپ کو چادریں بطورِ تبرک عطا ہوئیں وہی تجہیز و تکفین کا سامان بنیں۔

کیا بتاؤں کہ کیا لیا میں نے
کیا کہوں میں کہ کیا دیا تو نے

۱۳ نومبر ۱۹۸۷ء بمطابق ربیع الاول شریف ۱۴۰۸ھ بروز جمعۃ المبارک صبح بوقت اذان فجر آپ نے وصال فرمایا۔ ہزاروں عقیدتمندوں کی آہوں اور سسکیوں کے درمیان آپ کے مرید خاص حافظ صوفی بشیر احمد ضلع سیالکوٹ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ساہوچک شریف کی سرزمین میں ابدی قیام گاہ میں سلا دیا گیا، جو انوار و تجلیات کا مرکز، مرجع خاص و عام اور عقیدت گاہ خلائق ہے۔ حشر تک جاری رہے اے خواجہ میخانہ تیرا

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

راقم الحروف صادق قصوری نے یہ قطعہ تاریخ وصال کہا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت خواجہ اللہ رکھا شاہ
آج پنہاں ہوئے تہہ مدفن
لٹ گیا آہ ساہو چک شریف
دیکھ لو آج جور چرخ کہن
سال رحلت کی فکر جو کی صادقؔ نے
مل گیا سال ''حضور فخر چمن''

۱۹۸۷ء

خواجہ اللہ رکھا شاہ ذی عزت ہو گئے ہیں اس دنیا سے رخصت
صاحب اخلاق و جود و سخا مجسم حامل فخرو جلالت
تیرے دامن میں اے خاکِ ساہو چک نہاں ہے نیر برج ہدایت
رہے گا مدتوں مریدوں کے دل میں اے خواجہ تمہارا داغ مفارقت
اُٹھ گئے دنیا سے اے صادقؔ لکھدو عامل شریعت، ولی کامل، ''حضرت''

۱۴۰۸ھ

قطعاتِ تاریخ وصال از سردار محمد عبدالقیوم طارقؔ سُلطانپوری علیہ الرحمۃ

وہ خورشید آسمان معرفت کا
سپہر احتشام فقر کا ماہ
شکوہ ملت بیضا کا طالب
رسول حق کی امت کا بھی خواہ
تمام عمر اس نے مخلوق خدا کو

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دکھائی مصطفیٰ سے پیار کی راہ
شریعت کے حقائق کا بھی محرم
طریقت کا بھی تھا وہ رمز آگاہ
اس عبدِ حق نما کا سال رحلت
کہا ہے "نغمہ خوان مصطفیٰ آہ"

۱۹۸۷ء

سہانی داستان فقر اس کی
ہے حق کے اس ولی کا تذکرہ خوب
وہ اوج امت سرور کا طالب
عروج دین و ملت اس کا مطلوب
وصال مرشد دوراں کی تاریخ
رقم کی "فروغ دین محبوب"

۱۴۰۸ء

اس نے بالا تر کیا حزب طریقت کا وقار
تھا وہ خورشید شکوہ حق مہ ناموس فقر
اس کو پہنایا گیا مشاطہ تقدیر سے
خلعت شاہی سے بڑھکر قیمتی ملبوس فقر
اس خود آگاہ و خدا آگاہ کا سال وصال
میں نے طارق یوں کہا ہے "عظمت فانوس فقر"

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۹۸۷ء

مادہ ہائے تاریخ بحساب ابجد سال وصال ۱۴۰۸ھ

"تجلیات عشاق النبیؐ"

"خوب رُخ"

"فروغ دین محبوب"

دولت دین و معرفت و ایماں"

"صاف نقش فقرو عرفان"

"ریاض حزب فقر"

مادۂ ہائے تاریخ بحساب ابجد سال وصال ۱۹۸۷ء

بسمہ اللہ الرحمٰن الرحیم

عاش حمیدا و مات شہیدا "

آواز ادب حبیب حی

ذلک الفوز العظیم

"عظمت فانوس فقر " ۱۹۸۷ء

"آثاثہ شریعت" ۱۹۸۷ء

"خوبی فیضان فقیر اولیاء" ۱۹۸۷ء

"یگانہ ذخر عرفان" ۱۹۸۷ء

قطعات تاریخ وصال از سید عارف محمود مہجور رضوی گجرات

"عاشق کامل، مرشد و رہنما"

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۴۰۸ھ

"سرمایہ صفا صوفی اللہ رکھا شاہ صاحب"

۱۹۸۷ء

غم زدہ کیوں کر نہ ہوں اہل نظر
چل بسا ہے ایک مرد با صفا
بر ملا، مہجورؔ کہہ دو سال وصل
"گلشن عرفاں، قلندر بے ریا"

۱۴۰۸ھ

اُٹھ گیا دنیا سے اک روشن ضمیر
زیست جس کی عمدگی پر دال ہے
بر محل، مہجورؔ کہہ دو وصل کا
"وارث مہر و محبت" سال ہے

۱۴۰۸ھ

قطعات تاریخ وصال از پیر محمد فیض الامین فاروقی سیالوی

"ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین"

۱۴۰۸ھ

"آفتاب طریقت صوفی اللہ رکھا شاہ"

۱۹۸۷ء

"سرگروہ اصفیا خواجہ اللہ رکھا شاہ صاحب"

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۹۸۷ء

صوفی اللہ رکھا بدر کاملاں عظمت نشاں
سینہ اش روشن زحب سرور کون و مکاں
فیض یاب از حضرت سید جماعت مرحبا
زبدۂ اہل جہاں آں شاہباز لامکاں
بیست از ماہ ربیع النور آدینہ بروز
از جہان پر فتن شد جانب دارو الجناں
مرقدش راکن خدایا با قیامت پر ضیاء
مسکنش او را عطا کن در جوار قدسیاں
مصرع سال وصالش گفتہ ام فیض الامیںؔ
"از جہاں شد اللہ رکھا صدر بزم عارفاں"

۱۴۰۸ھ

خواجہ اللہ رکھا مرد ذی وقار
عارف سر خدا عالی تبار
پیکر زہد و تقی روشن ضمیر
دل سے تھا وہ سرور دیں پر نثار
بیس تھی اولیٰ ربیع کی روز جمعہ
ہو گیا رخصت سوئے دارالقرار
ہے میسر اس کو قرب کبریا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مرکز انوار ہے اس کا مزار

سال رحلت یوں کہو فیض الامیںؒ

"اللہ رکھا اہل عرفاں حق شعار"

۱۴۰۸ھ

آپ کے خلد آشیانی ہونے کے بعد آپ کے مرید باصفا، خلیفہ بے ریا اور داماد باوفا حضرت الحاج خواجہ صوفی احسان الٰہی صاحب سجادہ نشین ہوئے جو ان کے مشن کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں۔ سجادہ نشین صاحب کے انتہائی لائق و فائق صاحبزادے جناب صاحبزادہ محمد عرفان الٰہی قادری صاحب مصنف کتب کثیرہ بڑے متحرک اور فعال شخصیت کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے دامن رحمت میں چھپائے رکھے۔

آپ کے آستانہ عالیہ پر ہر جمعرات صبح ۱۱ بجے تا ظہر محفل پاک منعقد ہوتی ہے۔ ہر ماہ چاند کی دس تاریخ محرم اور ذوالحج میں چاند کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں شریف کا پروگرام انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ ہر سال ۲۰ ربیع النور شریف کو جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ اور ۱۳۔۱۴۔۱۵ نومبر کو آپ کا سالانہ عرس پاک و تصوف سیمینار منعقد ہوتا ہے۔ (نوٹ مزید تفصیلات کے لیے "تجلیات مرشد" کا مطالعہ فرمائیں)

ملفوظات مقدسہ

۱۔ ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ احکام شریعت و طریقت پر عمل کرے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا غم اور خوف و خطرہ اسی دل میں ہوتا ہے جو ماسوا اللہ سے خالی ہوتا ہے۔

۳۔ آقائے نامدار ﷺ کی اطاعت وحدہ لاشریک کی محبت کی نشانی ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۴۔ بہشت کی کنجی اللہ و رسول اور اولیاء اللہ کی محبت ہے۔

۵۔ کوئی دم خالی نہ جاوے ذکر سے ذکر بھی ہووے ساتھ فکر کے۔

۶۔ روحانی تسکین اس کو حاصل ہے جس کا قلبی رابطہ بارگاہ مصطفی ﷺ سے مستحکم ہے۔

۷۔ اگر کوئی اللہ و رسول کا ہو جائے تو وہ تمام دنیا کی نعمتیں جن کو نام نہاد لوگ ایمان فروشی کر کے مشرکین کے دستر خوان سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ خود بخود اس انسان کے قدم چومیں۔

۸۔ اپنی کسی عبادت اور نیکی پر گھمنڈ نہ کرو۔ اس مالک حقیقی وحدہ لاشریک کے فضل و کرم اور رحمت کی امید رکھو اور اپنے رب کی بے نیازی سے ہر وقت ڈرتے رہو۔

۹۔ سالک کے لیے لازم ہے کہ ہر وقت مرضی مولیٰ پہ راضی رہے۔

۱۰۔ اہل اللہ کی محبت و عقیدت کو زیادہ سے زیادہ دل میں جگہ دو۔ اور ان کی محبت کو غنیمت جانو۔

۱۱۔ صدیقیت، خلافت، امانت، شہادت، غوثیت اور ولایت سب کچھ اتباع رسول کریم ﷺ ہی کا ثمرہ ہے۔

۱۲۔ جو شخص اللہ کے ذکر سے منہ موڑے گا اسکی روزی تنگ کر دی جائے گی اور بروز حشر نابینا اٹھایا جائے گا۔

۱۳۔ افسوس اے بندہ خدا تو زبان سے نیکی کا حکم دیتا ہے اور تیرا قلب گناہ کی طرف مائل رہتا ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۴۔ بارگاہ الٰہی میں جب بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھاؤ تو دل و زبان سے متوجہ ہو کر پوری یکسوئی کے ساتھ طلب کرو۔

۱۵۔ جو خالق سے ڈرتا ہے مخلوق اس سے ڈرتی ہے اور جو خالق سے نہیں ڈرتا مخلوق اس کو ڈراتی ہے۔

۱۶۔ بُرے لوگوں کے ساتھ رہنا نیک لوگوں سے دور کر دیتا ہے۔ بُرے لوگوں کو چھوڑ و اور صالحین کے ساتھ دوستی رکھو۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ نے سارے خزانوں کی کنجیاں آقائے نامدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں میں سے جس کو چاہا عطا فرمائیں۔

۱۸۔ جب پروردگار عالم اپنے بندے کو اپنی اور اپنے رسول مکرم کی محبت میں خود رفتہ پاتا ہے تو منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

۱۹۔ قرآن پاک کی تلاوت کثرت سے کرو۔ تاکہ تمہارے اوپر اسرار و رموزِ الٰہی کی موسلا دھار بارش ہو۔

۲۰۔ جو بغیر محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید پڑھتا ہے اسکو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

۲۱۔ خدا کا جلوہ تب نظر آئے گا جب اپنی ہستی کو مٹاؤ گے۔

۲۲۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار اس دنیا میں یہی ہے کہ اس کی تجلیات کا عکس بندہ پر پڑے۔

۲۳۔ روز محشر ہر گنہگار کو سزا کے بعد معافی ہو جائے گی لیکن جو آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا روپ دھار کر مخلوق خدا کے ساتھ دھوکا کرتا ہے۔ اسکی بخشش نہیں ہوگی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۲۴۔ خدا کے زیادہ نزدیک وہ ہوتا ہے۔ جس کے دل میں عاجزی وانکساری اور حسن سلوک ہے۔

۲۵۔ اپنا مال اللہ کی راہ میں اسکی رضا کے لیے خرچ کرو تا کہ تمہارا دل پاک ہو جائے۔

۲۶۔ دنیا میں اس طرح گزر جاؤ جیسے مچھلی پانی میں ایک طرف سے دوسرے کنارے چلی جاتی ہے۔

۲۷۔ راہ طریقت کے مسافر کو چاہیے کہ قلبی محبت واخلاص رکھے۔ اس کے بغیر اہل تصوف میں شامل نہیں ہو سکتا۔

۲۸۔ اللہ تعالی نے اس انسان کو ظاہر وباطن میں سب سے زیادہ حسین وجمیل بنایا ہے۔ اس لیے صوفی کو چاہیے کہ اپنے گفتار وکردار اور ظاہری وباطنی احوال کو مصفہ رکھے۔ اخلاق رزیلہ سے محفوظ رہے۔ ہمہ وقت اپنے محبوب کی بارگاہ میں اظہار ندامت سے اپنے نفس کی اصلاح کرے۔

۲۹۔ فقیر کو لازم ہے کہ خدا کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرے۔

۳۰۔ طمع نہ کرو۔ منع نہ کرو، جمع نہ کرو۔

۳۱۔ پیر اور مرید کی جیب ایک ہے جو لالچ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

۳۲۔ فقیر جہاں رہے لالچ کے بغیر رہے۔

۳۳۔ جسکی جیسی مراد ہوگی ویسا ہی فیض پائے گا۔

۳۴۔ نیک لوگوں کے ساتھ نسبت قائم کرو تا کہ تمہاری عاقبت بہتر ہو جائے۔

۳۵۔ لوگوں کو چاہیے کہ اپنے اہل وعیال کی طرف بھی توجہ رکھیں۔ ہم تو پابند محبوب ہیں۔ عطا کرے تو کھا لیتے ہیں ورنہ صبر وشکر کرتے ہیں۔ ہمیں تو ذکر سے ہی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

قوت دی جاتی ہے۔

۳۶۔ میری طرف دیکھ کر اہل و عیال نہ چھوڑو۔ ان کی خدمت کرو۔ تمہاری وہی عبادت ہے۔

۳۷۔ عاشق وہ ہے جو معشوق پر جان قربان کر دے۔

۳۸۔ ہر کام عشق سے ہو نہ کہ عقل سے عشق اور عقل کی کوئی نسبت نہیں ہے۔ فلاح عشق سے ہوتی ہے نہ کہ عقل سے۔

۴۰۔ بڑی فقیری یہ ہے کہ فقیر اپنی بستی میں نیک نام ہو۔

۴۱۔ کمال عشق یہ ہے کہ عاشق سے معشوق ہو جائے۔

۴۲۔ کوڑھ دی فقیری نالوں چوری چنگی پیاریو۔

۴۳۔ پلے رزق نہیں بن دے پنچھی تے درویش۔ جہاں توکل رب تے رزق انہاں نوں ہمیش۔

۴۴۔ پیر بھائیوں میں حقیقی محبت ہونا اسکی دلیل ہے کہ ان کو پیر سے محبت ہے۔

۴۵۔ فقیر کا کوئی گھر نہیں اور سب گھر فقیر کے ہیں۔

۴۶۔ دنیا کو خدا نہ سمجھ بیٹھو دین ہوگا تو دنیا تمہارے قدموں میں ہوگی۔

۴۷۔ فقیر کا ہاتھ غنی کے ہاتھ سے اونچا رہتا ہے کیونکہ فقیر کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا نائب ہوتا ہے۔

۴۸۔ اگر دنیا کے پیچھے بھاگو گے تو یہ سائے کی مانند تمہارے آگے بھاگے گی اگر بے نیاز ہو جاؤ گے تو تمہارے قدموں میں ہوگی۔

۴۹۔ انسان اس وقت تک عارف نہیں ہوتا جب تک اپنے نفس کی خواہشات پر قابو نہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پالے۔

۵۰۔ شیخ کی صحبت میں عقیدہ کے ساتھ حاضر ہونا چاہیے۔ بد عقیدہ صحبت سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

۵۱۔ جو پیر کو دور سمجھے وہ مرید ناقص ہے اور جو پیر مرید سے دور رہے وہ پیر ناقص ہے۔

۵۲۔ اپنے نفس پر عشق مرشد کو غالب کر لو فلاح پا جاؤ گے۔

۵۳۔ اگر سماع (قوالی) کو باوضو ہو کر عشق کو تازہ کرنے کے لے سنو تو ثواب ہے فائدہ ہے اور اگر موسیقی اور ساز کا مزہ حاصل کرنے کے لیے سنو تو گناہ ہے غلط ہے بلکہ نقصان ہے کیونکہ اس سے فنا و بقا کا سبق ملتا ہے۔

۵۴۔ انسان کو اپنی ناتوانی اور بے نوائی کمزوری کا احساس اس وقت ہوگا جب فرشتہ اجل اسکی گردن مروڑ کر پروردگار عالم کی بارگاہ میں جواب دہی کے لیے پیش کرے گا۔

۵۵۔ ہم تو کسی کے امر سے کھاتے ہیں اور کسی کے امر سے خاموش رہتے ہیں۔

۵۶۔ رزق کی فکر مت کرو تمہارا رزق تمہیں خود تلاش کرتا ہے۔

۵۷۔ تصوف حقیقی ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ہم دنیا میں رہ کر بھی دنیا سے بے رغبت رہیں۔ قلب کو صاف رکھیں۔ نفس اور شہوات نفس پر غلبہ حاصل کریں۔

۵۸۔ اہل تصوف کے لیے ضروری ہے کہ نفس و خواہش، شیطان اور بد کردار ہم نشینوں کی مخالفت میں رہیں۔ اور ہمہ وقت جہاد نفس میں مشغول رہیں۔

۵۹۔ اہل تصوف عورتوں اور نابالغ بچوں سے دور رہیں۔

۶۰۔ تمہارے اور ابلیس کے درمیان پرانی عداوت ہے تمہیں اس سے امن نہیں ملے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

گا۔

۶۱۔ جو کوئی اہل تصوف میں شامل ہوتا ہے۔ تو اس کے صبر کا امتحان لینے کے لیے سخت تند و تیز آندھیاں چلتی ہیں۔ غیر تو غیر اپنے بھی آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ رشتے توڑ لیتے ہیں۔ لوگوں کے طور طریقے بدل جاتے ہیں۔ ہر چہرہ پر نفرت کے آثار نظر آتے ہیں۔ مصائب کے پہاڑ آ گرتے ہیں۔ لیکن جوان تمام حالات میں اپنے مالک رحیم و کریم کا دامن رحمت مضبوطی سے تھامے رکھتا ہے۔ اس امتحان کو اپنے مالک کا انعام سمجھ کر قبول کرتا ہے۔ اغیار کو اپنے دل سے نکال دیتا ہے۔ تو پھر اس کو عظیم احسان کا مژدہ سنایا جاتا ہے۔ اس امتحان کے نتیجے میں کامیابی کا پیغام سنایا جاتا ہے۔ کہ وہ بندہ نواز رب اس طریقے سے اپنے بندے پر بندہ نوازیاں کرتا ہے۔ کہ منزل مراد سے زندگی کو رعنائیاں اور سچی مسرتیں عطا فرماتا ہے۔ اور اپنے دیدار کا وعدہ فرما لیتا ہے۔ اس طرح وہ بندہ اہل اللہ کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔

۶۲۔ اہل تصوف کے لیے لازم ہے کہ مجاہدہ نفس کرے اور دنیا کی چال بازی اور نیند سے دھوکا نہ کھائے۔

۶۳۔ اہل تصوف کو چاہیے کہ اپنے حال سے بلند حال کی طرف نہ دیکھے۔ کسی دوسرے کی حالت کا طلبگار نہ بنے۔

۶۴۔ اہل تصوف کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی کامیابی پر ناز نہ کرے بلکہ زہد و تقوی کا پورا پورا حق ادا کرے۔

۶۵۔ جوان درویش راہِ خدا کا شیر مرد ہوتا ہے۔ کیونکہ بوڑھا تو نہ اٹھنے کی وجہ سے ہی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

درویش بن جاتا ہے۔

۶۶۔ ہر روز کوئی ایسا وقت ضرور نکالو جس میں اپنے مالک کے سوا کسی اور پر نظر نہ اٹھے۔

۶۷۔ تمام مخلوقات سے کنارہ کش ہو کر خالق میں مگن ہونا مراقبہ ہے۔

۶۸۔ جو حضور آقائے نامدار علیہ ﷺ کے میلاد پاک کی خوشی نہیں کرتا اسے مسلمانی کا حق کیا ہے۔

۶۹۔ وجد و رقص میں تصور شیخ کو پختہ کرو پھر کامل بنو گے۔

۷۰۔ مرید وہ ہے جو اپنا اختیار ختم کر دے اور خدا تعالیٰ کے اختیار پہ راضی رہے۔

۷۱۔ جو کام کرو بے لوث کرو۔ کسی معاوضہ کا لالچ نہ رکھو خدمت میں اپنی عزت و عظمت رکھو۔

۷۲۔ بناؤ سنگار سے بچو خادم بنو مخدوم نہ بنو۔

۷۳۔ مصلے پر تو کھڑے ہوتے ہو لیکن خیال میں لغو رکھتے ہو خالص رضا چاہا کرو۔

۷۴۔ میرا وہی ہے جو خدمت کرنے والا ہے۔ جس کو بیٹا کہہ لو، عاشق کہہ لو وہ محض مجھے تو احسان الٰہی انسان ملا ہے۔ روز محشر اگر مجھ سے پوچھا گیا تو محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی طرح کہہ دوں گا کہ احسان الٰہی تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔

۷۵۔ بغیر لالچ کے خوشی اور نیک نامی کے ساتھ کسی کو پانی ہی پلا دو یہ بھی عبادت ہے۔

۷۶۔ جس نے مجھے دیکھنا ہے احسان الٰہی کو دیکھ لے یہ ہاتھ احسان کا نہیں میرا ہے۔

۷۷۔ لعل اگر کیچڑ میں گر جائے تو بھی قیمتی ہے گرد اگر آسمان پر چڑھ جائے تو پھر بھی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بے قیمت ہے۔

۷۸۔ عقلمند خاموش رہتا ہے اور مشک کی طرح خوشبو دیتا ہے اور نادان جاہل ڈھول کی طرح گونجتا ہے مگر درمیان سے خالی ہوتا ہے۔

۷۹۔ دنیا کی نعمتوں سے لالچی کی آنکھ اور دل سیر نہیں ہوتے۔ جیسا کہ کنواں شبنم سے نہیں بھرا جاتا۔

۸۰۔ جو حرص و لالچ میں مبتلا ہے اسے آخرت کی سزا کا کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ وہ خود کو خطرناک کاموں میں پھنسا لیتا ہے اور حرام وحلال میں کوئی تمیز نہیں کرتا۔

۸۱۔ درویشوں کے حلقہ میں صبر کرنے والے اور بے صبرے بھی ہوتے ہیں لیکن صابر ہی مرتبہ حاصل کرتے ہیں۔

۸۲۔ اگر ہر قطرۂ شبنم موتی ہوتا تو ہر موتی بے قیمت ہو جاتا۔

۸۳۔ علم جتنا مرضی پڑھ لو اگر عمل نہیں تو تم جاہل ہو۔ بغیر عمل کے نہ عالم، نہ محقق، نہ صوفی بلکہ ایسا ہے جیسے جانور پر چند کتابیں۔

۸۴۔ دو آدمیوں نے بیکار کوشش کی ایک وہ جس نے جمع کیا اور کھایا نہیں دوسرا وہ جس نے پڑھا اور عمل نہیں کیا۔

۸۵۔ بدعادت جہاں بھی جاتا ہے ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔ نیک خصلت جہاں بھی ہو عزت پاتا ہے۔

۸۶۔ بے وقوف مالدار کو تعریف بہت اچھی لگتی ہے، لالچی کمینہ مال حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے اگر کسی دن اس کی مراد پوری نہ ہو تو وہ اس کے اتنے ہی عیب گنتا ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۸۷۔ شہوت ایک آگ ہے اس سے اپنے اوپر دوزخ کی آگ کو مسلط نہ کرو۔

۸۸۔ اللہ اس گھر پر خوشی کا دروازہ بند کر دیتا ہے جہاں سے عورت کی آواز زور سے آئے۔

۸۹۔ بادشاہ کا لباس خواہ قیمتی ہے لیکن تیرا لباس سب سے اچھا ہے کیونکہ اس نے تیرا تن ڈھانپ رکھا ہے۔

۹۰۔ حق شناس کتا ناشکرے آدمی سے بہتر ہے۔

۹۱۔ جاہل شخص کی عبادت کچھ بھی قدر نہیں رکھتی علم حاصل کرو پھر اس پر عمل کرو۔ علم بغیر عمل کے نافع نہیں۔

۹۲۔ دنیا کی محبت اور حرص اولیاء اللہ کی معرفت سے روکتی ہے۔

۹۳۔ خودغرض اور طمع کرنے والے کا واعظ مداہنت اور حوص دنیا سے خالی نہیں ہوتا جس کا سامعین پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

۹۴۔ لوگ دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے سائل بن کر دوڑتی ہے۔

۹۵۔ ایمان عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نام ہے۔

۹۶۔ جس کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہے تو وہ شخص ایمان سے اس طرح خالی ہے جیسے بالٹی کو الٹا کر کے رکھا ہو تو وہ خالی ہوتی ہے۔

۹۷۔ بچپن سے یہ خواہش تھی کہ یہ آنکھیں دیدار مرشد اور دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کھلیں یا انوار و تجلیات الٰہیہ کا مشاہدہ کرتی رہیں اور میرے مرشد کے فیض خاص سے آج یہ خواہش پوری ہوگئی ہے کہ میں ہمہ وقت اپنے لجپال آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۸۷۔ شہوت ایک آگ ہے اس سے اپنے اوپر دوزخ کی آگ کو مسلط نہ کرو۔

۸۸۔ اللہ اس گھر پر خوشی کا دروازہ بند کر دیتا ہے جہاں سے عورت کی آواز زور سے آئے۔

۸۹۔ بادشاہ کا لباس خواہ قیمتی ہے لیکن تیرا لباس سب سے اچھا ہے کیونکہ اس نے تیرا تن ڈھانپ رکھا ہے۔

۹۰۔ حق شناس کتا ناشکرے آدمی سے بہتر ہے۔

۹۱۔ جاہل شخص کی عبادت کچھ بھی قدر نہیں رکھتی علم حاصل کرو پھر اس پر عمل کرو۔ علم بغیر عمل کے نافع نہیں۔

۹۲۔ دنیا کی محبت اور حرص اولیاء اللہ کی معرفت سے روکتی ہے۔

۹۳۔ خود غرض اور طمع کرنے والے کا واعظ مداہنت اور حرص دنیا سے خالی نہیں ہوتا جس کا سامعین پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

۹۴۔ لوگ دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے سائل بن کر دوڑتی ہے۔

۹۵۔ ایمان عشق مصطفیٰ ﷺ ہی کا نام ہے۔

۹۶۔ جس کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہے تو وہ شخص ایمان سے اس طرح خالی ہے جیسے بالٹی کو الٹا کر کے رکھا ہو تو وہ خالی ہوتی ہے۔

۹۷۔ بچپن سے یہ خواہش تھی کہ یہ آنکھیں دیدار مرشد اور دیدار مصطفیٰ ﷺ میں کھلیں یا انوار و تجلیات الٰہیہ کا مشاہدہ کرتی رہیں اور میرے مرشد کے فیض خاص سے آج یہ خواہش پوری ہوگئی ہے کہ میں ہمہ وقت اپنے لجپال آقائے نامدار ﷺ کا دیدار

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کرتا رہتا ہوں اور جو بات بھی کرتا ہوں لجپال کی اجازت سے کرتا ہوں۔

۹۸۔ فقیر ہر وقت رب کو مقروض رکھتا ہے جو آتا ہے اس کی راہ میں لٹا دیتا ہے اسلئے مالک کو اور بھیجنا پڑتا ہے۔ اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

۹۹۔ اگر اخلاص کے ساتھ توبہ کرو گے اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔

۱۰۰۔ نام نہاد صوفی نہ بنو بلکہ اپنے اندر صفات پیدا کرو۔

۱۰۱۔ جمعرات شریف کا دن تھا کہ حضرت صوفی احسان الٰہی صاحب مغرب کی اذان کے وقت ختم شریف کا سامان اور کھانا لینے کے لیے چلے گئے۔ اس وقت گھر گاؤں میں ہوتا تھا اور اذان پڑھنے میں دوسرے بھائی صاحب نے دیر کر دی۔ جب کھانا لے کر آئے۔ تو حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آج یہ روٹی کھانا حرام ہے۔ کیونکہ تم نے اذان مغرب کیوں نہ پڑھی۔ تو صوفی صاحب نے عرض کیا حضور میں سمجھا تھا کہ شاید دوسرے بھائی صاحب پڑھ دیں گے لیکن ان سے تاخیر ہو گئی۔ میں ختم پاک کا سامان لینے چلا گیا تھا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''ختم پہلے آیا ہے یا نماز''، لہٰذا آج کا کھانا مجھ پر حرام ہے میں نہیں کھاؤں گا۔

۱۰۲۔ تھوڑ سے تھیڑ بری ہوتی ہے۔ اگر کبھی تھوڑا آجائے تو ثابت قدم رہنا گھبرانا نہیں میرا اللہ پوری کر دے گا اور اگر تھیڑ (اکھڑ جانا) جاؤ گے ثابت قدم نہ رہو گے تو ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔ جو کام بھی کرو اللہ واسطے کرو۔ اپنی غرض سامنے نہ رکھو۔ دنیا مردار ہے مردار کا طالب کتا ہے۔ اگر کوئی غوث پاک پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی کوئی چیز آئے تو اسے فروخت نہ کرنا۔ اور نہ ہی دوسری جگہ یہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

استعمال کرنا۔ دوسرے کام خود بخود غیب الٰہی سے ہو جائیں گے۔ اس جگہ کا مالک احسان الٰہی ہے جو میرے نقش قدم پر چلتا ہے۔ جو میرے نقش قدم پر چلے گا وہ میرا ہوگا،،۔

۱۰۳۔ ۷ رمضان المبارک ۱۹۷۵ء کا دن تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز تراویح ادا کرنے کے بعد جب باہر سے کمرے میں مسند پر تشریف لائے۔ کافی بھائی حاضر خدمت موجود تھے۔ اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صوفی الٰہی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ''احسان الٰہی چھری ہاتھ میں رکھنا بکرے چھترے بہت آئیں گے ذبح کر کے مخلوق کو کھلا دینا ذات کے لیے کچھ نہ رکھنا، مستری لگے رہیں تم نگرانی کرتے رہنا جس قدر لوگ حسد کریں گے تمہارا مقام بلند ہوگا،،۔

۱۰۴۔ ۵ رمضان المبارک ۱۹۷۷ء نماز تراویح سے فارغ ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو ارشاد فرمایا۔ ''میرے بعد احسان الٰہی کی تائید کرنا اور گیارہویں شریف کا ختم پاک اس کے ساتھ مل کر اس کی زیر نگرانی پڑھنا جیسے کہ ہر مہینے ہوتا ہے۔ کوئی رد و بدل نہ کرنا اور نہ اپنے پرائے کا لحاظ کرنا سب مخلوق اللہ کی ہے اور آقا و مولیٰ سچے نبی ﷺ کی امت ہے۔ سب کو اسی طرح لنگر کھلانا اگر ایسا کرو گے تو کوئی چیز ختم نہ گی بلکہ ترقی ہی ترقی ہوگی۔ باقی جو میرے سے کوئی رہ جائے تو وہ احسان الٰہی سے طلب کرنا سب کچھ حاصل ہوگا۔ احسان اور میں ایک ہیں جو کچھ مجھے عطا ہوا ہے میں نے وہ احسان الٰہی کو بخش دیا ہے۔ آپس میں نفاق نہ ڈالو عورتوں کی باتوں پر عمل نہ کرو۔ جو کسی کے خلاف بات کرے اس کی نہ سننا تا کہ تم کو ایک دوسرے کے خلاف نہ کر سکیں محبت کے ساتھ مل جل کر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

رہنا تمام کام درست ہو جائیں گے۔ ان باتوں پر عمل کرو گے تو ہر مشکل توڑ جاؤ گے۔ باقی احکام شریعت میں ردو بدل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ یہ کسی کے باپ دادا کی ولائت نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے احکام ہیں ان کی اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سب پر اپنی رحمت کی کھڑکیاں فراخ فرمائے۔

۱۰۵۔ ۱۷ ارمضان المبارک ۱۹۷۷ء بروز جمعۃ المبارک نماز تراویح سے فارغ ہو کر کافی لوگوں کی موجودگی میں فرمایا۔ ''صبر رکھو تمام کام ٹھیک ہو جائیں گے۔ جو کچھ ہم نے بتایا ہے اس پر عمل کرنا گبھرانا نہیں۔ احسان الٰہی کی تائید کرنا جو کچھ کہے اس پر عمل کرنا اس کو بچہ نہ سمجھنا۔ میرے مرشد کا صدقہ کوئی تھوڑ نہ آئے گی۔ میرے سے اگر کوئی رہ جائے تو احسان الٰہی سے حاصل ہو جائے گا۔ اور اے احسان الٰہی جب بھی محفل سماع کراؤ تو اپنے دائیں اور بائیں کسی کو نہ بیٹھنے دوو ہ کسی کے آنے کا راستہ ہوتا ہے۔

۱۰۶۔ بابا علی احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کھانے کے لیے فروٹ کا تبرک عطا فرمایا۔ انہوں نے وہ لے کر کہا کہ میں تو روزہ سے ہوں اور تھیلے میں ڈالنا شروع کر دیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ ''روزہ کس لیے رکھتے ہو روزہ سے تقویٰ کی دولت نصیب ہوتی ہے اور تمہارا تقویٰ یہ ہے کہ شام کے لیے جمع کر رہے ہو کیا وہ مالک شام کو نہیں عطا فرمائے گا۔ فقیر کو ہمیشہ توکل پہ گامزن رہنا چاہیے''۔

۱۰۷۔ مرد قلندر دنیاوی تکالیف سے متاثر نہیں ہوا کرتا۔ رنج و الم کی بنا پر اس کی آنکھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سے آنسو نہیں نکلتا۔ اس کی آنکھ سے آنسو جب بھی نکلتا ہے سوز و مستی میں نکلتا ہے۔ وہ دنیاوی مشکلات اور رکاوٹوں سے گھبرایا نہیں کرتا۔ ان کے ارد گرد مخلوق خدا سائل کی حیثیت سے جو بال بچوں کی روزی کی غرض سے آتے ہیں۔ ان سے بھی نہیں گھبراتا بلکہ خوش ہوتا ہے۔ اور جو آس امید والے یعنی بے اولاد، بیمار، غرض کہ ہر قسم کی امید والے تو ان کی بھی حاجت پوری کی جاتی ہے۔ تو ان سے کسی چیز کی خواہش نہیں کی جاتی۔ بلکہ ان پر رحمت کی جاتی ہے۔ اور قلندر پر تمام جاندار فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قلندر میرا ہے۔ اور وہ بھی قلندر کے در پر کھاتے ہیں۔ اور قلندر ان سے نبھاتا ہے۔ گھبراتا نہیں بلکہ مخلوق کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اور جو کہتے ہیں کہ ہم قلندر کے نہیں ہوتے۔ یعنی قلندر سب کچھ لٹا کے خوش ہوتا ہے۔ اور اس کا تقویٰ اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اور وہ ظاہر وسیلہ پر یقین نہیں رکھتا۔ اس نے سب کچھ اللہ تعالیٰ پر لٹا دیا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر اپنے آپ کو ختم کر دیا ہوتا ہے۔ اور جو لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا وسیلہ بنا دیتا ہے۔

ماخذ

۱۔ ''تجلیاتِ مرشد'' از صاحبزادہ پیر عرفان الٰہی قادری مطبوعہ آستانہ عالیہ ساہو چک شریف متعدد صفحات

۲۔ ''تجلیاتِ قلندر'' از صاحبزادہ پیر عرفان الٰہی قادری مطبوعہ آستانہ عالیہ ساہو چک شریف متعدد صفحات

۳۔ ''سیالکوٹ روحانیت کے آئینے میں'' از نوید سلطان مطبوعہ سیالکوٹ ۲۰۱۰ء ص

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۴۔ "انوار الحفیظ" از حافظ محمد اسحاق چشتی مطبوعہ دربارِ عالیہ بڑیلہ شریف گجرات ص ۴۷۹، ۴۸۰

۵۔ "تذکرہ گوجر مشائخ عظام وعلماء کرام" از سعید اختر چوہدری ایڈووکیٹ مطبوعہ راولپنڈی ۲۰۱۵ء ص ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰

۶۔ "سیالکوٹ تاریخ کے آئینے میں" از ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ مطبوعہ گجرات

۷۔ "ضیائے ساہو چک شریف" مجلہ مطبوعہ ساہو چک شریف ۲۰۱۰ء

۸۔ "ماہنامہ مناط الاسلام سیالکوٹ" بابت ماہ نومبر ۲۰۱۱ء، ۲۰۱۲ء، نومبر ۲۰۱۳ء، نومبر ۲۰۱۴ء

۹۔ "ماہنامہ تاجدارِ یمن نارووال" بابت ماہ نومبر ۲۰۱۳ء

۱۰۔ "ماہنامہ گلستانِ نقیب قصور" بابت ماہ اکتوبر ۲۰۱۳ء، ۲۰۱۴ء

۱۱۔ "روزنامہ اوصاف لاہور" ۱۰ نومبر ۲۰۰۸ء، ۱۱ نومبر ۲۰۱۱ء، ۲۰۱۲ء

۱۲۔ "روزنامہ پاکستان لاہور" ۱۴ نومبر ۲۰۱۰ء

۱۳۔ "روزنامہ آپ لاہور" ۱۶ نومبر ۲۰۱۱ء، ۱۳ نومبر ۲۰۱۰ء، ۱۳ نومبر ۲۰۱۲ء

۱۴۔ "روزنامہ الشرق لاہور" ۱۴ نومبر ۲۰۱۱ء، ۲۰۱۲ء

۱۵۔ "روزنامہ خبریں لاہور" ۱۴ نومبر ۲۰۱۱ء، ۲۰۱۲ء

۱۶۔ "روزنامہ دن لاہور" ۱۲ نومبر ۲۰۱۰ء، ۱۳ نومبر ۲۰۱۱ء، ۱۳ نومبر ۲۰۱۲ء، ۲۰۱۳ء، ۲۰۱۴ء

۱۷۔ "روزنامہ نوائے شمال سیالکوٹ" نومبر ۲۰۱۰ء، ۱۳ نومبر ۲۰۱۱ء، ۱۳ نومبر ۲۰۱۲ء، ۲۰۱۳ء، ۲۰۱۴ء

۱۸۔ "روزنامہ انصاف لاہور" نومبر ۲۰۱۲ء، ۲۰۱۳ء

۱۹۔ "روزنامہ نوائے وقت لاہور" ۷ نومبر ۲۰۱۴ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پیر محمد یونس خاں آفریدی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۰۲ء ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۸۸ء

حضرت محمد یونس خاں آفریدی بن الحاج محمد اسمٰعیل خاں آفریدی ۱۸۷۴ء۔ ۱۹۵۵ء) کی ولادت ۱۴ دسمبر ۱۹۰۲ء مطابق ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ بروز اتوار ۲ بجے دن فیروز آباد ضلع آگرہ (یوپی، بھارت) میں ہوئی۔ ۱۹۲۲ء میں سینٹ جانس ہائی سکول آگرہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۲۶ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بطور پرائیویٹ امیدوار ایف اے اور ۱۹۲۸ء میں بی اے کیا۔ ۱۹۲۹ء میں ایم اے فارسی اور ۱۹۳۴ء میں ایم اے جغرافیہ پاس کیا۔ ۱۹۳۷ء میں آگرہ یونیورسٹی سے ایل ایل بی کا امتحان بھی سیکنڈ ڈویژن میں پاس کرلیا۔

اکتوبر ۱۹۲۹ء میں سرکاری ملازمت شروع کی اور مئی ۱۹۶۰ء میں ریٹائر ہوئے۔ اس دوران دہلی، آگرہ، بریلی، گورکھپور، الہ آباد، لاہور، بھکر و دیگر مقامات پر مختلف محکموں میں مختلف آسامیوں پر فائز رہے۔ اس کے بعد تادم آخر لاہور میں وکالت کرتے رہے۔

نومبر ۱۹۲۴ء میں جب آگرہ میں ایف اے کے طالب علم تھے تو حضرت امیر ملت قدس سرہ، وہاں تشریف لائے۔ ایک دن بعد نماز مغرب شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت امیر ملتؒ نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں دیا، چائے کی پیالی سے چند گھونٹ پی کر بقیہ آپ کو پینے کے لیے مرحمت فرما دی اور پھر اپنی دستار مبارک اپنے سر اقدس سے اتار کر آپ کے سر پر رکھ دی اور اجازت و خلافت سے نواز دیا۔ پھر کھانا آیا تو اپنی روٹی سے آدھی روٹی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

توڑ کر آپ کو عنایت فرمادی اور گاہے بگاہے ایک لقمہ بھی آپ کے منہ میں دیتے رہے۔ یوں آپ کی روحانی تربیت فرمائی۔

آفریدی صاحب کا بیان ہے کہ حضرت قدس سرہ، سترہ دن تک آگرہ جلوہ افروز رہے۔ صبح و شام دو وقت سینکڑوں آدمی دستر خوان پر کھانا کھاتے تھے اور چاول، آٹے کی بوریاں علی پور شریف سے برابر آتی تھیں اور صرف میں لائی جاتی تھیں۔ اس کے بعد کئی بار حضرت اقدس آگرہ تشریف لاتے رہے اور علم و عرفان کے دریا بہاتے رہے۔ ایک مرتبہ ایک پیر بھائی نے شکایت کر دی کہ ہر اتوار کو جو حلقہ ذکر ہوتا ہے آفریدی صاحب اس میں شریک نہیں ہوتے۔ حضرت نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ تم حلقہ میں کیوں شریک نہیں ہوتے۔ میں نے جواب دیا کہ حضرت، میں ایل ایل بی میں پڑھ رہا ہوں، اسکی کلاسیں بعد مغرب ہوتی ہیں۔ میں دن میں ملازمت کرتا ہوں اور رات کو وکالت پڑھتا ہوں۔ اتوار کی چھٹی ہوتی ہے۔ ہفتہ بھر کے جو کام رُکے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ اتوار کو کرنا ہوتے ہیں اور اکثر اتوار کو عزیز و اقارب کے ہاں بھی جانا ہو جاتا ہے۔ بدیں وجہ میں حلقہ کی حاضری سے اکثر قاصر رہتا ہوں۔ یہ سن کر حضرتؒ خاموش ہو گئے۔ تیسرے دن جب حضرت آگرہ سے روانہ ہو رہے تھے اور صدہا آدمی ان کو الوداع کہنے آئے ہوئے تھے اور تمام لوگ تانگوں وغیرہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت اقدسؒ ایک کار میں تشریف فرما تھے اور ان کے گلے میں بہت سے پھولوں کے ہار پڑے تھے۔ اس وقت حضرت کو خاکسار کی یاد آئی اور ایک شخص آواز لگاتے ہوئے آئے کہ یہاں کوئی محمد یونس خاں ہیں۔ میں نے کہا، میں ہوں۔ اس نے کہا کہ حضرتؒ یاد فرما رہے ہیں۔ جب میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا، تم کہاں تھے اور اپنے گلے سے تمام ہار اتار کر میرے گلے میں ڈال کر فرمایا کہ ”یہ تمہاری نافرمانی کا انعام

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہے یعنی حلقہ ذکر میں شرکت نہ کرنے کا۔

۱۹۴۶ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، بسلسلہ صدارت وشمولیت آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس تشریف لے جارہے تھے۔ آفریدی صاحب اس وقت بریلی میں تھے۔ آفریدی صاحب نے اسٹیشن پر پہنچ کر قدمبوسی کر کے کتنے ہی عملیات حاصل کیے۔ اور کئی عملیات جو دیگر درویشوں سے ملے تھے جن میں حزب البحر شریف کی اجازت بھی شامل تھی، ان کی تجدید اجازت حاصل کی۔ پھر ''قل ہو اللہ شریف'' کی اجازت مانگی۔ اس پر حضرت نے سکوت فرمایا اور ارشاد کیا کہ ''تمہیں عملیات کی بڑی ہوس ہے جو بتائے ہیں انہیں تو کر لو۔

جب بھی موقعہ ملتا آفریدی صاحب بموقعہ عرس شریف اور علاوہ ازیں بھی علی پور شریف حاضر ہوتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد ایک مرتبہ عرس شریف پر حاضر ہوئے تو حضرت امیر ملت قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ لاہور میں حضور والا کا کوئی خلیفہ نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ لاہور میں ہم نے کوئی خلیفہ مقرر نہیں کیا ہے کیوں کیا بات ہے۔ آفریدی صاحب نے عرض کیا کہ آگرہ میں ہر اتوار کو حلقہ ذکر مولانا پروفیسر عابد حسن فریدیؒ (۱۸۷۹ء۔۱۹۴۵ء) کے ہاں ہوتا تھا اور سب پیر بھائی ایک جگہ جمع ہو جاتے تھے لاہور میں ایسا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اگر لاہور میں بھی ایسا انتظام ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ حضرت والا تبار نے فرمایا کہ یہ بات منظور ہے تم کہاں چاہتے ہو کہ یہ حلقہ ہوا کرے۔ آفریدی صاحب نے عرض کیا کہ حکیم مبارک احمدؒ (۱۹۱۰ء۔۱۹۹۰ء) کے یہاں کوچہ فقیر خانہ میں۔ حضرتؒ نے ارشاد کیا کہ منظور ہے۔ اسی وقت حکیم مبارک احمد کو طلب کر کے فرمایا کہ آئندہ سے حلقہ ذکر تمہارے یہاں ہوا کرے گا اور تم ہی حلقہ کرانا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ایک سال حضرت امیر ملت قدس سرہ، حج سے واپسی پر حکیم مبارک احمدؒ کے ہاں کوچہ فقیر خانہ میں قیام فرماتے تھے اور تین چار یوم تک جلوہ افروزی فرمائی۔

آفریدی صاحب روزانہ راج گڑھ چو برجی سے کوچہ فقیر خانہ جا کر تہجد کی نماز حضرت اقدسؒ کی اقتدا میں پڑھتے تھے، اس وقت حضرتؒ کی بینائی بالکل جاتی رہی تھی۔

ایک روز بعد نماز تہجد حضرتؒ نے فرمایا کہ کیا محمد یونس خاں یہاں موجود ہے۔ آفریدی صاحب نے عرض کیا کہ خادم حاضر ہے۔ فرمایا کہ ایکدفعہ تم نے ''قل ہو اللہ شریف'' کے عمل کی اجازت مانگی تھی، ''آج میں اس کی تم کو اجازت دیتا ہوں، کہو قبول کی''۔ پھر فرمایا کہ محمد یونس خاں کے طفیل جتنے یہاں حاضرین ہیں۔ میں نے ان سب کو ''قل ہو اللہ شریف'' کے عمل کی اجازت دی۔ اور پھر دوسرے موقعہ پر ختم معصومیہ کی اجازت عطا فرمائی۔

آفریدی صاحب کے علاوہ ان کے والدین، اہلیہ محترمہ، ہر دو برادران محمد یعقوب خان آفریدی برادر بزرگ اور برادر اصغر ڈاکٹر ایم اے شکیل بھی حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے بیعت تھے اور یوں یہ گھرانہ ''نور علی نور'' ہو گیا تھا۔

آفریدی صاحب علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر تھے۔ آپ دینی مسائل ایسے دلنشین انداز اور سائنس کی رو سے بیان فرماتے کہ انسان انہیں تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ ان کی گفتگو نکھری ہوئی اور بڑی لطیف ہوتی تھی۔ بھاری بھر کم بات کو ہلکے پھلکے انداز میں بیان کرنے کا اسلوب حاصل تھا۔ جمالی طرز کے باغ و بہار انسان تھے۔ گفتگو قرآن وحدیث اور اقوال صالحین سے مرصع ہوتی تھی۔ آپ کی فصاحت و بلاغت اور بیان میں ساحری اور زبان میں دلیری تھی۔ باضمیر اور غیور انسان تھے۔ آپ نے اپنا فیضان قریہ بہ قریہ اور کو بہ کو پہنچایا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مندرجہ ذیل کتابیں آپ کے قلم گوہر بار سے نکلیں۔ مجمع البحرین دو جلد، پیام عمل، ذکر الٰہی NEW THEORY OF SOLAR SYSTEM علاوہ قرآن پاک کی تفسیر تحریر کر رہے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک بوقت عصر ہوئی اور قبرستان میانی صاحب فصیح روڈ (نزد چوبرجی) لاہور آخری آرامگاہ بنی۔

حضرت یونس آفریدی ؒ نابغہ روزگار
علم و فضل جن کا دنیا کے لیے اک یادگار
الغرض خادم کی یہ مختصر تعریف و توصیف
متقی، عابد، نمازی، شب زندہ دار

ماخذ

۱۔ ''مجمع البحرین'' جلد دوم از محمد یونس خاں آفریدی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۹۰ تا ۹۷، ۱۴۰ تا ۱۶۸، ۲۵۵ تا ۲۵۶ و دیگر صفحات

۲۔ ماہنامہ ''سیارہ ڈائجسٹ، لاہور بابت ماہ مئی ۱۹۸۸ء ص ۴۱ تا ۴۶۔

۳۔ روزنامہ مشرق'' لاہور بابت ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۸ء

۴۔ مکتوب گرامی خالد جمال پاشا پسر حقیقی حضرت آفریدیؒ بنام محمد صادق قصوری محررہ از لاہور محلقہ ۳ دسمبر ۱۹۸۸ء۔

۵۔ ''وفیات اعیان پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء ص ۸۸۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

حکیم مبارک احمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۱۰ء ـــــــــــــ ۱۹۹۰ء

حکیم مبارک احمد بن الحاج حکیم شیخ رسول بخش نقشبندی جماعتی (ف ۱۹۳۰ء) بن حاجی کرم بخش بن حاجی امام بخش جنوری ۱۹۱۰ء میں چوک لوہاری منڈی لاہور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۸ء میں میٹرک کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کرنے کے بعد ۱۹۲۹ء میں طبیہ کالج لاہور میں داخلہ لے کر ''حکیم حاذق'' کا کورس پاس کیا۔ پھر طبیہ کالج کرول باغ دہلی سے ''عمدۃ الحکماء'' کی سند حاصل کی۔ دو سال بمبئی یونیورسٹی میں ملازمت کرنے کے بعد سرجیکل وارڈ میو ہسپتال لاہور میں آگئے اور اپنی طبی مہارت کا لوہا منوایا۔ میو ہسپتال لاہور میں انہیں ڈاکٹر محمد یوسف مرید باصفا حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ (۱۸۶۵ء۔ ۱۹۲۸ء) کے ماتحت کام کرنے کا موقعہ ملا۔

حکیم مبارک احمد آٹھ سال کی عمر میں پہلی دفعہ اپنے والد ماجد کے ساتھ حضرت امیر ملت قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور یہ حاضری مستقل طور پر حرز جان بن گئی۔ ۱۹۲۴ء میں حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہ کے دست حق پرست پر سعادت بیعت حاصل کی۔ اور پھر تا زیست حق غلامی ادا کرتے رہے۔

۱۹۳۲ء میں پہلی دفعہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے قدموں کے ساتھ تبلیغی سفر پر گئے اور پھر بارہا حضرتؒ کی خدمت میں حاضر رہے اور کشمیر، بمبئی، حیدر آباد دکن، انبالہ، اور فیروز پور وغیرہ شہروں کے دوروں میں ساتھ رہ کر روحانی استفادہ کیا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، ان پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ ایکدفعہ مدینہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شریف سے ان کے لیے پگڑی مبارک اور ان کی بیوی کے کپڑے لا کر عنایت فرمائے۔

لاہور میں اکثر و بیشتر حضرت امیرِ ملتؒ کا قیام، حکیم صاحب کی رہائش گاہ کوچہ فقیر خانہ اندرون بھاٹی گیٹ میں ہی ہوتا تھا۔ سالانہ عرس شریف کے موقعہ پر حکیم صاحب بڑی عقیدت ومحبت کے ساتھ قافلہ لے کر علی پور شریف حاضر ہوتے تھے اور ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے انتظامی امور میں شریک رہتے۔

۱۹۴۰ء میں حضرت سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ علی پوریؒ (۱۸۷۸ء۔ ۱۹۶۱ء) نے آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا تھا۔ مشہور تھا کہ حضرت امیرِ ملت قدس سرہ، نے بھی انہیں خلافت عظمیٰ سے نواز رکھا تھا مگر ''سیرت امیرِ ملت'' یا کسی اور ذریعہ سے اس کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ البتہ حضرت امیرِ ملت قدس سرہ، کے ایک خلیفہ محمد یونس خان آفریدیؒ (۱۹۰۲ء۔ ۱۹۸۸ء) نے اپنی کتاب ''مجمع البحرین'' جلد دوم مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء ص ۹۴ پر ان کی خلافت کا ذکر کیا ہے، جس کی تمام تر ذمہ داری آفریدی صاحبؒ پر عائد ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

''قیام پاکستان کے بعد ایک مرتبہ عرس کے موقعہ پر میں حضرت (حضرت امیر ملتؒ) کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ حضور، لاہور میں حضور کا کوئی خلیفہ نہیں ہے۔ حضور نے جواب دیا کہ لاہور میں میں نے کوئی خلیفہ مقرر نہیں کیا ہے کیوں کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آگرہ میں تو مولانا فریدی صاحب (پروفیسر عابد حسن فریدیؒ) کے ہاں ہر اتوار کو حلقہ ہوتا تھا اور سب پیر بھائی ایک جگہ جمع ہو جاتے تھے، لاہور میں ایسا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اگر لاہور میں بھی ایسا انتظام ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بات منظور ہے۔ تم کہاں چاہتے ہو کہ یہ حلقہ ہوا کرے۔ میں نے جواب دیا کہ حکیم

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مبارک احمد صاحب کے یہاں ۔ آپ نے فرمایا، منظور ہے۔ یہ کہہ کر حکیم مبارک احمد صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ آئندہ سے حلقہ تمہارے یہاں ہوا کرے گا اور تم ہی حلقہ کرانا۔ چنانچہ اس وقت سے لاہور میں حلقہ ان کے یہاں ہوتا ہے اور کچھ سال بعد پھر ان کو حضور نے خلافت بھی عطا فرمادی"۔

۱۹۵۱ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی رحلت ہوئی تو حکیم صاحب غم سے چور ہو گئے اور صحت گرنے لگی۔ پھر ۱۹۶۱ء میں حضرت سراج الملت سجادہ نشین اول (۱۸۷۸ء۔ ۱۹۶۱) کا سانحہ ارتحال ہوا تو نڈھال ہو گئے۔ ۱۹۷۸ء میں شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ (۱۹۱۱ء۔ ۱۹۸۰ء) سجادہ نشین سوم کی وفات نے تو انہیں نیم مردہ کر دیا۔ رو رو کر بینائی کمزور ہو گئی۔ اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے۔

۱۶ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ / ۱۲ مئی ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ حکیم صاحب نے لاہور میں رحلت فرمائی اور ۱۳ مئی کو جنازہ علی پور شریف لے جایا گیا اور روضہ امیر ملتؒ سے ملحقہ قبرستان میں آخری آرامگاہ بنی۔

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء متعدد صفحات۔

۲۔ حضرت سراج الملت اور ان کے خلفاء از محمد صادق قصوری ۱۹۹۴ء ص ۵۶ تا ۵۷۔

۳۔ انٹرویو حکیم مبارک احمد در علی پور سیداں مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۸۸ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا محمد عالم میر پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۹۶ء ـــــــــ ۱۹۹۰ء

مولانا محمد عالم ولد مولوی علم الدین کی ولادت ۱۸۹۶ء میں ضلع میر پور (آزاد کشمیر) کے ایک دور افتادہ گاؤں موضع ٹھیکریاں میں ہوئی۔ والد گرامی جامع مسجد کے امام تھے۔ ابھی آپ چالیس یوم کے تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ چار پانچ سال بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ لاڑ شریف میر پور (آزاد کشمیر) سے عقد ثانی کر لیا۔ چنانچہ آپ نے حضرت لاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش محبت میں پرورش پائی۔ ابتدائی دینی تعلیم کے لیے مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں میں داخل ہو کر اکتساب علم کیا۔ پھر دار العلوم نعمانیہ لاہور، ہری پور ہزارہ، مکھڈ شریف ضلع اٹک وغیرہ جیسے علمی مراکز میں استفادہ کرتے رہے۔ پھر یہ تشنگی علم کشاں کشاں برصغیر کی مشہور و معروف بزرگ شخصیت صدر الا فاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ (۱۸۸۳ء۔۱۹۴۸ء) کی خدمت میں لے گئی اور ''جامعہ نعیمیہ مراد آباد'' (یوپی، بھارت) سے علم حدیث پڑھنے کے بعد سند فضیلت حاصل کی۔

دار العلوم نعمانیہ لاہور میں حصول تعلیم کے دوران مسجد پٹولیاں اندرون لوہاری دروازہ لاہور میں بعمر شریف بیس سال حضرت امیر ملت قدس سرہ کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کیا۔ جب شعبان ۱۳۴۵ھ رفروری ۱۹۲۷ء میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے تکمیل

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

علوم کے بعد دستار بندی ہوئی تو حضرت امیر ملت قدس سرہ، اس اجلاس کی صدارت فرما رہے تھے۔ یہیں حضرت قدس سرہ، نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ بعد ازاں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی رحلت کے بعد ۱۹۵۱ء میں برموقعہ چہلم شریف حضرت سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ علی پوریؒ (۱۸۷۸ء۔۱۹۶۱ء) نے بھی خلافت عظمیٰ سے نوازا۔

حصول خلافت و دستار بندی کے بعد میر پور (آزاد کشمیر) میں مقیم ہو گئے۔ اور اپنے آپ کو مذہبی خدمات کے لیے وقف کر دیا۔ عوام کی روحانی تربیت کے لیے گاہے بگاہے جلسے کرواتے رہے جن میں حضرت امیر ملت قدس سرہ کے علاوہ حضرت سراج الملت پیر سید حافظ محمد حسین شاہ علی پوریؒ (۱۸۷۸ء۔ ۱۹۶۱ء) مولانا امام الدین رائے پوری (۱۸۶۷ء۔۱۹۵۲ء) اور دیگر علمائے کرام بھی شرکت فرماتے رہے۔

آپ کو حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے از حد عشق اور عقیدت و محبت تھی۔ آپ نے عرصہ تک حضرت قدس سرہ، کی خدمت بابرکت میں رہنے کا شرف حاصل کیا۔ اور سفر و حضر میں بڑی مستعدی سے خدمات انجام دیں۔ حضرت بھی آپ پر بڑا لطف و کرم فرماتے تھے۔ آپ کئی بار حج و زیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے اور دو تین مرتبہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی معیت خاص میں اس مبارک سفر کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔

۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۲ء بمبئی کے قریب بھوساول کی جامع مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اور پھر ۱۹۴۲ء میں پیرو مرشد کے حکم پر چک نمبر ۵ جنوبی بھلوال ضلع سرگودھا میں تشریف لے آئے اور علم و عرفان کی نہریں بہانے لگے۔ اسی سال قائد ملت چوہدری غلام عباسؒ (۱۹۰۴ء۔ ۱۹۶۷ء) نے میر پور میں ایک جلسہ کروایا جس کی صدارت کا قرعہ آپ کے نام پڑا۔ جلسہ بہت کامیاب رہا۔ حکومت وقت نے اس صورت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حال سے گھبرا کر آپ کی زبان بندی کر دی لیکن آپ نے ڈوگرا راج کے خلاف مقدور بھر جدو جہد کی۔

تحریک پاکستان میں حضرت امیر ملت قدس سرہ نے تن من دھن کی بازی لگا کر حصول آزادی کی منزل کو قریب تر کیا۔ مسلم لیگ کی ڈٹ کر حمایت کی۔ کانگریس، انگریز اور یونینسٹوں کی مکروہ کوششوں کے دام فریب کو تار تار کیا۔

حضرت قدس سرہ، کے ساتھ ان کے صاحبزادگان، خلفاء اور جملہ مریدین بھی کمر بستہ ہو کر اس جہاد میں ڈٹ گئے ان حالات میں مولانا محمد عالم کا اس جدو جہد سے الگ رہنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ آپ بھی مسلم لیگ کا پرچم تھامے ضلع سرگودھا میں سرگرداں رہے۔ اور اپنی پرزور تقاریر کے ذریعے مسلمانوں کو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع کر کے پیرو مرشد کے ارشاد کی تعمیل کی۔

۱۹۶۱ء میں آپ سجادہ نشین اول حضرت سراج الملت پیر سید حافظ محمد حسین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر چک نمبر ۵ بھلوال ضلع سرگودھا سے کھاریاں چھاؤنی ضلع گجرات تشریف لے گئے اور ''گیمن کمپنی'' میں خطابت کا جادو جگاتے رہے۔ یہاں آپ نے عوام سے چندہ جمع کر کے چھاؤنی میں پہلی دفعہ مسجد بنوائی جو اب ''گیمن جامع مسجد'' کے نام سے مشہور ہے۔ ''گیمن کمپنی'' کے چلے جانے کے بعد یہ مسجد سی ایم ایچ کے زیر انتظام آ گئی۔ اور ۱۹۷۴ء میں آپ ملازمت سے باعزت سبکدوش ہو کر پنشن یاب ہوئے۔ اس کے بعد سجادہ نشین دوم شمس الملت پیر سید حافظ نور حسین شاہؒ کی خدمت میں علی پور شریف حاضر ہوئے تو انہوں نے ارشا کیا:۔

''آپ کھاریاں ہی رہیں اللہ تعالیٰ غیب سے سامان پیدا کر دے گا'' چنانچہ آپ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تازیست کھاریاں چھاؤنی میں ہی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تبلیغ و ترویج میں ہمہ تن کوشاں رہے۔

آپ کے پاس بے شمار نادر تبرکات تھے۔ حضور سید عالم ﷺ کے روضہ انور کے اندرونی حصہ کی ''روئی نما خاک مبارک'' آپ کے پاس ۱۹۳۵ء سے محفوظ تھی جو ہر وقت معطر رہتی تھی۔ اس کے علاوہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دندان مبارک، رومال مبارک خال تیمم، نعلین مبارک، لباس مبارک (جو وصال کے وقت پہنا ہوا تھا) محفوظ تھے۔ حضرت سراج الملت رحمۃ اللہ علیہ کے ناخن مبارک، موئے مبارک اور مصلٰی مبارک بھی محفوظ تھا۔ یہ سب نادر اشیاء اب ان کے صاحبزادے پروفیسر ڈاکٹر شریف احمد جماعتی کے پاس محفوظ ہیں۔

آپ کی رحلت ۱۵ جون ۱۹۹۰ء مطابق ۲۱ ذیقعد ۱۴۱۰ھ بروز جمعۃ المبارک گیارہ بجے دن ہوئی۔ اور نزد جامع مسجد نور، میرپور (آزاد کشمیر) آخری آرام گاہ بنی۔ نماز جنازہ علاقہ کی مشہور بزرگ ہستی حضرت قاضی محمد صادق صاحب کے صاحبزادہ والا تبار نے پڑھائی۔

راقم (مؤلف) کی درخواست پر ملک کے مایہ ناز نعت گوشاعر حضرت مرزا احمد صابر براری ثم کراچویؒ نے مندرجہ ذیل ''قطعہ تاریخ وفات'' کہا۔

''حمید جہاں مولانا محمد عالم میرپوری نقشبندی جماعتی''

۱۹۹۰ء

حضرت شاہ جماعت کے خلیفہ چل دیئے

تھے خطیب اہلسنت واعظ شیریں کلام

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جون کی پندرہ تھی اور ذیقعد کی اکیسویں
روز جمعہ زندگی ہو گیا ہے اختتام
تھے نہایت نیک سیرت ، نیک باطن نیک دل
تھا نگاہوں میں ہر اک کی ان کا بے حد احترام
ہو عطا یا رب انہیں جنت میں اعلیٰ مرتبہ
دامن رحمت میں لے لیں سید خیرالانامؐ
لکھ دو اے صابرؔ براری مصرع تاریخ تم
''خلا میں ہمیں حق بیاں مولانا عالم نیک نامؒ''

۱۴۱۰ھ

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۴۳۷۔

۲۔ ''حضرت امیر ملت اور انکے خلفا'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ سیال کوٹ ۱۹۸۳ء ص ۲۲۰ تا ۲۲۲۔

۳۔ ''حضرت سراج السلت اور ان کے خلفاء'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ برج کلاں ضلع قصور ۱۹۹۴ء ص ۶۱ تا ۶۵۔

۴۔ مکتوب گرامی صاحبزادہ ڈاکٹر شریف احدم بنام مؤلف از انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد محررہ ۲۸ جنوری ۱۹۹۱ء

۵۔ مکتوب گرامی حضرت صابرؔ براریؒ از کراچی بنام محمد صادق قصوری محررہ ۱۸ فروری ۱۹۹۱ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۱۶ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۹۲ء

سید محمود شاہ بن سید محبوب علی شاہ (۱۸۵۷ء۔۱۹۳۷ء) کی ولادت ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء میں بمقام سوہلن علاقہ تناولی ضلع ہزارہ (صوبہ سرحد) میں ہوئی۔ سلسلہ نسب ۳۸ واسطوں سے حضرت علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کا خاندان زمانہ قدیم سے علوم شریعت و طریقت کی تدریس و ترویج کے سلسلہ میں مشہور تھا۔ آپ نے ابتداء سے تا دورہ حدیث شریف تمام ضروری علوم و فنون اپنے والد بزرگوار اور برادر محترم ابو نعیم سید عبد القاضی محدث ہزارویؒ (۱۸۸۲ء۔۱۹۵۲ء) سے حاصل کئے۔ پھر مزید مہارت حاصل کرنے کے لیے برصغیر کے مشہور مدارس مثلاً لاہور، سہارنپور، دہلی، رامپور، مراد آباد وغیرہ وغیرہ تشریف لے گئے۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کے حصول کے لیے والد گرامی کی طرف رجوع کیا۔ اور سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ کے فیوض و برکات حاصل کیے۔ پھر اپنے برادر گرامی سے طریقت کے تین سلاسل کی اجازت پائی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے ۱۹۴۴ء میں حضرت بابا جی فقیر محمد چوراہیؒ (۱۷۹۸ء۔۱۸۹۷ء) کے عرس مبارک اور ۱۹۴۴ء میں نشاط باغ، سری نگر (مقبوضہ کشمیر) میں آپ کو خلافت و اجازت سے نواز کر طریقت و معرفت میں خلیفہ بنایا۔ ۱۹۵۵ء میں مدینہ طیبہ میں موقع سفر حج بروز جمعۃ المبارک حضرت سید محمد محدث پکھو چوریؒ ([illegible]ء۔۱۹۶۱ء) نے سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی [illegible]

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

عموماً اجازت عطا فرمائی سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہرویؒ (۱۸۴۲ء۔ ۱۹۲۴ء) سے بھی اجازت وخلافت تھی۔

آپ نے مذہب وملت کی گرانقدر خدمات انجام دیں اور بے شمار غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ ہزاروں بدمذہب مثلاً شیعہ، وہابی اور دیوبندی وغیرہ کو صراط مستقیم پر گامزن کیا۔ آپ شروع ہی سے ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' میں منثور ومنظوم نگارشات سے عوام و خواص کو مستفید و مستفیض فرماتے رہے تھے۔ تحریک پاکستان وتحریک کشمیر میں بھی حصہ لیا۔

آپ نے دوصد کے قریب کتابیں لکھیں۔ جو تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، اخلاق، عقائد اور تصوف پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے اکثر کتب زیور طبع سے آراستہ وپیراستہ ہو کر ملک و بیرون ملک سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں جب حج بیت اللہ شریف کے لیے تشریف لے گئے۔ تو حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بعض تصانیف پیش کیں۔ حضرت نے بے حد مسرت کے ساتھ طویل تصدیقات وتقاریز فرمائیں۔

چند کتابوں کے نام کچھ یوں ہیں۔

(۱) جامع الخیرات (۲) احیاء الادب فی اعتبار الکفاءۃ والنسب (۳) صحیفہ تحقیقات (۴) جہاد (۵) الدولۃ القادریہ فی حل ذبائح الاسلامیہ (۶) کتاب الذکر (۷) حفظ دین وایمان (۸) مقامع السنیہ (۹) تحقیق خیر (معمولات اسلامیہ پر شکوک کا جواب) (۱۰) اربعین بنویہ (۱۱) اربعین خواتین (۱۲) السیف المسلول (۱۳) روح التفاسیر (۱۴) تسہیل الترجمہ (۱۵) تسہیل السنیہ (علم حدیث کی مشکلات کا حل) (۱۶) زاد محمود (۱۷) ذکر جمیل (فضائل صحابہ واہلبیت) (۱۸) زاد اللبیب فی ذکر النبی الحبیبؐ (شان

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

رسالت پر فرق ضالہ کی تنقید کا (د) (۱۹) محفل محبوب (شان حبیب صلی اللہ علیہ وسلم و مناقب آل واصحاب) (۲۰) یاد حبیب (نعت) (۲۱) مطالع الانوار (۲۲) رفع البرا ۃ عن نقص الافتراء (آل واصحاب پر تبرے کا رد) (۲۳) مودت اور اسلام (۲۴) مثنوی آب بقا (۲۵) سلام محمود (۲۶) نظام مقصود شرح سلام محمود (۲۷) نعت محمود (۲۸) شجرۂ ایمان (۲۹) ریاض جنۃ (فضائل مدینہ منورہ) (۳۰) تنویر القلوب (ادب و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خزینہ) (۳۱) فقہ الفقیہ (فقہ حنفی پر اعتراضات کا جواب) (۳۲) حدیث عشق (۳۳) مناقب صحابہ (۳۴) فضل عظیم (۳۵) حفظ الحناف (۳۶) حفظ الایمان (۳۷) ملفوظ محمود، مواہب البنویہ (۳۹) راہ صفا (فارسی) (۴۰) انوار قادریہ (۴۱) رفیق محمود (۴۲) اربعین محمود (۴۳) الاجازہ (۴۴) خلافت دستور اسلام (۴۵) عرفان محمود (۴۶) مناجات محمود (۴۷) رد پرویزیت (۴۸) خلافت دستور اسلام (۴۹) داڑھی (۵۰) معراج النبیؐ (۵۱) فتوی ذکر جہر، وغیرہ وغیرہ۔

آپ اردو، فارسی عربی پشتو اور دیگر علاقائی زبانوں میں تقریر و تحریر پر یکساں عبور رکھتے تھے۔ مریدین کا حلقہ پاک و ہند کے علاوہ کابل، ایران، ترکی، مصر، عرب، یمن، لنکا، برما، کشمیر، چین اور دیگر بہت سے ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔

آپ کی وفات حسرت ۲۹ جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۹۲ء بروز جمعۃ المبارک پانچ بجے صبح ہوئی۔

عبدالصمد صارم الازہری نے یہ قطعہ تاریخ وفات کہا۔

آہ وہ مرد مجاہد اٹھ گیا

پیر کامل شیخ زاہد اٹھ گیا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جاگتا رہتا تھا ساری رات وہ
مرد کامل شیخ عابد اٹھ گیا
وہ جو فخر دین و علم و رشد تھا
کیا کہیں وہ مرد ماجد اٹھ گیا
آہ کیا کہیے کہ کیا کھویا گیا
شاہد و محمود و حامد اٹھ گیا
وہ جو یکتا مجمع اوصاف تھا
وہ جو لاکھوں میں تھا واحد اٹھ گیا
فخر سادات و مرادِ ماہمہ
ملک و ملت کا وہ قائد اٹھ گیا
پا لیا تھا جس نے سر کائنات
کہتے ہیں وہ مرد واجد اٹھ گیا
چلتے تھے نقش قدم پر جس کے سبب
قافلہ سالار راشد اٹھ گیا
موت نے چھوڑا نہ اس کو ہائے ہائے
مثل آہن جو تھا جامد اٹھ گیا
صاحب کشف و کرامات و علوم
صاحب اصلاح خالد اٹھ گیا
وہ جو رہتا تھا سدا وقف جہاد

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نعرہ ہی تھا جس کا جاہد اٹھ گیا

جس کا سجدہ سجدہ توحید تھا

آہ ! ''خاص الخاص'' ساجد اٹھ گیا

۱۴۱۳ء

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے سید محی الدین شاہ قادری مدظلہ سجادہ نشین ہوئے جو اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بحسن وخوبی تصوف کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۳۹۔

۲۔ ''تذکرہ علماء و مشائخ سرحد'' حصہ دوم از سید محمد امیر شاہ قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۳۲۶۔

۳۔ ''جامع اردو انسائیکلوپیڈیا'' جلد دوم مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۸ء ص ۱۵۱۶۔

۴۔ ''شخصیات سرحد'' از پروفیسر محمد شفیع صابر مطبوعہ پشاور ۱۹۹۰ء ص ۲۴۷۔

۵۔ ماہنامہ ''خبرنامہ'' (اخبار تحریک خلافت اسلامیہ) حویلیاں، ہزارہ جنوری ۱۹۹۳ء ص ا تا ۳، ۸۔

۶۔ روزنامہ ''سعادت'' لاہور بابت ۶ جون ۱۹۷۵ء۔

۷۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور بابت ۲۸ دسمبر ۱۹۹۲ء۔

۸۔ روزنامہ ''خبریں'' لاہور بابت ۱۶ دسمبر ۱۹۹۲ء۔

۹۔ مکتوب گرامی مولانا ظاہر میاں قادری مدین ضلع سوات (صوبہ سرحد) بنام مؤلف محررہ ۹ نومبر ۱۹۷۵ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پیر افضل شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر افضل شاہ موضع درین ریاست کشمیر کے رہنے والے تھے، بہت ہی بزرگ اور نیک انسان تھے۔ تبلیغ اور توسیعِ سلسلہ عالیہ میں بہت کوشاں رہتے تھے۔ آپ نے سینکڑوں آدمیوں کو راہِ راست پر لگایا اور پابندِ شریعت بنایا۔ اُن کے مرید بھی بہت تھے۔ کشمیر میں مذہب اور تصوف کی بڑی خدمت کی، آپ کی اولاد بھی دیندار اور صالح تھی۔ بڑے صاحبزادے تبلیغ کی خدمت انجام دیتے رہے۔

ماخذ

۱۔ ''سیرتِ امیرِ ملت'' از سید اختر حسین علی پوری / پروفیسر محمد طاہر فاروقی مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۱۶۔

۲۔ ''تذکرہ اولیائے کشمیر'' جلد اول از سید زاہد حسین نعیمی، راولپنڈی ۲۰۱۲ء ص ۱۱۳

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حاجی اکبر خان کوہاٹی رحمۃ اللہ علیہ

کوہاٹ کے یارانِ طریقت میں اکبر خان نام کے دو بزرگ تھے۔ دونوں فوج میں ملازم تھے اور دونوں صوبیدار کے عہدے سے ریٹائر ہوئے تھے۔ دونوں حضرات نے حج وزیارت کی عزت وسعادت حاصل کی تھی دونوں حضرات شریعت کے پابند، اپنے پیرو مرشد حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے شیدائی اور صالح انسان تھے۔ صحیح معلوم نہیں ہوسکا کہ اِن دونوں میں سے کس کو خلافت سے نوازا گیا تھا۔

ماخذ

سیرت امیر ملت مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۴۱۷

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید جعفر شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سید جعفر شاہ بخاری، بخارا (رُوس) کے رہنے والے تھے۔ علم حاصل کرنے کے لئے ہندوستان آئے اور مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں میں آکر یہیں کے ہو رہے۔ حضرت سراج الملت سید محمد حسین شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۷۸ء۔۱۹۶۱ء) کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کر کے درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ پھر حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل کیا۔

آپ بڑے عالم، متقی اور دیندار بزرگ تھے۔ مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں سے دستارِ فضیلت باندھ کر رخصت ہونے کی اجازت چاہی تو حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ نے ۱۱ مئی ۱۹۱۹ء کو انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں کے سالانہ اجلاس کی آخری رات اجازت وخلافت سے نواز کر ہدایت فرمائی کہ بخارا واپس جا کر دین کی تبلیغ اور سلسلہ عالیہ کی خدمت انجام دیں۔

آپ کو حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ سے جو عقیدت و محبت تھی وہ آپ کی اس منقبت سے ظاہر ہے جو آپ نے مذکورہ بالا سالانہ اجلاس میں پڑھی تھی۔

عرضہ دارم با شما اے رہنما عنبر فروش!
جانشینِ مصطفیٰ و نقشبندِ خرقہ پوش
چوں مسیحا گر روی در مرقدی بہرِ دُعا
از دُعایب مُردۂ صد سالہ می آید بر ہوش

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

از ازل دادت خدا اے پیشوا ایں غوثیت
جملہ اقطابِ عالم بر درت حلقہ بگوش

صف زدہ گردت ہزاراں عندلیب و بلبلاں
درمیانِ بزمِ گُل دستہ بشتہ اے گل فروش

یوسفِ ثانی لقائی نقشبندی ایں زماں
دامنت گیرد بر دُنیا ہر کہ دارد عقل و ہوش

از بخارا تا بہ ہندوستاں و در مسلکِ عرب
نیست مثل شہِ جماعت شاہ فیضانش بجوش

عالماں و زاہداں و عابداں و طالباں
ہر کسے از فیضِ لُطفش قسمتِ خود کردہ نوش

اے بخاریؔ تو چہ باشی میکنی وصفِ جناب
می کند وصفِ شریفش جملہ طیورو وحوش

ماخذ

۱۔ ''سیرتِ امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۲۷

۲۔ ''ماہنامہ انوار الصوفیہ'' لاہور مئی ۱۹۱۹ء ص ۳۱، ۳۲

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا سید عبداللطیف کابلی میسوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید عبداللطیف نیازؒ کابل افغانستان کے رہنے والے تھے۔ پھر میسور (حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ کے وطن) میں آ کر مقیم ہو گئے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ ۱۹۰۸ء میں بسلسلہ تبلیغ دین (دکن) میں تشریف لائے تو طویل مدت تک قیام فرمایا۔ ۱۳ اپریل ۱۹۰۸ء بروز اتوار بعد نماز مغرب میسور میں ایک بہت بڑے جلسہ عام میں آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔ اور مندرجہ ذیل نصیحتیں فرمائیں:۔

☆ رازق حقیقی اسی کو جانو جو تمہارا مالک وخالق ہے۔ بے ریا عبادت کیا کرو تاکہ اس کا اجر تم کو معبود سے ملے۔

☆ ہمیشہ حق گوئی سے کام لیا کرو۔

☆ اپنے مولا کو کسی حال میں مت بھولو۔

☆ سوائے اس جبار اور قہار سے کسی سے مت ڈرو۔

☆ اللہ کی مخلوق کے نفع ونقصان کو اپنے ذاتی نفع نقصان پر مقدم سمجھو، جہاں تک ہو سکے ان کی ہمدردی اور خیر خواہی کرو۔

☆ اپنے یاران طریقت کے ساتھ محبت اور الفت رکھو اور میرے بتائے ہوئے اسباق پر عمل کرتے رہو۔

☆ ۱۸ ذیقعد ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۲۱ء بروز اتوار حضرت امیر ملت قدس سرہ کورگ سے میسور رونق افروز ہوئے تو آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

خراج تحسین پیش کیا ہے۔

بیا بیا کہ مرا طاقت جدائی نیست
و بے تو ام بدرِ مصطفٰے رسائی نیست
حصول گشتہ کتوں درجہ فنا فی الشیخ
کہ رو بروئے رخت تاب خود نمائی نیست
ہزار جہد نمودم صفا شود حاصل
بغیر پر تو رویت بدل صفائی نیست
تو جہ بکن و بند ہائے من بکشا
زبند حرص و ہوا نفس را رہائی نیست
زدہ است نام تو بہ لوحۂ دل من
بغیر سکہِ زر قلب را روائی نیست
پُرست جامِ دلم از شرابِ عشق علیؒ
بہ ہیچ ساقئے میخانہ آشنائی نیست
نیاز مند علیؒ بر درِ علیؒ بہ نشیں
بغیر ایں درِ اقدس در گدائی نیست
بہ بیں کہ سجدۂ من سجدۂ ریائی نیست
بغیر نقش قدم جائے جبہ سائی نیست
مسلم است ترا درجہ امامتِ شیخ
کہ کارِ ہر کس ناخواندہ پیشوائی نیست

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

فدائے آلِ رسولم وراثتہً بندہ
کہ حب آل علیؓ نسخہ عطائی نیست
بجان و دل بشوم من فدائے تو اے شیخ
کہ در شرستِ مدیحِ تو بے وفائی نیست
نیازؔ ختہ جگری می نماید ایں دعویٰ
کہ ہیچ کس چو من بینوا فدائی نیست

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۲۰۱، ۷۰۰، ۷۰۴۔

۲۔ "تذکرہ شہ جماعت" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۶۔

۳۔ "گلزار مدینہ" از مولانا محمد عظیم فیروز پوری مطبوعہ لاہور ۱۳۳۷ھ ص ۶۵۔

۴۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور بابت فروری ۱۹۶۵ء ص ۱۵۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا عبداللہ حسین خلیلؔ بنگلوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبداللہ حسین خلیل مدرسہ اسلامیہ لشکر بنگلور (میسور) کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ شعر و شاعری کا بھی خاصا ذوق تھا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی شان میں کئی قصیدے لکھے۔ حضرت اقدس نے مورخہ ۱۳/اپریل ۱۹۰۸ء بروز اتوار بعد نماز مغرب بہت بڑے جلسہ عام میں اجازت و خلافت عطا فرمائی اور مندرجہ ذیل نصیحتیں فرمائیں۔

☆ رازقِ حقیقی اسی کو جانو جو تمہارا مالک و خالق ہے۔ بے ریا عبادت کیا کرو تا کہ اس کا اجر تم کو معبود سے ملے۔

☆ ہمیشہ حق گوئی سے کام لیا کرو۔

☆ اپنے مولا کو کسی حال میں مت بھولا کرو۔

☆ سوائے اس جبار و قہار کے کسی سے مت ڈرو۔

☆ اللہ کی مخلوق کے نفع نقصان کو اپنے ذاتی نفع نقصان پر مقدم سمجھو۔ جہاں تک ہو سکے ان کی ہمدردی اور خیر خواہی کرو۔

☆ اپنے یارانِ طریقت کے ساتھ محبت اور الفت رکھو۔ اور میرے بتائے ہوئے اسباق پر عمل کرتے رہو۔

ماخذ

ا۔ "سیرتِ امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۰۴، ۲۰۷۔

۲۔ "تذکرہ شہ جماعت" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۲۷۱۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پیر عبدالرحمٰن کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر عبدالرحمٰن کشمیر میں پہل گام کے قریب موضع گُلگام کے رہنے والے تھے۔ آپ نے شریعت وطریقت کی بہت خدمت کی اور بہت لوگوں کو سلسلہ عالیہ میں داخل کیا۔ بہت نیک اور پرہیزگار شخص تھے۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ، جب بھی کشمیر تشریف لے جاتے تو آپ خدمت والا میں حاضر رہتے تھے۔ شب وروز خدمت کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ جو کشمیری زن ومرد اپنی حاجتیں لے کر حاضر خدمت ہوتے تو آپ ان کی ترجمانی کیا کرتے۔ جب لوگ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے دست اقدس پر بیعت ہوتے تو آپ کشمیری زبان میں اسباق سمجھایا کرتے تھے۔

ماخذ

۱۔ "سیرت امیر ملت" مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۶۷ تا ۱۷۱۔

۲۔ تذکرہ اولیائے کشمیر جلد اول، سید زاہد حسین نعیمی، راولپنڈی ۲۰۱۳ء ص ۱۱۵،

۱۱۶۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید عبدالرزاق میسوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید عبدالرزاق شہر میسور کے رہنے والے تھے۔ آپ کو حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے رحلت فرمانے کے چار سال بعد ''اویسی طریقے'' پر شرف خلافت سے نوازا تھا۔ جس کی تفصیل حضرت بخشی مصطفیٰ علی خاںؒ (۱۸۸۲ء۔۱۹۷۴ء) نے اپنی کتاب مستطاب ''کرامات امیر ملت'' میں یوں بیان فرمائی ہے۔

''نیاز مند بخشی مصطفیٰ علی خان راوی ہے کہ ۱۳۷۴ء ماہ محرم کے آواخر میں ایک شب نیاز مند حرم شریف نبوی میں علیٰ صاحبہا الف الف التحیاۃ والصلوۃ والسلام روضہ انور و اقدس کے مشرق میں حضور رسول اللہ ﷺ کے اقدام مبارک کے بالکل قریب جالی اقدس سے متصل بعد نماز مغرب مراقب تھا تو رویائے صادقہ میں دیکھا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ عالم رُوحی فداہ ایک مجلس اصفیاء کے صدر ہیں، اتنے میں دو میسوی یارانِ طریقت حاضر ہر کر قدم بوس ہوئے، اور عرض کیا کہ اب سے پچاس سال قبل سے دس سال قبل تک میسور میں حضور کے خلفا تھے اور آنجناب اقدس بھی تقریباً ہر سال رونق افروز ہوتے تھے لیکن اب میسور میں نہ کوئی امیر حلقہ ہے نہ کوئی خلیفہ ہے جو متمنیوں کو داخل سلسلہ کر سکے۔ اعلیٰ حضرت (امیر ملت) نے چندے غور و فکر کے بعد نیاز مند بخشی سے فرمایا کہ:۔

''مولوی صاحب! سید عبدالرزاق صاحب میسوری کو خلافت دے دو''۔ نیاز مند نے عرض کیا، حضور! یہ میرے لیے کیونکہ ممکن ہے، اس لیے کہ میسور کہاں اور مدینہ کہاں۔

تب آپ نے فرمایا کہ:۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

''مولوی سید محی الدین صاحب کولاری (خلیفۂ مجاز) کے پاس مدینہ منورہ کا عمامہ بھیج دو کہ وہ دستار بندی کر کے خلافت کی اجازت دے دیویں''۔

اتنے میں ایک بچے کے رونے کی آواز سے نیاز مند کی آنکھ کھل گئی۔ نیاز مند حیران تھا کہ مولوی سید محی الدین صاحب کے پاس جو شہر میسور سے سوا سو میل دور شہر کولار میں تشریف رکھتے ہیں، عمامہ کیسے بھیجا جائے۔ اس لیے کہ مدینہ منورہ سے پارسل نہیں بھیجا جا سکتا۔ اور میسور شہر کے حاجی صاحبان مدینہ منورہ سے چلے گئے تھے۔ لیکن اگلے ہی دن خاص کولار شہر کے یاران طریقت کے قافلہ سے ملاقات ہوئی جو اسی دن مکہ مکرمہ سے آئے ہوئے تھے۔ نیاز مند نے مدینہ منورہ سے خریدا ہوا ایک عمامہ، چند تبرکات اور ایک مکتوب جس میں رویائے صادقہ کا مفصل بیان تھا، ان کے سپرد کیا کہ یہ سب چیزیں مولوی سید محی الدین صاحب کی خدمت میں پہنچا دیں۔

چنانچہ مولوی صاحب نے ماہِ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۴ء کی آخری تاریخ جمعہ کے دن مسجد اعظم میسور میں بعد نماز جمعہ ہزار ہا یاران طریقت کے سامنے حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب سے مولوی سید عبدالرزاق صاحب کو اعلیٰ حضرت اقدس کی اویسی خلافت عطا فرمائی اور نیاز مند کا مکتوب سب حاضرین کو پڑھ کر سنایا''۔

سید عبدالرزاقؒ کو شعر و شاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ ۱۹۰۷ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے میسور میں تقریباً پانچ ماہ قیام فرما کر رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری و ساری رکھا۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۷ء بروز اتوار غلامان میسور نے ٹاؤن ہال میں ایک عظیم الشان الوداعی جلسہ کا اہتمام کیا جس میں فراقیہ الوداعیہ قصائید پڑھے گئے۔ سید عبدالرزاق نے بھی اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا جو درج ذیل ہے:۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

ہماری آنکھ میں آؤ ہیں منتظر آنکھیں
تکیں گی آٹھ پہر تم کو یک نظر آنکھیں
بنا ہے دل بھی تو خلوت سرا تمہارے لیے
وہ با حضور ہیں آئیں بنائیں گھر آنکھیں
تمہارے ہجر سے خیرو ظفر کی دوری سے
لبوں پر نالے ہیں سوز جگر ہے تر آنکھیں
بجائے پُتلی جو ہویا علے علی پوری
نظارہ گاہ مرا آپ کی ہوں گر آنکھیں
وہ شوق ہے تمہیں ناسور دل کے جھانکتے ہیں
اسی دریچہ سے تکتی ہیں منتظر آنکھیں
جبیں ہے گھسنے کو در پہ تو دیدے دید کو ہیں
خدا نے اس لیے ہم کو دیئے ہیں سر آنکھیں
ہیں زار لب کے تعشق میں شوق ونداں میں
کبھی تو لعل بہائیں کبھی گہر آنکھیں
قدم نہ رکھے ہو یا سیدی علی پوری
بچھی ہوئی ہیں مری کب سے راہ پر آنکھیں
اے میرے کعبہ مقصود تو جدھر ہو گا
مثال قبلہ نما پھرتی ہیں ادھر آنکھیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ”کرامات امیر ملت“ از بخشی مصطفیٰ خاں مطبوعہ کراچی ۱۹۶۵ء ص ۱۲۵ تا ۱۲۶۔

۲۔ ”وداع یاراں“ مرتبہ عبدالرحمٰن مطبوعہ بنگلور ۱۹۰۸ء ص ۳۴۔

مولانا عبداللہ یاغستانی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبداللہ موضع کھبل (ہری پور، ہزارہ) صوبہ سرحد کے رہنے والے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے ممتاز خلفاء میں سے تھے۔ حضرت اقدس جب بھی کھبل تشریف لاتے تو آپ خوب خدمت کرتے تھے اور لوگوں کو حضرت کے دست حق پر بیعت کراتے تھے۔ اپنے وعظ و نصیحت اور اخلاق کریمانہ سے گردونواح کے لوگوں کو فیض یاب فرماتے اور ان کو پابند شریعت بناتے تھے۔ بہت سے لوگ آپ سے بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے۔ بڑے بزرگ، خدارسیدہ اور ولی اللہ تھے۔

ماخذ

۱۔ ”سیرت امیر ملت“ مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۱۲۷۔

۲۔ ”تذکرہ شہہ جماعت“ مطبوعہ ۱۹۷۳ء ص ۷۵۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پیر گل شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت پیر افضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ جوانی سے نیکوکار اور صالح شخص تھے۔ اپنے بڑے بھائی کی طرح انہوں نے بھی دینِ متین کی بڑی خدمت کی اور بہت سے لوگوں کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ میں داخل کیا اور شریعت و طریقت کا پابند بنایا۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' ص ۷۱۶۔

۲۔ تذکرہ اولیائے کشمیر جلد اول سید زاہد حسین نعیمی راولپنڈی، ۲۰۱۳ء ص ۱۱۷، ۱۱۸۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا غلام محمد بمبئی والے رحمۃ اللہ علیہ

مولانا غلام محمد بمبئی کے رہنے والے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے مخلص مرید اور سچے پیروکار تھے۔ تمام زندگی اپنے پیرو مرشد کے نقش قدم پر گزار دی۔ ۱۱ مئی ۱۹۱۸ء کو علی پور سیداں شریف میں برموقعہ سالانہ اجلاس انجمن خدام الصوفیہ ہند، رات کے اجلاس میں حضرت امیر ملت قدس سرہ نے آپ کو اجازت و خلافت سے نواز کر خلق خدا کی خدمت کرنے کی ہدایت کی۔

ماخذ

۱۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور بابت مئی جون ۱۹۱۸ء ص ۱۰۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا غلام محی الدین کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا غلام محی الدین سری نگر، مہاراج گنج (کشمیر) کے رہنے والے تھے۔ بہت نیک، پارسا، متقی اور دیندار بزرگ تھے۔ آپ سیف زبان بھی تھے۔ جو زبان مبارک سے نکل جاتا ہو کر رہتا۔ سری نگر میں آپ کے کشف و کرامت کے بہت سے واقعات زبان زد عام ہیں۔

آپ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے محبوب مرید اور خلیفہ تھے۔ اکثر حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے کشمیر کے تبلیغی دورں میں ہمرکاب رہتے تھے۔ بعد حصولِ خلافت خود بھی تبلیغ وارشاد اور توسیع سلسلہ عالیہ کی گرانقدر خدمات انجام دیں اور بہت سے لوگوں کو بیعت میں لے کر جادۂ مستقیم پر گامزن کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آخری عمر میں آپ پر جذب غالب آگیا تھا۔ مگر اس حالت میں بھی فرائض مذہبی کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں ہونے پائی۔ سری نگر میں ہی واصل بحق ہوئے۔

حضرت جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ علی پوریؒ (۱۹۱۱ء۔ ۱۹۸۰ء) راوی ہیں کہ

"میں ۱۹۳۸ء میں اپنے جدامجد حضرت قبلہ عالم امیر ملت قدس سرہ العزیز کے ہمراہ کشمیر گیا تو آپ وفات پا چکے تھے۔

ماخذ

۱۔ سیرت امیر ملت مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۷۱۱

۲۔ "تذکرہ شہ جماعت" مطبوعہ ۱۹۷۳ء ص ۷۵۔

۳۔ "گلزار مدینہ" مطبوعہ ۱۳۳۷ھ ص ۶۳۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا غلام محمد رنگپٹنی میسوری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا غلام محمد سیر نگپٹن (میسور) کے رہنے والے تھے۔ بہت نیک، خدا ترس اور باعمل انسان تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے مرید باصفا تھے۔ ۱۳ راپریل ۱۹۰۸ء بروز اتوار بعد نماز مغرب میسور کے ایک بہت بڑے جلسہ عام میں حضرت اقدس نے شرف خلافت سے نوازا۔ اور مندرجہ ذیل نصیحتیں کیں:۔

۱۔ رازق حقیقی اسی کو جانو جو تمہارا مالک وخالق ہے۔

۲۔ بے ریا عبادت کیا کرو تا کہ اس کا اجر تم کو معبود سے ملے۔

۳۔ ہمیشہ حق گوئی سے کام لیا کرو۔

۴۔ اپنے مولا کو کسی حال میں مت بھولو۔

۵۔ سوائے اس جبار اور قہار کے کسی سے مت ڈرو۔

۶۔ اللہ کی مخلوق کے نفع ونقصان کو اپنے ذاتی نفع نقصان پر مقدم سمجھو۔

۷۔ جہاں تک ہو سکے ان کی ہمدردی اور خیر خواہی کرو۔

۸۔ اپنے یاران طریقت کے ساتھ محبت اور الفت رکھو۔ اور میرے بتائے ہوئے اسباق پر عمل کرتے رہو۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۲۰۱، ۲۰۴، ۷۔

۲۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' مطبوعہ ۱۹۷۳ء ص ۷۵۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

منشی مہر دل خاں مردانی رحمۃ اللہ علیہ

منشی مہر دل خاں ہوتی مردان (صوبہ سرحد) کے رہنے والے تھے۔ انجمن احمدیہ مردان کے صدر اور زبردست مقرر تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی نگاہ کرم ہوئی تو ۱۹۱۳ء میں احمدیت سے تائب ہو کر حضرت قدس سرہ، کے دست حق پہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ میں بیعت کی۔ اپیل نویسی کا کام کرتے تھے اور پھر عرصہ تک مردان کے میونسپل کمشنر کے عہدہ پر فائز رہے۔

آپ کو حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے انتہائی عقیدت و محبت تھی۔ ہر سال سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں میں باقاعدگی کے ساتھ حاضری دیتے تھے اور اپنے نورانی، ایقانی اور وجدانی خطاب سے حاضرین کے قلوب کو گرماتے تھے۔ ۱۱ مئی ۱۹۱۴ء کو بر موقع گیارہواں سالانہ جلسہ علی پور سیداں میں ختم شریف سے قبل حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا اور خدمت خلق کی تلقین کی۔

آپ کو شعر و شاعری کا بھی خاصا ذوق تھا۔ ۱۹۱۵ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ کی شان میں فارسی میں جو منقبت کہی وہ درج ذیل ہے۔

حبیب خالق اکبر جناب غوث صمدانی
نظر بہ جود تو دارم کہ دریاء فیضانی
أغثنی یا حبیب اللہ انصرنی و امدونی
ہمہ مشکل از امدادت بگیرد رو بآسانی
باشفاق تو نیارم بغربت دستگیری کن
کہ دارم تکیہ بر ذات تو اے قبلہ ربانی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بزندان بلا محبوسم و مجبورو نا چارم
گرفتارم بقید و بند و سخت نفس شیطانی

زپا افتادہ ام در قصر عصیاں ماندہ ام عاجز
بگیری دست من اے دستگیرِ دستگیرانی

نمی گوئم کہ مقبولم کنی از بندگان لیکن
غلام خو د بگو نہ بر چنیں داغ غلامانی

وجود پاک در عالم نشان رحمت حق است
شفاعت خواہ عصیانم شو از درگاہ رحمانی

صیاتم سخت شد بر من دلم در سنیہ تنگ آمد
زا مراضے کہ میدارم ز قلبی و زجسمانی

سفر در پیش میدارم ندارم زاد راہ ہیچ
بدست تست و سامانم تو مارا برسا مانی

طفیل ذات پاک تو خدا جائے مرا بخشد
بہ محشر زیر دامانِ تو اے محبوبِ سبحانی

مہر دلؔ چوں امید لے خاص تو دارد
گدائے خویش رابا شد کہ محرومش نگردانی

Office of Mohammad Ali Khan Hoti

Jamal Plaza Nisatta Road, Mardan.

Tele # (0931)62049. Faz 63524

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

29th November , 2002

My dear

Preference your letter No: 146/M.A.M dated 18.11.2002 I am sorry to inform you that I have not been able to find any relative or an acquaintance of Munshi Meherdil Khan upto this very day.

As it is a very old case, hardly anyone knows about him.

With regards.

Yours Sincerely,

Mohammad Ali Khan.

Mr. Mohammad Sadiq Qasuri.

Mujahid-e-Millat Foundation.

Burj Kalan Distt Kasur.

Pakistan-55051

ماخذ

ا۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور بابت جون ۱۹۱۲ء ص ۴،۵ جولائی ۱۹۱۲ء ص ۱۲،۱۳

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جون ۱۹۱۵ء ص ۷۔ اگست ۱۹۱۵ء ص ۳۲۔

مولانا سید محی الدین کولاری رحمۃ اللہ علیہ

سید محی الدین شہر میسور سے سوا سو میل دور شہر کولار کے رہنے والے تھے۔ بہت نیک، باعمل اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے اجازت و خلافت سے نواز کر میسور اور دکن کے علاقوں میں سلسلہ عالیہ کی تبلیغ و ترویج کا حکم دیا تھا جس کی تعمیل انہوں نے بجان و دل کر کے ہزار ہا لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کیا۔

ماخذ

ا۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۰۴۔

۲۔ ''تذکرہ شبیہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۵۔

۳۔ ''کرامات امیر ملت'' مطبوعہ کراچی ۱۹۶۵ء ص ۱۲۵۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پیر سید محمد شفیع گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ

پیر سید محمد شفیع موضع میرٹھ ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب، بھارت) کے رہنے والے تھے۔ آپ کا شمار حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے محبوب خلفاء میں ہوتا ہے۔ داخل سلسلہ ہونے سے قبل آپ حقہ نوش، پہلوان طبیعت اور آزاد خیال تھے۔ ڈاڑھی کٹواتے اور مونچھیں خلاف شرع رکھتے تھے۔ مرشد عالی کی نگاہ گوہر بار سے ایسی توبہ نصیب ہوئی کہ پورے پورے متبع شریعت بن گئے بلکہ صائم الدہر اور قائم اللیل کے مصداق ہو گئے۔ طبیعت میں اخلاص اسقدر آگیا کہ ایک دفعہ سفر میں جہاں آپ کا قیام تھا وہاں آپ کے ایک درویش نے میزبان سے کہا کہ آپ نے روزہ رکھنا ہے لہٰذا سحری کا بندوبست ہونا چاہئے۔ چنانچہ میزبان نے سحری کے وقت کھانا حاضر کیا۔ اس پر آپ نے اپنے درویش نور محمد کو بہت ڈانٹا کہ ''تو مجھے رسوا کرتا پھرتا ہے''۔

آپ حقیقی معنوں میں ''فنافی الشیخ'' تھے۔ اپنے اخلاق کریمانہ سے عوام کے دل مسخر کر لیتے تھے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنتے ہی آنکھیں اشکوں کے ہار پرونا شروع کر دیتی تھیں۔ اطاعت مرشد میں بے مثال تھے۔ ترویج سلسلہ میں باکمال تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ماخذ

ا۔ ''سیرت امیر ملت''، مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۰۰۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۲۔ ''تذکرہ شہہ جماعت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۷۶۔

۳۔ ''انوار لاثانی'' از محمد رفیق مطبوعہ لاہور ۱۳۶۴ھ ص ۲۲۶، ۲۲۷۔

میر نوازش علی حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حاجی میر نوازش علی، حیدر آباد دکن کے رہنے والے تھے۔ وکالت کے پیشہ سے منسلک تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے مخلص اور جاں نثار مرید تھے۔ آپ کی خدمات جلیلہ کے پیش نظر ۱۱ مئی ۱۹۱۸ء کو بر موقعہ سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند منعقدہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ (نارووال)، حضرت امیر ملتؒ نے اجازت و خلافت سے نواز کر خلق خدا کی خدمت اور توسیع سلسلہ عالیہ کی ہدایت فرمائی۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۷۰۴۔

۲۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور مئی جون ۱۹۱۸ء ص ۱۰۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا محمد مقصود بنگالی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد مقصود بنگالی سے تحصیل علم کے لیے علی پور سیداں آئے تھے۔ یہاں قیام کر کے مدرسہ نقشبندیہ سے درس نظامی کی سند حاصل کی۔ اور حضرت سراج الملت پیر سید حافظ محمد حسینؒ (۱۸۷۸ء۔۱۹۶۱ء) سے تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم دینیہ حاصل کیے۔ بڑے عالم، پارسا، سادہ مزاج، دیندار اور متقی بزرگ تھے۔ واپسی کے وقت حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے آپ کو اجازت وخلافت مرحمت فرمائی تا کہ بنگال جا کر تبلیغ دین اور سلسلہ عالیہ کی ترویج فرماتے رہیں۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۲، ۷، ۱۳۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا میر محمد حسین میسوری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا میر محمد حسین میسور کے رہنے والے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے ارشد خلفاء میں سے تھے۔ ۱۰ مئی ۱۹۱۳ء بروز ہفتہ آخری اجلاس انجمن خدام الصوفیہ ہند منعقدہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ (نارووال) میں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے آپ کو خلعتِ خلافت سے نوازا اور خلقِ خدا کی خدمت کی تلقین فرمائی۔ حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہٗ جب بھی میسور تشریف لے جاتے، آپ خوب خدمت کرتے اور جلسوں کا اہتمام فرماتے۔

ماخذ

۱۔ سیرت امیر ملت مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۷۰۳

۲۔ ماہنامہ انوار الصوفیہ لاہور بابت جون ۱۹۱۳ء ص ۱۰

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید عثمان علی عرف مرشد جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۶۷ء

سید عثمان علی بن سید یٰسین علی بن سید وجیہہ الدین شاہ بن سید رضا علی خاں بہادر (شہید) بن سید حامد عرف سید احمد بن سید مزمل بن سید قاسم بن عارف کامل حضرت سید شریف رسول نما قادری برہانپوری (رحمۃ اللہ علیہم) کی ولادت باسعادت ۱۹۲۷ء میں حیدر آباد دکن (بھارت) میں ہوئی۔

آپ کے جد اعلیٰ حضرت سید رسول نما قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو عالم مراقبہ و خواب میں مجلس مبارک سید المرسلین ﷺ میں داخل فرماتے تھے۔ لہٰذا آپ نے ''رسول نما'' کے لقب سے شہرت پائی۔ آپ گیارہویں صدی ہجری کے مشہور بزرگ تھے۔ مزار مقدس برہان پور ضلع خاندیس (بھارت) میں مرجع خاص و عام ہے۔ بلحاظ نسب ''حسینی سادات'' ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابو جعفر سید امام محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔

سید عثمان علی عرف مرشد جماعتی ۱۹۴۷ء میں حیدر آباد فرخندہ بنیاد سے علی پور سیداں شریف حاضر ہوئے۔ ان دنوں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کوئٹہ میں جلوہ افروز تھے۔ آپ کوئٹہ میں حاضر خدمت ہوئے۔ اور تین ماہ تک نہایت جانفشانی سے خدمت بجا لاتے رہے۔ آپ حضرت اقدس کو وضو کراتے اور حاجی بوٹا (خادم خاص حضرت امیر ملتؒ) کے ساتھ مل کر کھانا تیار کرتے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مرشد صاحب کے والد اور جد امجد وظائف واوراد، تعویز اور قرآنی عملیات سے بھی مخلوق کی خدمت کرتے تھے۔ والد گرامی عربی وفارسی کے ادیب تھے۔ خوشنویس تھے۔ مرشد صاحب اپنے ساتھ والد مرحوم کی قلمی بیاض جو نہایت خوشخط تھی، لائے تھے۔ اس میں اورادو وظائف قادریہ اور قرآنی عملیات تھے۔ اس بیاض کو حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی خدمت بابرکت میں پیش کیا۔ اور پھر حسب الحکم حضرت امیر ملت قدس سرہ، ایک ایک عمل کو پڑھتے جاتے اور حضرت بعد سماعت عمل کی اجازت مرحمت فرماتے جاتے۔ غرض مرشد صاحب کو تمام وظائف اوراد وعملیات کی اجازت عطا فرما کہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے اجازت بیعت بھی مرحمت فرمائی اور خلعت خلافت سے نوازا۔ حاجی بوٹا صاحب اور حاجی صوفی مولوی عبداللطیف رہتکی عرف بھلکہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حاضر خدمت تھے۔

نواب میر عثمان علی خاں نظام سابع (۱۸۸۶ء۔۱۹۶۷ء) نے اپنی جاگیر صرف خاص (جو دو کروڑ روپیہ سالانہ آمدنی کی تھی) میں ایک مسجد کی پیش امامی پر مرشد صاحب کو بطور خاص تقرر فرمایا۔ اور تازیست اسی مسجد کے پیش امام رہے۔ مسجد نقشبندیہ محلہ بیگم بازار حیدرآباد دکن میں بروز جمعہ بعد نماز مغرب ختم خواجگان نقشبندیہ پابندی سے کراتے رہے۔ زہد وعبادت میں ضرب المثل تھے۔ کم گوئی ان کا خاص وصف تھا۔ لوگوں کی دینی وروحانی خدمت میں منہمک رہتے تھے۔

ماخذ

۱۔ مکتوب گرامی نواب ذوالفقار علی بیگ جماعتی (۱۹۱۰ء۔۱۹۹۳ء) بنام مؤلف محررہ ۶راگست ۱۹۷۷ء

۲۔ "حیات مقدسہ سید جماعت علی شاہؒ" از نسلیم تمنائی مطبوعہ میسور (بھارت)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۹۷۴ء ص ۴۷۔

مولانا سید محمد محمود عدنی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید محمد محمود، عدن (یمن) کے رہنے والے تھے۔ ۱۳۶۸ھ ۱۹۴۹ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، آخری (۵۵ ویں حج) کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے تو وہاں آپ کو خلافت واجازت سے سرفراز فرما کر خلق خدا کی روحانی تربیت کا حکم فرمایا۔

افسوس کہ آپ کے مزید حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملتؒ'' مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۲۰۴۔

ضروری نوٹ! آپ کو ۱۹۴۹ء میں خلافت عطا ہونے کا حوالہ میں نے کسی کتاب یا رسالے میں پڑھا تھا۔ صرف سال نوٹ کیا اور حوالہ نوٹ نہ کر سکا۔ جس کا از حد افسوس ہے۔ بہر حال میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ سال خلافت بالکل صحیح اور درست ہے۔

(قصوری)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا محمد انصر مدراسی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد انصر مدراس (بھارت) کے رہنے والے تھے۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرہ، کے ممتاز خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے مدراس کے علاقہ میں سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت کی بھرپور کوشش کی۔ آپ کے زیادہ حالات نہیں مل سکے۔

ماہنامہ "لمعات الصوفیہ" سیال کوٹ بابت ماہ اگست ۱۹۵۰ء ص ۱۶ پر "عید مبارک" کے زیرِ عنوان آپ کے دو شعر چھپے ہیں جو من و عن نقل کئے جاتے ہیں۔

"عید مبارک"

بحضور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امیر الملت قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ العالی

خوشی کا عید کی اتنا تو ساماں کم سے کم ہوتا
کہ پائے پاک حضرت پر سرِ تسلیم خم ہوتا
میری تو ,در حقیقت عید جب ہی عید کہلاتی
کہ سر ہوتا میرا اور آپ کا دستِ کرم ہوتا

از جناب محمد انصر جماعتی، مدراس"

آپ کے ان اشعار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگست ۱۹۵۰ء تک آپ بقیدِ حیات تھے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

۱۔ ''سیرت امیر ملت'' مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۷۰۴۔

۲۔ ماہنامہ ''لمعات الصوفیہ'' سیال کوٹ بابت اگست ۱۹۵۰ء ص ۱۶۔

قطعہ تاریخ اشاعت طبع اول

''کتابِ حسین خلفاءِ امیر ملت''

----۱۹۸۳ء----

''از قلم اِخلاص منش محمد صادق قصوری''

۱۹۸۳ء

زینت افزائے کتابِ شوق ہے عنوان فیض

عطر افشاں ہے جہاں میں بوئے چمنستان فیض

صدرِ بزمِ عشق ، ''امیر ملت خیر الانام'' ۱۴۰۳ھ

آپ کی ذات گرامی گنجِ شائگان فیض

جانشینان امیر ملتِ بیضا کا ذکر

ہے محبان طریقت کے لیے سامان فیض

محترم صادق قصوری کی ہے یہ تالیف پاک

روحِ اخلاص و مروت ، شان الفت ، جان فیض

حافظ اشرف اور حافظ اکرم اس کے ناشرین

جن کو حاصل ہو گئی یہ دولت عرفان فیض

''ارمغان گوہر تاباں'' سن تالیف ہے ۱۹۷۷ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اور ''تاریخ اشاعت'' اس کی ہے ''بستان فیض'' ۱۹۸۳ء، ۱۴۰۳ھ

ہے دعا حق سے قمرؔ کی ، تا ابد ہم پر رہے

سایہ افگن اولیاء اللہ کا دامان فیض

(آمین ثم آمین بجاہ رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوۃ واکمل التعلیم الی یوم الدین)

۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ نتیجہ افکار المخلص قمرؔ یزدانی

بروز دوشنبہ پنوانہ ضلع سیالکوٹ

۲۵ اپریل ۱۹۸۳ء

ماخذ و مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مقام اشاعت	سن طباعت
۱	القرآن الحکیم	ترجمہ مولانا احمد رضا خاںؒ	لاہور	-
۲	ارکان خمسہ	سید نذیر علی وکیل	میرٹھ (بھارت)	۱۹۰۶ء
۳	انوارِ لاثانی	محمد رفیق	لاہور	۱۹۴۵ء
۴	انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا	سید قاسم محمود	کراچی	۱۹۹۸ء
۵	انسائیکلوپیڈیا تحریک پاکستان	اسد سلیم شیخ	لاہور	۱۹۹۹ء
۶	افضل الرسل	سید محمد حسین علی پوری	لاہور	۲۰۰۱ء
۶	آپ بیتی	چوہدری نور احمد مقبول	لاہور	۲۰۰۰ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۷	اقبال اور انجمن حمایت اسلام	محمد حنیف شاہد	لاہور	۱۹۷۶ء
۸	انوار طالب	ڈاکٹر محمد اللہ دتہ طالب	لاہور	۱۹۷۵ء
۹	اکابر تحریک پاکستان جلد اول	محمد صادق قصوری	گجرات	۱۹۷۶ء
۱۰	---جلد دوم	--------	لاہور	۱۹۷۹ء
۱۱	آفتاب عالمتاب	بخشی مصطفیٰ علی خاں	کراچی	۱۹۶۳ء
۱۲	اولیائے سیالکوٹ	رشید نیاز	سیالکوٹ	۱۹۹۲ء
۱۳	انوار الکریم	پروفیسر انیس احمد شیخ	لاہور	۱۹۷۹ء
۱۴	افکار راولپنڈی ڈائریکٹری	سید غلام مصطفیٰ خالد گیلانی	راولپنڈی	۱۹۶۲ء
۱۵	اوراق پارینہ (کشمیریات)	خواجہ غلام احمد پنڈت	مظفر آباد (اے کے)	۱۹۹۲ء
۱۶	بھٹو اور کشمیر	احمد سلیم	لاہور	۱۹۹۲ء
۱۷	بلاد الاولیاء	طاہر لاہوری	لاہور	۱۹۹۹ء
۱۸	پنجابی شاعراں دا تذکرہ	مولا بخش کشتہ	لاہور	۱۹۸۸ء
۱۹	بارہ عاشقان رسول علیہ صلی اللہ	اشفاق حسین قریشی	لاہور	۱۹۹۱ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۲۰	برکات علی پور شریف	پیر خیر شاہ امرتسری	امرتسر (بھارت)	۱۳۲۶ء
۲۱	پنج گنج علی پوری	محمد اویس خاں غوری	لاہور	طبع دوم
۲۲	پنج گنج قصوری	محمد اویس خاں غوری	لاہور	۱۹۵۶ء
۲۳	پنجاب کی سیاسی تحریکیں	عبداللہ ملک	لاہور	۱۹۷۱ء
۲۴	تذکرہ شاہ جماعت	فیاض بلگوڈوی	میسور (بھارت)	۱۹۵۴ء
۲۵	تذکرہ شہہ جماعت	سید حیدر حسین علی پوری	لاہور	۱۹۷۳ء
۲۶	تذکرہ علماء ہند	مولوی رحمان علی ترجمہ: پروفیسر محمد ایوب قادری	کراچی	۱۹۶۱ء
۲۷	تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت	محمد صادق قصوری	کراچی	۱۹۹۲ء
۲۸	تذکرہ علماء اہلسنت	شاہ محمود احمد قادری	کانپور (بھارت)	۱۳۹۱ء
۲۹	تذکرہ فقیہ اعظم	پروفیسر مجیب احمد	مرید کے (شیخوپورہ)	۱۹۹۴ء
۳۰	تذکرہ محدث سورتی	خواجہ رضی حیدر	کراچی	۱۹۸۱ء
۳۱	تذکرہ اولیاء علی پور سیداں	محمد صادق قصوری	برج کلاں (قصور)	۱۹۹۸ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۳۲	تذکرہ شہہ ولایتؒ	محمد نواز شاہد	گجرات	۱۹۸۰ء
۳۳	تذکرہ شاہ سکندر کیتھلیؒ	پروفیسر سید خورشید حسین بخاری	لاہور	۱۹۷۶ء
۳۴	تاریخ مشائخ نقشبندیہ	محمد صادق قصوری	لاہور	۲۰۰۲ء
۳۵	تذکرہ شوائے جماعتیہ	محمد صادق قصوری	قلمی	-
۳۶	تاریخ پسرور	پروفیسر سید سلطان محمود حسین	لاہور	۱۹۸۱ء
۳۷	تذکرہ مشائخ نقشبندؒ	مولانا نور بخش توکلیؒ	لاہور	۱۹۷۶ء
۳۸	تذکرہ اسلاف	بہاء الحق قاسمی	لاہور	۱۹۶۴ء
۳۹	تاریخ سیالکوٹ	رشید نیاز	سیالکوٹ	۱۹۹۸ء
۴۰	تذکرہ علماء مشائخ سرحد جلد اول	سید محمد امیر شاہ	لاہور	۱۹۶۴ء
۴۱	---جلد دوم	سید محمد امیر شاہ	لاہور	۱۹۷۲ء
۴۲	تصوف	ڈاکٹر محمد اللہ دتہ طالب	کنجاہ (گجرات)	۱۹۸۰ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۴۳	تاریخ گجرات	شیخ کرامت اللہ	گجرات	۱۹۷۷ء
۴۴	تذکرہ شعرائے کنجاہ	محمد صدیق مجاہد	کنجاہ (گجرات)	۲۰۰۰ء
۴۵	تاریخ جھنگ	بلال زبیری	جھنگ	۱۹۷۶ء
۴۶	تحریک پاکستان اور مشائخ عظام	محمد صادق قصوری	لاہور	۲۰۰۰ء
۴۷	تاریخ رفتگان جلد اول	صابر براری	کراچی	۱۹۸۶ء
۴۸	جلد دوم	صابر براری	کراچی	۱۹۹۸ء
۴۹	جلد سوم	صابر براری	کراچی	۲۰۰۰ء
۵۰	تحریک پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ	پروفیسر محمد شفیع صابر	پشاور	۱۹۹۰ء
۵۱	جامع الخیرات	سید محمود شاہ محدث ہزاروی	پشاور	----
۵۲	جامع اردو انسائیکلو پیڈیا جلد اول	شیخ غلام علی اینڈ سنز	لاہور	۱۹۸۷ء
۵۳	جلد دوم	شیخ غلام علی اینڈ سنز	لاہور	۱۹۸۸ء
۵۴	جہان امیر ملتؒ	محمد صادق قصوری	برج کلاں قصور	۲۰۰۱ء
۵۵	حیات کامل	مولانا عبدالحکیم	سرگودھا	---

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۵۶	حضرت امیر ملت اور تحریک پاکستان	محمد صادق قصوری	لاہور	۱۹۹۴ء
۵۷	حیات شاہ ولایتؒ	سید محمد یونس شاہ کاظمی	گجرات	۱۹۷۲ء
۵۸	حیات مقدسہ	سلیم تمنائی	میسور (بھارت)	۱۹۷۴ء
۵۹	حضرت سراج الملتؒ اور ان کے خلفا	محمد صادق قصوری	برج کلاں (قصور)	۱۹۹۴ء
۶۰	حفاظ پشاور	سید محمد امیر شاہ قادری	لاہور	۱۹۶۶ء
۶۱	حکیم الشعراء حضرت امجد حیدر آبادیؒ	خواجہ حمید الدین شاہد	کراچی	۱۹۹۳ء
۶۲	حیات اقبال کی گمشدہ کڑیاں	محمد عبداللہ قریشی	لاہور	۱۹۸۲ء
۶۳	حیات النبیؐ	مولانا محمد ایوب پشاوری	پشاور	۱۹۶۲ء
۶۴	خزینہ فیض قصوری	پروفیسر منشاد علی	لاہور	۱۹۶۸ء
۶۵	خفتگان کراچی	پروفیسر محمد اسلم	لاہور	۱۹۹۱ء
۶۶	خفتگان خاک گجرات	ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ	گجرات	۱۹۹۶ء
۶۷	دیوان آزاد	آزاد بیکانیری	آگرہ (بھارت)	۱۹۳۲ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۶۸	ذکرِ اختر	محمد صادق قصوری	برج کلاں	۱۹۸۱ء
۶۹	راہِ صفا	سید محمود شاہ محدث ہزاروی	لاہور	ـ
۷۰	راحت القلوب	مفتی محمد شفیع	سیالکوٹ	ـ
۷۱	سیرتِ انور	مفتی غلام رسول گجراتی	لاہور	۱۹۹۶ء
۷۲	سیرتِ امیرِ ملت	سید اختر حسین علی پوری	علی پور سیداں	۱۹۷۵ء
۷۳	سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ	محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ	لاہور	۱۹۷۹ء
۷۴	سیرت طالبؔ	کیپٹن محمد امین کنجاہی	کنجاہ (گجرات)	۱۹۹۱ء
۷۵	سید ابوالبرکاتؒ اپنے مکاتیب کے آئینے میں	صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری	بصیر پور	۱۹۹۹ء
۷۶	شہاب نامہ	قدرت اللہ شہاب	لاہور	۱۹۹۲ء
۷۷	شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا	مقصود ایاز وغیرہ	لاہور	۱۹۹۶ء
۷۸	شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری	پروفیسر محمد سلیم	لاہور	۱۹۹۶ء
۷۹	شخصیات سرحد	پروفیسر محمد شفیع صابر	پشاور	۱۹۹۰ء
۸۰	ظہور پاکستان	چوہدری محمد علی	لاہور	۱۹۷۲ء
۸۱	عظیم قائد عظیم تحریک جلد اول	ولی مظہر ایڈووکیٹ	ملتان	۱۹۸۳ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۸۲	عالمی معلومات	زاہد حسین انجم	لاہور	۱۹۷۵ء
۸۳	غلامی سے آزادی تک	قریشی غلام فرید	سیالکوٹ	۱۹۶۹ء
۸۴	فیروز سنز انسائیکلو پیڈیا	فیروز سنز	لاہور	۱۹۸۷ء
۸۵	فیضان علی پور	پیر خیر شاہ امرتسری	امرتسر	۱۳۳۳ء
۸۶	فیضان امیر ملت	مرزا ذوالفقار علی بیگ	حیدرآباد دکن	۱۹۵۹ء
۸۷	قائد کشمیر	بشیر احمد قریشی	مظفر آباد (اے کے)	۱۹۹۴ء
۸۸	قائد اعظم اور سرحد	عزیز جاوید	پشاور	۱۹۷۰ء
۸۹	قائد اعظم اور صوبہ سرحد	پروفیسر محمد شفیع صابر	پشاور	۱۹۹۰ء
۹۰	قافلہ آزادی	مفتی راشد علی علوی	پشاور	۱۹۸۸ء
۹۱	کشمیر آزادی کی دہلیز پر	خواجہ غلام احمد پنڈت	لاہور	۱۹۹۱ء
۹۲	کشمکش	چوہدری غلام عباس	لاہور	۱۹۵۰ء
۹۳	کاروان احرار جلد اول	جانباز مرزا	لاہور	۱۹۷۵ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۹۴	کرامات امیر ملت	بخشی مصطفیٰ علی خاں	کراچی	۱۹۶۵ء
۹۵	گجرات تاریخ کے آئینے میں	ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ	گجرات	۱۹۹۶ء
۹۶	گلزار مدینہ	مولانا محمد عظیم فیروزپوری	لاہور	۱۳۳۷ء
۹۷	مکاتیب بہادر یار جنگ جلد اول	مولانا غلام محمد	کراچی	۱۹۶۷ء
۹۸	معدن التواریخ	ابوالطاہر فدا حسین فدا	لاہور	۱۹۹۲ء
۹۹	محاسن کنز الایمان	ملک شیر محمد اعوان	لاہور	۱۳۹۶ء
۱۰۰	مراد العاشقین	سید محمد غوث	لاہور	ـ
۱۰۱	مقالات یوم رضا جلد سوم	قاضی عبدالنبی کوکب	لاہور	۱۹۷۱ء
۱۰۲	مجمع البحرین جلد دوم	محمد یونس خاں آفریدی	لاہور	۱۹۷۲ء
۱۰۳	مشاہیر اکبر آباد	مفتی انتظام اللہ شہابی	کراچی	ـ
۱۰۴	نقش حیات	پروفیسر وقار حسین طاہر	گجرات	۱۹۷۸ء
۱۰۵	وفیات مشاہیر پاکستان	پروفیسر محمد اسلم	اسلام آباد	۱۹۹۰ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

۱۰۶	وفیات اعیان پاکستان	پروفیسر محمد اسلم	لاہور	۱۹۹۱ء
۱۰۷	وداع یاراں	محمد عبدالرحمٰن بنگلوری	بنگلور (بھارت)	۱۹۰۸ء
۱۰۸	یاران طریقت یا پیر بھائی	حضرت امیر ملتؒ	کراچی	۱۹۵۹ء
۱۰۹	تذکرہ اولیاء کشمیر جلد اول	حضرت امیر ملتؒ سید زاہد حسین نعیمی	کراچی راولپنڈی	۱۹۵۹ء ۲۰۱۳ء
۱۱۰	تحریک آزادی اور گجرات	عارف علی میر ایڈووکیٹ	گجرات	۲۰۱۴ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/